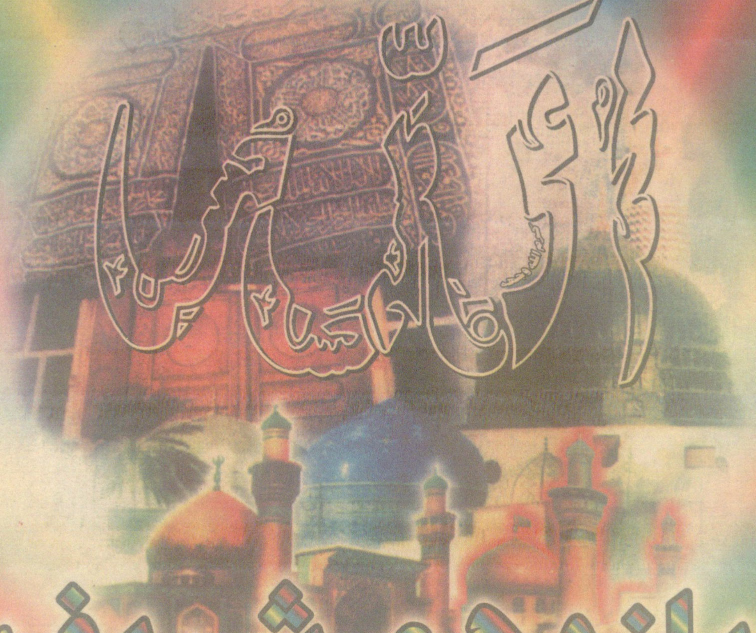


# یازدہم شریف

## گیارہویں شریف کا مدلّل ثبوت

نبیٌّ ہاشمیٌ مکیٌّ حجازیٌ
ھو جدی بہ نلت الموالی

انا الحسنیُّ والمخدع مقامی
واقدامی علیٰ عنق الرّجال

وہ نبی مکرم ہاشمی، مکیؐ اور حجازی میرے جدِ پاک ہیں انہیں کی وساطت سے میں نے بزرگی کو پایا۔

میں حضرت امام حسن علیہ السّلام کی اولاد سے ہوں اور میرا مرتبہ مخدع (خاص مقام) ہے اور میرے قدم اولیاء اللہ کی گردنوں پر ہیں۔

وعبد القادر المشہور اسمی
وجدی صاحب العین الکمال

اور عبد القادر میرا مشہور و معروف نام ہے اور میرے نانا پاک یعنی سرکار عالیاں صلی اللہ علیہ وسلم چشمہ کمال کے مالک ہیں۔

(از قصیدہ غوثیہ)

سرورق:
سید احسان محی الدین القادری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# یازدہم شریف

حافظ برکت علی قادری لاہوری رحمتہ اللہ علیہ

ملنے کا پتہ

غوثیہ کتب خانہ رجسٹرڈ

32۔ سرکلر روڈ، بیرون شاہ عالم گیٹ، لاہور۔

فون: 7657160

| | |
|---|---|
| کتاب | یازدہم شریف |
| مصنف | حافظ برکت علی قادری |
| پروف ریڈنگ | منور حسین زیدی |
| سن اشاعت | 2001ء |
| بار | دوئم |
| پبلشر | سید احسان محی الدین قادری |
| | ابن سید غلام دستگیر قادری |
| پرنٹر | سجاد محبوب پرنٹرز، |
| | شاہ عالم گیٹ لاہور |
| ہدیہ | 30/- |

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

# یازدہم شریف

## مختصر سوانح حیات حضرت پیرانِ پیر روشن ضمیرؒ

## غوث اعظمؒ خاص محبوبِ خدا

## نائب و وارث حبیبِ کبریا صلی اللہ علیہ وسلم

حمد نا متناہی اس ذات باری کے لئے ہے جس نے ہم پر احسان عظیم فرما کر اپنے حبیبِ لبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت میں پیدا کر دیا۔ لاتعداد درود وسلام بخدمت اقدس شہنشاہ دو جہاں، سرور انس وجاں، مالکِ کون ومکان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جن کی ذات والا صفات خلاصہ موجودات اور باعثِ ایجادِ کائنات ہے۔ جن کی شان میں احادیث قدسی

"لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الدُّنْیَا اور لَوْلَاکَ مَا خلقت اَرْضِی وَسَمَائِی"

وارد ہوئی ہیں۔ جن کے نور انور کو تمام ملائکہ نے سجدہ کیا۔ سوائے اس بدبخت، بدعقیدہ، حاسد وکاسد اور مردود ازلی کے جو بحکم خدا سجدۂ تعظیمی کا انکار کرنے سے راندۂ درگاہ ہوا اور "لعنتی الی یومِ الدین" کا طوق اس کے گلے میں ڈالا گیا۔

محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کابروئے ہر دوسرا است — کسے کہ خاک درش نیست خاک برسرِ او

محمد مدنی صلی اللہ علیہ وسلم افتخارِ ارض وسما ست — کسے کہ خاکِ درش ہست تاج برسرِ او

اللہ اللہ! حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا قصرِ شان اس قدر بلند ہے کہ کسی نبی، مرسل، ولی، فرشتے اور انسان کو وہاں تک رسائی نہیں۔ لہذا آپ کی مدح وثنا کا کماحقہ، بیان کرنا بھی ممکن نہیں۔ حضرت امام ابو حنیفہ الملقب بامام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اپنے قصیدۃ النعمان میں ارقام فرماتے ہیں۔

مَاذَا یَقُوْلُ المَادِحُوْنَ وَمَا عَسیٰ　　اَن یجمعَ الکتَابُ مِنْ مَعْنَاکَ

وَاللّٰہِ لَوْ اَنَّ البحَارَ مَدَادُ ھُمْ　　وَالشُّعب اَقْلَامٌ جُعِلن لِذَاکا

لَمْ یَقْدِرِ الثَقَلَانِ یَجْمَعُ نَزْرَہ　　اَبَداً وَّمَا اَسْتَطَاعُوْا لَہٗ اِدْرَاکا

ترجمہ: آپ کے مداح آپ کی تعریف میں کیا کہہ سکتے ہیں کیونکہ یہ ممکن ہی نہیں کہ لکھنے والے آپ کی سیرت وصورت معنوی اور اوصاف حمیدہ سے کچھ تحریر میں لا سکیں۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! اگر تمام سمندر ان کی روشنائی ہو جائیں اور تمام روئے زمین کے درخت قلم بنا دیئے جائیں اور تمام گروہ جن وانسان (یا ساکنانِ ارض وسما) مل کر ایڑی چوٹی کا زور لگائیں۔ پھر بھی آپ کے مکارم و اوصاف جمیلہ سے ایک ذرہ بھر نہ لکھ سکیں۔ لکھنا تو در کنار اس کا ادراک بھی نہ کر سکیں۔

حمد ہو کس سے ادا ان کی بجز ذات خدا　　ہے وہی مرتبہ داں ذاتِ رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم

ہزار ہا درود وسلام آپ آل اطہار اور اصحاب کبار (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) پر اور بالخصوص آپ کے نائب و وارث سیدنا و مرشد نا حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی ذات بابرکات پر جو آپ کے نہایت عزیز اور محبوب ترین فرزند دلبند ہیں۔ جن کا لقب مبارک سلطان محی الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے ۔ جو عارفوں کے پیشوا کاملوں کے رہنما، ہادی راہِ ھدیٰ اور مقتدائے جملہ اولیا ہیں۔ جن کی نظر کرم نے مردہ دین اسلام میں دوبارہ زندگی کی روح پھونک دی۔ جن کے علو مرتبہ کا آج تک

کسی صاحبِ بصیرت نے انکار نہیں کیا۔ جن کا قدمِ اطہر تمام اولیاء اللہ کی گردنوں پر ہے۔ جن کی پیروی اتباعِ جناب سید الانام علیہ الصلوۃ والسلام ہے۔ جن کا منظورِ نظر مقبولِ بارگاہِ سید الابرار صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہے۔ اور منکرِ بے دین دونوں عالم میں رسوا و خوار ہے۔ جو بقول حضور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مسجود[1] خلائق اور محبوب دلہا ہیں۔ جن کا آستانہ عالیہ ملجا و مادائے غریباں ہے۔ اکابر اولیاء اللہ ان کی غلامی کا دم بھرتے ہیں اور بلند پایہ مشائخ ان کا پانی بھرتے ہیں۔ وہ سلطان السلاطین، محبوبِ رب العالمین، قطب الاقطاب اور شیخِ مشائخِ کل ہیں۔ کسی کی مجال نہیں کہ ان کے سامنے دم مار سکے۔ غمخوارِ خادماں اور قاتلِ اعداء مریداں ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے عقیدت مندوں کو تا ابد آپ کے زیر سایہ رکھے۔ اور آپ کی غلامی اور محبت میں سب کا خاتمہ بالخیر کرے۔ آمین۔

## نعت شریف

غلامم از غلامانِ غلامِ شاہِ جیلانیؓ — مئے حب نبی ﷺ نوشم ز جامِ شاہِ جیلانیؓ
شوم صد بار قربانت اگر مژدہ رساں قاصد — نیوشم از لبِ لعلت پیامِ شاہِ جیلانیؓ
ز جاہ و حشمتِ شاہم چہ پرسی ہمقرین من — کہ از عرشِ بریں بالا مقامِ شاہ جیلانیؓ
اگرچہ ہرزہ گو منکر دلے داند ہمہ عالم — کرامت در طفولیتؒ صیامِ شاہِ جیلانیؓ
بلرزد جیشِ جراراں چو تیغِ دو دمہ آید — بجنگِ دشمناں بیروں نیامِ شاہ جیلانیؓ
بگوید حق "بگر" گویم بفرمود ایں شہِ والا — بد نیساں شد کلامِ حق کلامِ شاہِ جیلانیؓ
بحمد اللہ ثنا خوانم جناب پیرِ پیرانم — ز تو ہر دم خدا خواہم غرامِ شاہ جیلانیؓ
مخور غم اے دل غمگین بگو ہر دم محی الدینؓ — بود فردا بیوم الدین نظامِ شاہ جیلانیؓ

---

1- تفسیر عزیزی ص ۲۷۳ مطبوعہ گورنمنٹ پریس۔ سن طباعت ۱۱ شوال المکرم ۱۲۴۸ھ

تو بریک سجدۂ من سیخ پا گشتی بر و واعظ — کنم صد بار صد سجدہ بنامِ شاہِ جیلانیؒ

چہ باک از خلق می گوید کہ دیوانہ شدہ حافظؔ — بگر دو روز و شب گردِ خیامِ شاہِ جیلانی

منم گوشہ نشینِ گلشنِ عرب و عجم حافظؔ

ببرکت نائب[1] و قائم مقامِ شاہِ جیلانی

**امابعد** اگرچہ اس کتاب کا موضوع ''یازدھم شریف'' ہے تاہم اصل مضمون پر قلم اٹھانے سے قبل یہ نہایت مناسب معلوم ہوتا ہے کہ تبرکاً اور تیمّناً حضور قدس سرہ العزیز کے سوانح حیات اور خوارق عادات کا مجملاً ذکر کیا جائے۔ کیونکہ آپ کا ذکرِ خیر معتقدین کے لیے سببِ ازدیادِ عقیدت و ارادت ہے اور مریدین کے لیے باعثِ بخشش و رحمت ہے۔ بمصداق

تَنَزَّلُ الرَّحْمَةُ عِنْدَ ذِكْرِ الصَّالِحِيْنَ

اگر بوقتِ ذکرِ عام اولیاء اللہ اور صالحین رحمتِ باری نزول فرماتی ہے تو سلطان الاولیاء والعارفین حضور محبوبِ سبحاں، قطبِ دوراں، شہنشاہِ بغداد و جیلاں قدس سرہ العزیز کا ذکرِ سعید کسقدر باعثِ خیر و برکت اور موجب باران رحمت ہوگا۔

بدلیاں رحمتوں کی امنڈنے لگیں — جس جگہ آپ کا ذکرِ اعلیٰ ہوا

---

1- سیدنا و مرشدنا سرکار حضرت پیر سید عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ۔

# حضرت غوث الثقلین قدس سرہٗ العزیز

## المشہور گیارہویں والے پیر دستگیر روشن ضمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ کی بلند پایہ شخصیت، خاندانی نجابت و شرافت اور مقام فردیت سے کون واقف نہیں۔ مسلمان تو در کنار اکثر ہندو، سکھ، عیسائی، پارسی اور یہودی بھی آپ کی ذات بابرکات کے ساتھ دلی عقیدت رکھتے ہیں۔ حتیٰ کہ فرقہ ہائے باطلہ وہابیہ نجدیہ اور اُن کے ہمنوا بھی دبی زبان میں آپ کا لوہا مانتے ہیں۔

## اسم گرامی

حضور کا نام نامی اِسم گرامی (شیخ سید) عبدالقادر رضی اللہ عنہ ہے۔ محی الدین، پیرِ پیراں، غوثِ اعظم اور غوثِ الثقلین آپ کے پیارے پیارے القاب ہیں۔

دستگیرِ دو جہاں حضرتِ غوث الثقلینؓ

مظہر ذاتِ نہاں حضرتِ غوث الثقلینؓ

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ ''اخبار الاخیار'' میں غوث الثقلین کے معنی بیان فرماتے ہیں:-

''غوث الثقلین آنرا گویند کہ جن و انسان ہمہ بوے پناہ جویند۔ من بے کس نیز پناہ بوے جستہ ام و بر درگاہ افتادہ مراجز عنایت او کسے نیست و بغیر لطفِ او فریاد رس نے''۔

ترجمہ: غوث الثقلین اس کو کہتے ہیں جس کی پناہ اور حمایت کے طالب

تمام جن اور انسان ہوں۔ میں بے کس عاجز بھی آپ کے آستانۂ عالیہ پر پڑا ہوں اور آپ کی اعانت وپناہ چاہتا ہوں۔ میرا حضور کی عنایت کے سوا کوئی یار و مددگار نہیں اور آپ کے لطف وکرم کے بغیر کوئی فریاد رس نہیں ہے۔

فی زمانہ ایک فرقہ ظاہر پرست علماء اور ان کے پیروکار جہلا کا پیدا ہو گیا ہے جو سرکارِ بغداد قدس سرہ العزیز کے ہر دو القاب (یعنی حضرت ''غوثِ اعظم اور غوث الثقلین'') کا ذکر جب کسی عقیدت مند کی زبان سے سنتے ہیں تو فوراً چیں بجبیں ہو جاتے ہیں۔ اور طعنے تشنے دینے کے علاوہ اولیاء اللہ کے معتقدین اور ان سے مدد مانگنے[1] والوں پر کفر وشرک کا فتویٰ لگانے سے بھی گریز نہیں کرتے۔ مگر اہلِ دانش کے نزدیک اس قسم کی نازیبا حرکات کا ارتکاب کرنے والے تہذیب اخلاق سے گرے ہوئے ہیں۔ اور ان کا متعصبانہ و معاندانہ رویہّ ان کی جہالت اور سُوادبی پر دلالت کرتا ہے۔ کیونکہ بڑے بڑے اکابر اولیاء اللہ مثلاً سلطان العارفین حضرت سلطان باہوؒ، غریب نواز خواجہ معین الدین چشتیؒ، خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ، حضرت مخدوم علی احمد صابر، خواجہ گیسو دراز مولیٰنا جامیؒ، حضرت شاہ ابو المعالی اور ان کے علاوہ دیگر مشائخ کبار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے آپ کے غوث اعظم اور غوث الثقلین ہونے کی مکمل تصدیق فرمائی ہے۔ آپ کو حضرت غوث الاالثقلین کے لقب سے قدس سرہ سے مخاطب کیا ہے۔

حتیٰ کہ منکرین کے پیشوا حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے بھی اپنے رسالہ ''انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ'' کے صفحہ ۲۵ پر آپ کو حضرت غوث الثقلین قدس سرہٗ کے لقب سے مخاطب کیا ہے۔ حضور کی شان مبارک میں حضرت خواجہ معین الدین چشتی اور خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمہا اللہ تعالیٰ کے چند اشعار بطور نمونہ ذیل میں درج کیے جاتے ہیں۔

---

1- استمداد از اولیاء کرام کے جواز میں ہمارا مدلل رسالہ الموسمہ بہ ''استمداد از عباد الرحمان'' ملاحظہ فرمائیے۔

کلام حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ:-

یا غوثِ معظمؓ نور ہدیٰ مختارِ نبی مختارِ خدا سلطانِ دو عالم قطبِ اعلیٰ حیراں ز جلالت ارض و سما

معیںؔ کہ غلامِ نامِ تو شد در یوزہ گر اکرامِ تو شد شد خواجہ ازاں کہ غلامِ تو شد دارد طلبِ تسلیم و رضا

کلامِ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ:-

قبلۂ اہلِ صفا حضرتِ غوث الثقلینؓ دستگیر ہمہ جا حضرتِ غوث الثقلینؓ

قطبِؔ مسکین بغلامیِ درت منسوب است داغِ مہرش بغزا حضرتِ غوث الثقلینؓ

اسی طرح دیگر اولیاء عظام نے بھی حضور کی شان میں مدحیہ [1] اور نعتیہ کلام قلبند فرمائے ہیں۔ اب جو لوگ صحیح رہنمایانِ دین کے اقوال بھی تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں ہم نہیں سمجھتے کہ ان کا مذہب کیا ہے۔ اور وہ ائمہ اربعہ میں سے کس امام کے مقلد ہیں۔ اللہ تعالیٰ جملہ مسلمانوں کو بزرگان دین کا ادب واحترام ملحوظ رکھنے کی توفیق عطا فرماوے۔ آمین

## ولادت شریف

آپ کی ولادت باسعادت ۴۷۱ھ میں جیلان شریف [2] میں ہوئی۔ کسی شاعر نے مندرجہ ذیل بیت میں آپ کا سنِ پیدائش یوں لکھا ہے۔

سال مولودش ز اوجِ کبریا
گفت ہاتف زیب تاجِ ۴۷۱ اولیاء

تفریح الخاطر میں ہے کہ آپ کی ولادت شریف کی رات پانچ باتیں ظہور میں آئیں۔

1- آپ کے والد ماجد سیدنا حضرت ابو صالح موسیٰ جنگی دوست رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو

1- ہمارا رسالہ ''کلام اولیاء فی شان سلطان الاولیاء'' مطالعہ کیجئے۔

2- بعض مؤرخین نے لکھا ہے کہ یہ مقدس شہر خراسان میں واقع ہے۔

حضور نبی کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، صحابہ کرام ائمہ دین اور اولیاء عظام کی زیارت خواب میں ہوئی اور شہنشاہِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"بیٹا! تمہیں اللہ تعالیٰ نے جو فرزند عطا فرمایا ہے وہ میرا بیٹا اور خدا کا محبوب ہے۔ اس کا مرتبہ اولیاء اللہ میں وہ ہوگا جو میرا مرتبہ انبیاء علیہم السلام میں ہے۔"

2- جملہ انبیاء علیہم السلام نے آپ کے والد بزرگوار کو خوشخبری دی کہ ان کا قدم مبارک تمام اولیاء اللہ کی گردنوں پر ہوگا۔ ان کی اطاعت ترقی درجات کا باعث ہوگی اور جو اطاعت سے انحراف کرے گا۔ قرب الٰہی کی بلندی سے بعد اور محرومی کے گڑھے میں گرایا جائے گا۔

3- جس شب مبارک آپ کی ولادت شریف ہوئی۔ اس رات گیلان پاک میں گیارہ سولڑکے پیدا ہوئے جو اولیاء اور مردانِ راہ خدا ہوئے۔ کوئی لڑکی پیدا نہ ہوئی۔

4- آپ روزہ دار پیدا ہوئے۔ سحری سے لیکر افطاری تک اپنی والدہ محترمہ کا دودھ نہیں پیا۔

5- آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جو معراج کی رات کو آپ کے کندھے پر اپنا قدم مبارک رکھا تھا اس کا نشان آپ کے شانۂ اقدس پر موجود تھا۔

حضور کی ولادت شریف بھی ایک ظاہرا کرامت ہے۔ کیونکہ اس وقت آپ کی والدہ محترمہ کی عمر ساٹھ برس کی تھی۔ جو کہ توالد و تناسل کے لیے نا امیدی کا زمانہ ہوتا ہے۔ بوقت پیدائش آپ کے چہرۂ انور سے اس قدر جلالت اور ہیبت ٹپکتی تھی کہ کوئی شخص نظر بھر کر آپ کی طرف دیکھ نہیں سکتا تھا۔

## نسب شریف

آپ حسب ونسب اور خاندانی شرافت کے لحاظ سے نجیب الطرفین ہیں۔ والد ماجد کی طرف سے حسنی اور والدہ محترمہ کی جانب سے حسینی ہیں۔

نسب عالی از جہت والد محترم قدس سرہٗ:-

سلطان الاولیاء و العارفین ، برہان الاصفیا والواصلین حسیب و نسیب وشریف سید شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس سرہ النورانی ابن سیدنا و مرشد نا حضرت ابو صالح موسیٰ جنگی دوست رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابن حضرت سید عبداللہ الجیلی ابن حضرت سید یحییٰ زاہد ابن حضرت سید محمد ابن حضرت سید داوٗد ابن حضرت سید موسیٰ ابن حضرت سید عبداللہ ابن حضرت سید موسیٰ جون ابن حضرت سید عبداللہ محض ( جن کا لقب مجل بھی ہے ) ابن حضرت سید حسن مثنیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اجمعین ابن سیدنا و مرشدنا امام عالی مقام حضرت امام حسن علیہ الصلواۃ والسلام ابن سیدنا و مرشدنا و مولینا حضور شیرِ خدا مشکلکشا حیدر کرار شاہِ ذوالفقار سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہم

نسب کریم منجانب والدہ محترمہ قدس سرہا:-

حضور قطب العارفین سلطان السلاطین قطب الاقطاب شیخ الارض و السماوات رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ کریمہ قدس سرہا کا اسم مبارک ام الخیر امتہ الجبار سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت حضرت سید عبداللہ صومعی زاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن امام سید ابی جمال الدین محمد بن امام سید محمود بن امام سید ابی العطا عبداللہ بن امام سید کمال الدین عیسیٰ بن امام سید ابی علاوٗ الدین محمد الجواد رضی اللہ تعالیٰ عنہم ابن امام ہمام حضرت سید علی رضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابن امام ہمام حضرت موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابن امام ہمام عالیمقام سیدنا حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابن امام ہمام عالیمقام سیدنا

حضرت امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن امام ہمام عالیمقام سیدنا و مرشدنا حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابن امام ہمام عالیمقام سید الشہداء امام الصابرین سید شباب اہل الجنت و قرۃ العین اہل سنت سیدنا حضرت امام حسین علیہ السلام ابن حضور سیدنا و مرشدنا اسد اللہ الغالب حضرت علی کرم اللہ وجہہ ابن ابی طالب رضی اللہ عنہم اجمعین۔

مندرجہ بالا نسب شریف جملہ معتبر تصانیف میں مذکور ہے۔ حضرت شیخ نور الدین رحمۃ اللہ علیہ نے بہجۃ الاسرار میں (مطبوعہ مصر نہایت مستند کتاب ہے) حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے زبدۃ الآثار میں حضرت شیخ محمد بن یحیٰ التاذفی رحمۃ اللہ علیہ نے قلائد الجواہر میں اور حضرت شاہ ابولمعالی رحمۃ اللہ علیہ نے تحفۃ القادریہ میں اور ان حضرات کے علاوہ دیگر بزرگانِ عظام نے اپنی اپنی تصانیف میں بالاسناد صحیحہ ثابت کیا ہے کہ حضور سلطان الاولیاء والعارفین حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کریم الطرفین سید السادات ہیں۔ بایں ہمہ اگر کوئی شخص آپ کی سیادت میں شک کرتا ہے تو وہ بلا شبہ گمراہ، جاہل، فاسق اور اکابر دین کے اقوال سے انحراف کرنے والا ہے۔ آپ کے جدا مجد سیدنا حضرت سید عبداللہ محض رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لقب محض (یعنی خالص) اسی لیے مشہور ہے کہ آپ کے والد ماجد سیدنا حضرت امام حسن مثنیٰ علیہ السلام سیدنا عالیمقام امام ہمام حضرت امام حسن علیہ اسلام کے صاحبزادے ہیں اور آپ کی والدہ محترمہ حضور سید الشہداء امام الصابرین سیدنا حضرت امام حسین علیہ السلام کی صاحبزادی ہیں۔ چنانچہ اس لحاظ سے آپ خالص حسنی و حسینی سید ہیں۔

## تعلیم و تربیت

آپ نے ابھی ہوش بھی نہ سنبھالا تھا کہ والد ماجد کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ چنانچہ آپ اپنے نانا حضرت عبداللہ صومعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گود میں پرورش پائی۔ ابتدائی تعلیم جیلان شریف میں حاصل کی۔ دس برس کی عمر میں جب مدرسے تشریف لے جاتے تو اپنے اردگرد فرشتوں کو دیکھتے۔ جس وقت مدرسے پہنچتے تو ملائکہ کو یہ کلمات کہتے سنا کرتے۔ افسحوا لولی اللہ (خدا کے ولی کے لیے جگہ کشادہ کرو تاکہ وہ بیٹھ جائے)۔

زبدۃ العارفین قدوۃ السالکین سیدنا و مرشدنا ارفع و اعلیٰ حضرت پیر سید عبدالرزاق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ میرے والد ماجد سلطان اولیاء و العارفین حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ "جب میں اوائل عمر میں بچوں کے ساتھ کھیلنا چاہتا تو غیب سے الی یا مبارک (اے میرے بابرکت (محبوب) میرے طرف آ) کی صدا میرے کانوں میں آتی۔

غیب سے حافظ یہ آتی ہے ندا
میری جانب اے مبارک جلد آ

ہاتف غیبی کی آواز سنتے ہی مجھ پر خوف طاری ہو جاتا اور میں بھاگ کر اپنی والدہ محترمہ کی گود میں آجاتا۔ اب وہی آواز خلوت میں سن رہا ہوں۔"

شیخ ابو عبد اللہ محمد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ شیخ الارض و السماوات حضرتِ غوث الثقلین رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ "زمانہ طفلی میں ایک دفعہ ماہ ذی الحج کی نویں تاریخ یعنی حج کے دن میں ایک بیل کے پیچھے پیچھے ہو لیا اور اس کو جنگل کی طرف لے جا رہا تھا کہ اس نے مڑ کر میری جانب دیکھا اور بزبان فصیح کہا۔

وما لهذا خلقت ولا بهذا امرت

آپ نہ تو اس کام کے لیے پیدا ہوئے اور نہ ہی اس بات کا آپ کو حکم دیا گیا ہے۔ یہ الفاظ سن کر مجھ پر ہیبت طاری ہوگئی۔ واپس آکر میں گھر کی چھت پر چڑھ گیا اور لوگوں کو میدان عرفات یعنی حج کے میدان میں دیکھا۔ یہ سارا ماجرا والدہ ماجدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں عرض کیا اور ان سے اجازت لے کر تحصیل علم کے لیے ایک قافلہ کے ہمراہ عازم بغداد ہوا۔ والدہ محترمہ قدس سرھا نے والد ماجد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ترکہ سے چالیس دینار میرے بھائی کے لیے رکھ لیے اور چالیس میری بغل کے نیچے میرے گدڑی میں سی دیئے۔ بوقت روانگی ان کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور فرمایا۔ ''میرے فرزند دلبند! میں نے آپ کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں وقف کیا اب آپ کا چہرہ انور مجھے قیامت سے پہلے دیکھنا نصیب نہ ہوگا''۔ بعدہ نصیحت فرمائی کہ ''ہمیشہ سچ بولنا'' جب ہم ہمدان سے گزرے تو گھوڑوں پر سوار ساٹھ ڈاکوؤں نے قافلہ کو گھیر لیا اور اہل قافلہ کا سارا مال و اسباب لوٹ لیا۔ میری طرف سے کسی نے توجہ نہ کی۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک شخص میری طرف آیا اور مجھ سے دریافت کیا ''اے درویش آپ کے پاس کیا ہے''۔ میں نے کہا ''چالیس دینار'' اس نے کہا۔ ''کہاں ہیں''۔ میں نے کہا ۔''میری بغل کے نیچے کپڑے میں سئے ہوئے ہیں۔'' اس نے گمان کیا کہ شاید مجھ سے ہنسی کر رہے ہیں وہ چلا گیا۔ دوسرا آیا اس نے بھی وہی سوال کیا اور میں نے وہی جواب دیا وہ دونوں مل کر اپنے سردار کے پاس گئے۔ اس کو سارا ماجرا سنایا۔ چنانچہ اس نے مجھے بلایا اور دریافت کیا۔ ''آپ کے پاس کیا ہے۔'' میں نے کہا ''چالیس دینار'' ۔ اس نے پوچھا ''کہاں ہیں'' میں نے کہا۔ ''میری بغل کے نیچے کپڑے میں سئے ہوئے ہیں۔'' اس کے حکم سے جب میرا جامہ پھاڑا گیا اور اس سے چالیس دینار برآمد ہوئے تو اس نے حیرت زدہ ہو کر مجھ

سے دریافت کیا۔" آپ کو کس بات نے مال کو ظاہر کرنے کی جرأت دلائی"۔ میں نے کہا کہ "میری والدہ محترمہ نے مجھ سے جھوٹ نہ بولنے کا عہد لیا تھا۔ میں نے اُس عہد میں خیانت نہیں کی۔" ڈاکوؤں کا سردار رو پڑا اور کہنے لگا۔" آپ نے تو اپنی والدہ کے عہد میں خیانت نہیں کی اور میں کئی سال سے اللہ تعالیٰ کے عہد میں خیانت کر رہا ہوں"۔ اس نے معہ اپنے ساتھیوں کے میرے ہاتھ پر توبہ کی اور لوٹا ہوا مال و اسباب اہل قافلہ کو واپس کر دیا۔

قافلہ ہمراہ ہوں جس کے خوش خرام ہو نہیں سکتا وہ لوٹے بے مرام
وہ سفینہ کس طرح برباد ہو جس میں خضر رہ شہ بغداد ہو رضی اللہ تعالیٰ عنہ
ساٹھ قزاقوں کو دم میں برملا اک اشارے سے بنایا اصفیاء
اک نظر نے کیا سے کیا کچھ کر دیا دامن امید سب کا بھر دیا
حافظِ دل سوختہ امیدوار گاہ زلطفِ خویش آں عالی وقار
پائے اقدس گر نہد برراسِ او مے شود رشکِ شہاں ایں راسِ او
بارہا صد ہا سلام بارہا
عاجزم مقبول کن شاہنشہا

آپ ۴۸۸ھ میں ۱۸ برس کی عمر میں بغداد شریف پہنچے۔ قرآن مجید تو آپ نے پہلے ہی حفظ کر لیا تھا۔ اب تحصیل علوم میں مشغول ہو گئے۔ علم فقہ، حدیث شریف اور علم ادب اس وقت کے علماء کرام اور بزرگانِ عظام سے حاصل کیا۔ تھوڑے ہی عرصہ میں اتنی قابلیت پیدا کر لی کہ اپنے جملہ ہمعصروں پر فائق ہو گئے۔ سرکار اقدس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔" میں اپنے مشائخ اور اساتذہ سے سبق پڑھ کر جنگل کی طرف نکل جاتا اور باقی وقت شب و روز جنگل کے ویران اور خراب مقامات میں بسر کرتا۔ ساگ پات اور سبزیاں وغیرہ جو دریا دجلہ کے

کنارے مل جایا کرتیں، کھا کر گزارہ کرتا۔ مجھ پر بڑی بڑی سختیاں گزرا کرتی تھیں اگر وہ مصائب اور تکالیف پہاڑ پر گذرتیں تو وہ بھی ریزہ ریزہ ہو جاتا۔''

## ریاضت و مجاہدہ

سیدنا و مرشدنا حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں۔ ''میں پچیس برس تک عراق کے بیابانوں میں تنہا پھرتا رہا۔ نہ میں لوگوں کو جانتا تھا اور نہ ہی مجھے لوگ پہچانتے تھے۔ مختلف شکلوں اور صورتوں میں میرے پاس شیاطین آیا کرتے۔ مجھے ڈراتے دھمکاتے تکلیف دیتے اور مجھے مار ڈالنے کی غرض سے مجھ سے لڑا کرتے جو مصیبت مجھ پر آتی میں برداشت کرتا۔ جنگلوں میں نکل جاتا۔ شور و غل مچاتا۔ لوگ مجھے دیوانہ سمجھتے۔ علاج معالجہ کے لیے شفاخانہ میں لے جاتے تو میری حالت اور بھی خراب ہو جاتی۔ حتیٰ کہ وہ خیال کرتے کہ میری روح قفسِ عنصری سے پرواز کر چکی ہے۔ غسال کو بلا کر مجھے غسل دینے کے لیے جب تختے پر رکھ دیتے تو میری حالت درست ہو جاتی۔ میں کانٹوں والی زمین میں ننگے پاؤں پھرا کرتا۔ دنیاوی زیب و زینت مجھے پسند نہ آتی۔ نفس کو اپنے اوپر کبھی غلبہ نہ پانے دیتا۔'' آپ نے چالیس برس عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھی۔ اور پندرہ برس تک روزانہ نماز عشاء سے فارغ ہو کر فجر کی نماز تک ایک قدم مبارک پر کھڑے ہو کر قرآن مجید ختم کرتے رہے۔

## وعظ و نصیحت اور درس و تدریس کا سلسلہ

بھجتہ الاسرار میں لکھا ہے کہ آپ کے وعظ کا پہلا جلسہ ماہ شوال ۵۲۱ھ میں حلبہ برانیہ میں منعقد ہوا۔ وہ مجلس کیا ہی اچھی تھی کہ جس پر ہیبت و رونق چھائی ہوئی تھی۔ ملائکہ اور اولیاء اللہ اس کو گھیرے ہوئے تھے۔ آپ لوگوں کے سامنے خطبہ کے لیے کھڑے ہوئے اور ان کو اللہ عزوجل کی طرف بلایا۔ وہ سب

دوڑتے ہوئے حضور کی فرمانبرداری کے لیے آنے لگے۔

سیدنا و مرشدنا ارفع و اعلیٰ حضرت پیر سید عبدالرزاق اور جناب پیر سید عبدالوہاب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے منقول ہے کہ ایک دفعہ آنحضرت قدس سرہٗ العزیز نے برسرِ منبر فرمایا کہ "میں ۵۲۱ھ میں منگل کے روز سولھویں شوال کو حضور نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی زیارت سے مشرف ہوا۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔" لِمَ لا تکلم (آپ کلام کیوں نہیں کرتے)" میں نے عرض کی۔ "میرے جدِ امجد میں عجمی ہوں۔ فصحائے بغداد معلّٰی کے سامنے کس طرح کلام کروں"۔ فرمایا "منہ کھولو"۔ جب میں نے منہ کھولا تو سات بار میرے منہ میں اپنا لعاب دہن داخل کیا اور فرمایا۔ "لوگوں کے سامنے وعظ فرمائیے۔"

وَادْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ وَالْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ

اور ان کو حکمت اور عمدہ نصیحت سے اپنے رب کے راستے کی طرف بلائیے۔ پھر میں ظہر کی نماز ادا کر کے بیٹھا تو میرے پاس بہت سے لوگ جمع ہوگئے۔ میری زبان بند ہوگئی۔ میں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو دیکھا کہ مجلس میں میرے سامنے کھڑے ہیں اور فرما رہے ہیں۔ "اے میرے دلبند! آپ کلام کیوں نہیں کرتے" میں نے عرض کی "والدِ محترم! میری زبان بند ہوگئی ہے۔" آپ نے فرمایا! "منہ کھولو" جب میں نے منہ کھولا تو آپ نے چھ بار اپنا لعاب دہن میرے منہ میں داخل کیا میں نے عرض کیا آپ نے سات بار ایسا کیوں نہیں کیا؟ آپ نے فرمایا "حضور شہنشاہ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ادب ملحوظ رکھا ہے۔" اس کے بعد حضور نے نہایت فصیح و بلیغ تقریر فرمائی۔ چالیس برس تک (۵۲۱ھ سے ۵۶۱ھ تک) لوگوں کو اپنے وعظ سے مستفیض فرمایا۔ اور (۵۲۸ھ سے ۵۶۱ھ) تک یعنی تینتیس سال فتویٰ نویسی اور درس و تدریس کا سلسلہ جاری

رکھا۔ آپ کی مجلس وعظ میں اکابر مشائخ، علماء، فقہا، ملائکہ، رجال الغیب شامل ہوا کرتے تھے۔ اکثر اوقات ستر ہزار آدمیوں کا مجمع ہوا کرتا۔ چار سو علماء اور محرر آپ کے ارشادات قلمبند کیا کرتے تھے۔ باوجود کثرت اژدھام کے قریب اور سب سے اخیر بیٹھے ہوئے حاضرین آپ کا کلام یکساں سنا کرتے تھے۔ اگرچہ اس زمانہ میں لاؤڈ سپیکر یعنی آلہ صوت ایجاد نہ ہوا تھا۔

شیخ ابوسعید قیلوی رحمتہ اللہ سے منقول ہے کہ میں بارہا شہنشاہِ دو جہاں سرور اِنس و جاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ انور اور دیگر انبیاء و مرسلین علیہم اسلام کو آپ کی مجلس میں ظاہراً دیکھا کرتا تھا۔ خضر علیہ السلام کو اکثر دفعہ دیکھا کہ مجلس میں حاضر ہو کر فرمایا کرتے تھے۔ "جو شخص اپنی بہبودی اور نجات کا خواہاں ہے اس کو اس بارگاہ کی ملازمت کرنا چاہیئے۔"

اکثر آپ اپنی مجلس میں تخت پر سے اڑ کر لوگوں کے سروں پر ہوا میں پرواز کر جاتے اور پھر اپنے تخت پر واپس لوٹ آتے۔ آپ کے وعظ کی تاثیر کا یہ عالم تھا کہ بارہا رجال الغیب کے نالہ و فریاد کی آوازیں ہوا میں سُنی جاتیں اور مجلسِ وعظ سے عموماً دو چار آدمیوں کے جنازے اٹھا کرتے۔ آپ کے دست مبارک پر پانچ ہزار یہود نصاریٰ نے اسلام قبول کیا اور ایک لاکھ سے زیادہ ڈاکوؤں، راہزنوں، چوروں اور مفسدوں نے توبہ کی۔

رشکِ مہر و ماہ بن جائے وہ پھر قلب منیر
جس دل تیرہ میں جلوہ نمایا غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ

## قول قدمی هذا علیٰ رقبة کل ولی اللّٰه

شہنشاہِ ولایت نورِ ہدایت سید السادات سیدنا مرشد حضرت شیخ سید عبدالقادر الجیلانی قدس سرہٗ العزیز النورانی نے بغداد معلیٰ میں جس وقت اپنی

مجلس میں بحکم الٰہی "قدمی هذهٖ علی رقبة کل ولی الله" (میرا یہ قدم ہر ولی کی گردن پر ہے) فرمایا تو روئے زمین پر جتنے اولیائے اللہ تھے سب نے کشف کے ذریعہ اس قول کو معلوم کرلیا۔ بعض اکابر اولیاء اللہ نے بہیئت سجدہ سر زمین پر رکھ کر کہا علیٰ راسی علیٰ راسی اور بعض نے اس حد تک سر جھکائے کہ زمین کے قریب پہنچ گئے۔ تفریح الخاطر میں لکھا ہے کہ اس وقت حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ خراسان کے ایک پہاڑ کے غار میں مجاہدہ کر رہے تھے۔ اس امر الٰہی سے آگاہ ہوتے ہی آپ نے تمام ولیوں سے پہلے سر جھکایا اور یہاں تک جھکایا کہ زمین پر رکھ دیا۔ (گویا سجدۂ تعظیمی کر دیا) اور کہا "بلکہ آپ کا قدم میرے سر پر ہے"۔

شیخ نجیب سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق لکھا ہے کہ جس وقت سیدنا حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق لکھا ہے کہ جس وقت سیدنا حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قدمی هذهٖ الخ فرمایا وہ اس وقت آپ کی مجلس میں حاضر تھے

(فَطَاطَارَاسُہ حتیٰ کَادَتْ تبلغ الارض وقَالَ علیٰ راسی علیٰ راسی علی راسی یقولها ثلاثاً)

آپ نے سر جھکا دیا قریب تھا کہ زمین تک پہنچ جائے اور تین بار کہا "میرے سر پر، میرے سر پر، میرے سر پر"...... (بہجۃ الاسرار)

شیخ محمد بن موسیٰ بن عبداللہ البصری رحمۃ اللہ علیہ اپنے دوستوں کے ساتھ باتیں کر رہے تھے۔

(فقطع کلامَہٗ وسها ساعةً وسکتَ کل من کان حاضراً اِجلالاً ثُمَّ وَضَعَ رَاسَہٗ علی الارض وقَالَ عَلیٰ راسی)

آپ نے قطع کلام کیا اور تھوڑی دیر کے لیے آپ کی دلی توجہ دوسری

جانب ہوگئی حاضرین مجلس بھی ان کے جلال کی وجہ سے خاموش ہوگئے۔ پھر انہوں نے اپنا سر زمین پر رکھ دیا اور کہا "میرے سر پر"...... جب آپ سے اس کے متعلق دریافت کیا گیا تو فرمایا

قد قال الشیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ببغداد قدمی

ھذہ علٰی رقبۃِ کل ولی اللّٰہ ولم یبق ولی فی الارضِ حتیٰ

فعل مثل ماریتنیِ فعلتُ

حضور پرنور عالیجناب سیدنا حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بغداد شریف میں فرمایا ہے کہ "یہ میرا قدم ہر ولی کی گردن پر ہے" اور زمین پر کوئی ولی اللہ ایسا نہیں رہا جس نے کہ میری طرح نہ کیا ہو جیسا کہ تم نے مجھے دیکھا ہے۔ یعنی اولیاء اللہ نے بہئیت سجدۂ تعظیمی سر زمین پر رکھ کر کہا کہ آپ کا قدم مبارک ہمارے سروں پر ہے۔"

## بلندی شان

آپ کی شان وشوکت اور عظمت و جاہ بالا از عقل وفہم اور بیروں از احاطہ تحریر ہے۔ حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تصنیف اخبار الاخیار کے صفحہ ۳۱۵ پر تحریر فرماتے ہیں۔ "اگر دیگراں قطب انداد قطب الاقطاب است داگر ایشاں سلاطین اوسلطان السلاطین، محی الدین کہ دین اسلام زندہ گردانید و ملت کفر را امیر اند کہ الشیخ یحیٰ ویمیت رہے مرتبہ کہ ایجاد دین از حیّ و قیوم است واحیا از دے۔

ترجمہ: اگر دوسرے قطب ہیں تو حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ قطب الاقطاب ہیں اور اگر وہ بادشاہ ہیں تو حضور شہنشاہ ہیں (بادشاہوں کے بادشاہ) آپ کا لقب مبارک محی الدین ہے کیونکہ آپ نے دین اسلام کو زندہ کیا ہے۔

اور ملتِ کفر کی ہے۔ کیونکہ شیخ (کامل) زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے۔ سبحان اللہ! کیا شان ہے کہ دین کے موجد اللہ تعالیٰ حیّ و قیوم ہیں اور زندہ کرنے والے حضرت سلطان محی الدّین ہیں۔

غوث الاعظمؓ دلیل راہِ یقیں
بیقیں رہبر اکابرِ دیں

جناب غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ راہِ یقیں کی دلیل اور بلاشک وشبہ بڑے بڑے بلند مرتبہ بزرگانِ دیں کے راہنما ہیں۔

شیخِ دارینِ ہادی ثقلین
زُبدۂ آلِ سید صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کونین

آپ مرشدِ ہر دو جہاں، انسانوں اور جنوں کو راہِ ہدایت دکھانے والے اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تمام آل سے افضل و برگزیدہ ہیں۔

اوست در جملہ اولیا ممتاز
چوں پیمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ور انبیا ممتاز

جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام انبیاء علیہم السلام میں ممتاز ہیں اسی طرح سرکار غوث الثقلین قدس سرہ العزیز تمام اولیائے کرام میں بے مثل اور سرفراز ہیں۔

(بہجۃ الاسرار ص ۲۲) شیخ ابو القاسم عمر بن مسعود بزار اور شیخ ابو حفص عمر کیمیائی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے منقول ہے:-

کَانَ شَیخنَا الشیخ عبدالقادر یَمْشِی فِی الْھَوَاء علیٰ رؤسِ الْاَشھاد فِی مجلسہٖ وَیَقُوْلُ مَا تطلع الشمسُ حتّٰی تسلم علیَّ وَیخبرنی بِمَا یجرِی فِیْہِ وَیجی الشھر ویسلم علی وَیُخبرنِی بِمَا یَجرِی فِیْہِ وَیحی الا سبُوْعُ وَیَسَلّم عَلیٰ وَیُخبِرُنِی بِمَا یَجْرِی فِیْہِ وعزۃ ربی ان السعداء والا شقیاء یعرضون علی عینی فی اللوح المحفوظ انا غائص فی بحار علم اللہ ومشاھدتہ انا حجۃ اللہ علیکم انا نائب رسول اللہ

صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

ہمارے آقا شیخ سید عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی مجلس میں حاضرین کے سروں پر ہوا میں پرواز کرتے اور فرماتے تھے۔ "آفتاب طلوع ہوتا ہے تو مجھ کو سلام کرتا ہے اور مجھے ان باتوں کی خبر دیتا ہے جو اس میں واقع ہونگی۔ علیٰ ہذا القیاس مہینے، ہفتے اور دن حاضر خدمت ہو کر سلام عرض کرتے ہیں اور ان میں ہونے والے واقعات کی اطلاع دیتے ہیں۔ مجھے اپنے پروردگار کی عزت کی قسم ہے کہ نیک بخت اور بدبخت میرے سامنے پیش کیئے جاتے ہیں میری آنکھ لوح محفوظ میں ہے، میں خدا کے علم اور مشاہدہ کے سمندروں میں غوطہ لگانے والا ہوں۔

**نوٹ:-** (حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا علم غیب کا انکار کرنے والے غور سے پڑھیں)

میں تم سب پر اللہ تعالیٰ کی حجت ہوں۔ میں زمین میں رسول مکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا نائب اور وارث ہوں۔"

(بہجۃ الاسرار مطبوعہ مصر صفحہ ۲۳) آنحضرت قدس سرہُ العزیز نے اپنی اولاد کو مخاطب کر کے فرمایا "میرے اور تمہارے اور تمام خلق کے درمیان میں اتنا فرق اور بُعد ہے جتنا کہ آسمان اور زمین کے درمیان۔ پس نہ مجھ کو کسی پر قیاس کرو اور نہ کسی کو مجھ پر۔

(بہجۃ الاسرار مطبوعہ مصر ص ۱۸) جس وقت حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قدمی ہذہٖ علیٰ رقبۃِ کل ولی اللہ (میرا یہ قدم ہر ولی کی گردن پر ہے) فرمایا تو اکابر اولیاء اللہ، ابدال و اوتار جب حاضر خدمت ہوتے تو آپ کو اس خطاب سے سلام کیا کرتے تھے:-

السلام علیکم یا ملک الزمان ، یا امام المکان اے قائم بامر اللہ، اے وارث کتاب اللہ ، یا نائب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ، اے وہ ذات پاک جس کا دسترخوان زمین و آسمان ہیں اور آپ کے ہمعصر اولیاء اللہ آپ کے اہل و عیال ہیں، اے وہ (ذات مقدس) جن کی دعا سے باران رحمت نازل ہوتی ہے اور جن کی برکت سے جانوروں کے تھنوں میں دودھ آتا ہے۔

(قلائد الجواہر مطبوعہ مصر صفحہ ۲۲)

قَالَ سیّدنا الشیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رَءَیتُ رَسُولَ اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم ببغدادَ وَاَنَا علے الکُرسِیِّ وَھُوَ صلّی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم راکب و موسی علیہ السلام الی جانبہ فقالَ یا موسیٰ انِی امتکَ رجل کھذا قال لا فقال لی یا عبدالقادر وَھو فی الھَواء فعانقنی والبسنی خلعۃ کانت علیہ وقالَ ھذہ خلقۃ القطبیۃ علی الرجال وابدال ثم تفل فی فمی ثلاثا وردنی الیٰ المنبرِ فترنمت ھذہِ الابیات:

ترجمہ: سلطان الاولیاء العارفین حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ" میں نے حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بغداد میں دیکھا۔ میں اس وقت کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ اور آپ سوار تھے اور آپ کی ایک جانب حضرت موسیٰ علیہ السلام تھے۔ آپ نے فرمایا۔ موسیٰ تمہاری امت میں بھی کوئی ایسا شخص ہے؟ انہوں نے عرض کی ''حضور نہیں''۔ پھر جناب سید الانبیا حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا۔

عبدالقادر! میں حاضر خدمت ہوا۔ آپ اس وقت ہوا میں تھے آپ نے مجھ سے معانقہ کیا۔ اس کے بعد آپ نے مجھے خلعت پہنایا اور فرمایا'' یہ میں نے تمہیں

خلعت قطبیت پہنایا ہے"۔ پھر میرے منہ میں تین دفعہ لعابِ دہن داخل کیا اور مجھے اپنی جگہ واپس کر دیا۔ بعدہٗ منبر پر بیٹھ کر میں مندرجہ ذیل اشعار پڑھنے لگا۔

سَاشَرِبُهَا فِیْ کُلِّ دَیْرٍ وَّ بِیْعَةٍ وَاُظْهِرُ لِلْعُشَّاقِ دِیْنِیْ وَمَذْهَبِیْ

وَاَضْرِبُ فوق السَّطْحِ بِالدُّفِ جَلْوَةً لِکَاسَاتِهَا لَا فِی الزَّوَایَاتِ مُخْتَبِیْ

میں عشق الٰہی کا جام ہر ایک دیر و کلیسا میں جا کر پیوں گا۔ اور تمام عشاق پر اپنا دین و مذہب ظاہر کروں گا' اور میں کونوں میں چھپ کر نہیں پیوں گا۔ بلکہ بالاخانہ پر بیٹھ کر دف بجا کر علانیہ عشق کے پیالے پیوں گا۔

سلطان العارفین حضرت سلطان باہو رحمتہ اللہ علیہ اپنی تصنیف محک الفقراء کلاں (اردو ترجمہ) کے ص ۱۹۱۔ ۱۹۰ پر تحریر فرماتے ہیں: "جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں اسی طرح حضرت پیر دستگیر روشن ضمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ زندہ جان روشن دین عارف باللہ حق الیقین شاہ محی الدّین قدس اللہ اسرارھم ختم الاولیا، ختم الفقراء، ختم الولایت، ختم الہدایت اور ختم العنایت ہیں۔ حضرت پیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مریدوں کے ساتھ ایسے ہیں جیسے جان جسم کے ساتھ آفتاب ذرہ کے ساتھ' درخت پتوں کے ساتھ، مہر نگینہ کے ساتھ اور حضرت محمد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اصحاب کرام کے ساتھ۔

"میرے پیر نائب جناب حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے شاہ محی الدین ہیں۔"

"جان کہ جب حشر کو سب پیغمبر نفسی نفسی پکاریں گے۔ سیّدنا شفیعنا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُمتی اُمتی فرمائیں گے۔ اور ہمارے پیر حضرت میراں محی الدّین رضی اللہ تعالیٰ عنہ مریدی مریدی کہیں گے اور جس وقت حضرت سرور کائنات علیہ التحیۃ والصلوٰۃ نے فرمایا کہ میرا قدم آپ کی

گردن پر ہے اور آپ کا قدم اے محی الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر ولی کی گردن پر ہے تو اسوقت سب ولی اللہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے آگے التجا لائے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یوں فرمایا ہے۔ توجہ فرمائیے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آگے عرض لائے۔'' آپ نے فرمایا'' اے علی حضرت شاہ محی الدین میری آل اور آپ کی اولاد سے ہیں۔ اگر آپ لائق فرزند کے قدم کو اٹھا کر اور کاندھوں پر بٹھا کر گردن پر رکھ لو تو عیب نہیں ہے۔'' پس اوّل حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے یہ عزت بخشی۔ بعدہ جناب پیر دستگیر روشنضمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تمام اولیاء اللہ کی گردنوں پر قدم مبارک رکھا۔ ہر ولی سعادت مند ہوا اور مرتبہ ولایت وہدایت پایا۔

بہجۃ الاسرار میں بالاسناد حضرت شیخ ابو عمرو عثمان صریفینی رحمہما اللہ تعالیٰ سے مروی ہے کہ شیخ بقا بن بطو، شیخ علی بن ہیتی اور شیخ ابوسعد قیلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہم آپ کے دروازے پر جھاڑو دیا کرتے اور پانی چھڑکا کرتے تھے۔ شہنشاہ ولایت قدس سرہٗ العزیز کی اجازت سے جس وقت حاضر خدمت ہوتے تو حضور فرماتے۔ ''بیٹھ جاؤ'' وہ عرض کرتے کہ'' ہم کو امان ہے۔'' آنحضرت قدس سرہٗ فرماتے ہیں'' لکم الامان'' پھر وہ با ادب بیٹھ جاتے۔ سواری کے وقت زین پوش اٹھا کر آگے آگے چلتے اور اگر سرکار اقدس منع فرماتے تو عرض کرتے بمثلِ ھٰذا انتقربُ الی اللّٰہ (ایسی باتوں سے ہمیں قربِ الٰہی حاصل ہوتا ہے)۔ آپ کے ہمعصر اکابر مشائخ جب آپ کے مدرسہ کے دروازے پر آتے تو پہلے چوکھٹ مبارک پر سر رکھ کر بوسہ دیتے تھے۔

آستان غوث اعظمؒ نائب خیر الورےٰ — سجدہ گاہ ہر ولی و طالبِ راہ ھدیٰ
ہست سر بسجود حافظ پیشِ درگاہت شہا — بر امید یک نظر اے ذاتِ تو نور الھدیٰ

## لقب مبارک محی الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وجہ تسمیہ

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تصنیف زبدۃ الآثار میں اور حضرت شاہ ابو المعالی رحمۃ اللہ علیہ تحفۃ القادریہ میں رقمطراز ہیں کہ مشائخ نے حضور سلطان اولیاء قدس سرہٗ النورانی کی خدمت اقدس میں عرض کی ''حضور آپ کے محی الدین سے ملقب ہونے کا کیا سبب ہوا'' فرمایا ''میں اپنے سفر سے بغداد شریف کے طرف واپس آیا تو جمعہ کے روز ایک شخص بیمار زرد رنگ، نحیف البدن کے پاس گذر ہُوا۔ اس نے مجھے سلام کیا۔ میں نے سلام کا جواب دیا۔ اس نے عرض کی۔ ''حضور میرے قریب تشریف لائیے''۔ جب میں اس کے قریب گیا تو اس نے کہا۔ ''مجھے اٹھا کر بٹھا دیجئے۔'' چنانچہ میں نے اسے بٹھا دیا۔ اس کا جسم فربہ، چہرہ خوشنما ہوگیا اور رنگ کھل گیا۔ اس نے عرض کی ''میں حضور کے جد امجد کا دین ہوں۔ اس حالت تک پہنچ چکا تھا جیسا آپ نے مجھے دیکھا۔ اللہ سبحانہ نے مجھے آپ کی طفیل دوبارہ زندگی عطا فرمائی ہے۔ آپ دین کے زندہ کرنے والے ہیں۔'' میں جامع مسجد میں آیا۔ ایک شخص میرے پاس آیا مجھے پاپوش پہنایا اور کہنے لگا۔ یا سیّدی انت محی الدّین (اے میرے سردار! آپ دین اسلام کو زندہ کرنے والے ہیں) جب میں نماز سے فارغ ہوا۔ تو لوگ میری جانب تیزی سے بڑھے۔ میرے ہاتھ چومنے لگے اور محی الدّین کے لقب سے مجھے پکارنے لگے حالانکہ اس سے پیشتر مجھے کسی نے اس نام سے نہیں بلایا تھا۔

''کتاب غوثیہ من کلام قطب الربانی'' میں ہے، نقل است از دو شیخ یکے شیخ عمر کیماتی دوم شیخ عمر بزار رحمہما اللہ تعالیٰ کہ گفتند وقتے شیخ ما شیخ محی الدّین سید عبدالقادر رضی اللہ عنہ را پرسیدند کہ سبب تلقب علمجی الدّین چہ بود، فرمود یکبار از سیاحت باز گشتہ بودم بسوئے بغداد، روز جمعہ در تاریخ سنہ احدی عشر وخمسمائہِ پا

برہنہ، ناگاہ شخصے رادیدم متغیر اللون نحیف البدن کہ گفت مرا السلام علیک یا سید عبدالقادر در حال من رد سلام کردم۔ باز گفت نزدیک من بیا۔ نزدیک اور فتم گفت مرابنشاں اور ابنشاندم دیدم کہ وجود اور بیالود و صورت او لطیف و تازہ و رنگ اوصاف شد از و پرسیدم کہ مرا مے شناسی گفت آرے۔ پس گفت من دینم۔ سخت پژمردہ شدہ بودم حق تعالیٰ مرا تبو زندہ گردانیدہ۔ فانت محیؔ الدین اور اھما نجا گذاشتم، قصد جامع کردم۔ مردے ملاقات شد نعلین پیش من نہاد و گفت یا سید محی الدّین چوں از نماز فارغ شدم خلق بر من ہجوم کردند، دست مے بوسیدند وی گفتند یا محی الدّین و پیش ازاں ہیچکس مرا بدیں لقب نخواندہ بود۔ حضرت عبداللہ بن حسین بن علی مکی الحسین الجیلانی رحمتہ اللہ علیہ مصنف کتاب مذکورہ نے ہر دو مشائخ شیخ عمر کیماتی اور شیخ عمر بزار رحمہما اللہ تعالیٰ سے نقل کیا ہے وہ فرماتے تھے کہ ”ایک بار ہمارے پیرو مرشد حضرت شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لوگوں نے دریافت کیا کہ ”آپ کا لقب محی الدّین سے ملقب ہونے کا کیا سبب ہے۔“ فرمایا ”ایک دفعہ پابرہنہ بروز جمعہ ۵۱۱ھ میں سفر سے واپس بغداد شریف میں آیا۔ اتفاقاً ایک شخص کو دیکھا کہ اس کے چہرے کا رنگ بدلا ہوا ہے اور اس کا جسم نہایت ضعیف اور کمزور ہے۔ اس نے مجھے سلام کیا اور کہا یا سیّد عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے حال پر نظر کرم فرمایئے۔ میں نے اس کے سلام کا جواب دیا۔ اس نے پھر کہا۔ ”میرے نزدیک آیئے۔“ میں اس کے قریب گیا۔ اس نے کہا۔ ”مجھے اٹھا کر بٹھا دیجئے۔ جب میں نے اس کو بٹھایا تو دیکھا کہ اس کا جسم فربہ اور اس کی صورت پاکیزہ اور تروتازہ اور اس کا رنگ صاف ہوگیا۔ میں نے اس سے دریافت کیا کہ ”تو مجھے پہچانتا ہے؟“ اس نے کہا ”ہاں“۔ پھر اس نے کہا کہ ”میں دین اسلام ہوں۔ نہایت پژمردہ ہوگیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے

آپ کے وسیلہ سے زندہ فرما دیا۔ آپ تو دین کے زندہ کرنے والے (محی الدّین) ہیں۔ اس کو میں نے وہیں چھوڑا جامع مسجد کا قصد کیا ایک آدمی سے ملاقات ہوئی جو میرے لیے پاپوش لایا اور کہا ''اے سردار محی الدین'' جب میں نماز سے فارغ ہوا تو لوگوں نے مجھ پر ہجوم کر دیا۔ میرے ہاتھ چومتے تھے اور کہتے تھے یا محی الدّین اس سے پہلے کسی نے مجھے اس لقب سے نہیں پکارا تھا۔

## مذہب حنبلی کیوں اختیار فرمایا

شیخ علی بن ہیتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سیدنا و مرشدنا سلطان العارفین حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور شیخ بقا بن بطور رحمتہ اللہ کے ہمراہ حضرت امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ کے روضہ کی زیارت کی۔ میں نے دیکھا کہ امام موصوف اپنی قبر سے نکل کر حضور شہنشاہِ ولایت قدس سرہ العزیز سے بغلگیر ہوئے اور عرض کی ''یا سید الاولیاء و سلطان العارفین! بے شک میں آپ کی طرف علم شریعت و علم طریقت اور علم حقیقت اور علم اور فعل و حال میں محتاج ہوں۔ (بہجۃ الاسرار)

آپ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ آپ کے حنبلی مذہب اختیار کرنے کی کیا وجہ ہے۔ فرمایا ''اس کی دو وجوہات ہیں۔ اول یہ کہ امام احمد حنبل رحمتہ اللہ علیہ کا مذہب پیروؤں کی کمی کے باعث ضعیف ہو چلا تھا۔ دوسرے امام احمد رحمتہ اللہ علیہ مسکین ہے اور میں بھی مسکین ہوں اور میرے نانا پاک جناب حبیب کبریا سید الانبیاء احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی خدا سے مسکینی طلب کی ہے۔

اَللّٰھُم اَحْیِنِیْ مِسْکِیْنًا وَّ اَمِتْنِیْ مِسْکِیْنًا وَّاحْشُرْنِیْ فِیْ زُمْرَۃِ الْمَسَاکِیْن. (تفریح الخاطر)

نیز ایک شب آپ نے خواب میں دیکھا کہ جناب نبی کریم علیہ التحیۃ و

التسلیم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم تشریف فرما ہیں اور امام احمد حنبل رحمتہ اللہ علیہ اپنی ریش مبارک پکڑ کر شہنشاہِ دو عالم صلّی اللہ و علیہ آلہٖ وسلم کی خدمت اقدس میں عرض کر رہے ہیں "یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم اپنے بیٹے سلطان الاولیاء والعارفین حضرت محی الدّین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمائیے کہ اس بڈھے (اپنی طرف اشارہ کر کے) کی حمایت کریں"۔ پس حضور نبی مکرم باعث ایجاد دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسکرا کر فرمایا "عبدالقادر! اس بڈھے کی عرض قبول کرو" سو آپ نے جناب رسول کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کے مطابق امام احمد حنبل رحمتہ اللہ علیہ کی عرض منظور کی اور صبح کی نماز حنبلی مصلے پر پڑھی حالانکہ اس روز مصلّٰی مذکور خالی پڑا ہوا تھا۔ جب آپ مصلے پر کھڑے ہوئے تو خلقت کا اسقدر انبوہ ہوا کہ تل دھرنے کو جگہ نہ رہی۔ راویت ہے کہ اگر اس روز حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مصلائے حنبلی پر نماز نہ پڑھاتے تو مذہب حنبلی صفحہ ہستی سے مٹ جاتا۔ (تفریح الخاطر)

مندرجہ بالا عبارات سے یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ حضور نے امام احمد حنبل رحمتہ اللہ علیہ کی درخواست منظور فرماتے ہوئے حنبلی طریقہ اختیار کیا۔ ورنہ فی الحقیقت آپ قطب الاقطاب، سید السادات، سلطان السلاطین شیخ المشائخ اور امام الائمہ ہیں۔

اہل نجد کے پیروں اور ہمنواؤں کا یہ کہنا کہ "ہم بھی حنبلی المذہب اور حضور کے ماننے والے ہیں۔" سراسر غلط ہے۔ اہل نجد غیر مقلد ہیں اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ جب سے حجاز پاک پر نجدیوں کا تسلط ہوا ہے۔ چاروں مصلے (حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی) جو خانہ کعبہ میں صدیوں سے چلے آ رہے تھے کالعدم ہو گئے ہیں۔ اگرچہ ان کے نشانات موجود ہیں۔ اب بیت اللہ شریف

میں صرف نجدی مصلیٰ نجدی امام اور نجدی جماعت کا سلسلہ موجود ہے۔ اس کے علاوہ اگر کوئی حنفی العقائد یا دیگر ہر سہ ائمہ کا مقلد علیحدہ جماعت کرانا چاہے تو وہ قابل تعزیر ہے۔

حضور سلطان الاولیاء حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چاروں مذاہب کے متعلق فتوح الغیب (مطبوعہ مصر بر حاشیہ بہجۃ الاسرار صفحہ ۱۸۱) میں اپنے عقیدہ کا اظہار ان الفاظ میں فرمایا ہے۔

وَعقیدۃ سنیۃ ٥ علٰی اصولِ مذاھب الحنفیۃ والشافعیۃِ و المالِکیّۃِ والحنبلیّۃِ ٥ عَصَمَنِی اللّٰہُ تعالیٰ وَاِیَّاکُم مِنَ الَّذِین فَرَّقُوْا فَمَرَقوا کَما یَمرُقُ السَّھمُ مِنَ الرَّمِیۃِ ٥

یعنی روشن و صحیح عقیدہ بر اصولِ مذاہب حنفیہ، شافعیہ، مالکیہ اور حنبلیہ ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو ایسے تفرقہ انداز لوگوں سے بچائے جنہوں نے ترکِ تقلید کر کے مسلمانوں میں افتراق اور انتشار پیدا کر دیا ہے۔ یہ لوگ (یعنی غیر مقلد) دائرۂ اسلام سے ایسے خارج ہو گئے ہیں جیسے تیر شکار کو چھید کر پار ہو جاتا ہے۔ گویا ان کی تفرقہ اندازی سے مسلمانوں کو بے حد نقصان پہنچا ہے۔

## اخلاقِ حمیدہ

حضرت ابو عبد اللہ محمد اور شیخ ابو القاسم بزار رحمۃ اللہ علیہما سے منقول ہے کہ سیدنا حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہایت خوش خلق، مستجاب الدعوات، مہمان نواز اور رقیق القلب تھے آپ سے زیادہ شرم و حیا والا کسی کو نہیں دیکھا۔ حق کی طرف زیادہ راغب اور فحش و بیہودہ باتوں سے بے متنفر تھے۔ اپنے نفس کی خاطر کسی پر غضب و غصہ نہیں کرتے تھے۔ اگر کسی سے دوستی کرتے تو وہ بھی محض اللہ تعالیٰ کی

خاطر۔ آپ کی جود وسخا شہرہ آفاق تھی۔ ہررات فرماتے کہ دسترخوان بچھاؤ اورمہمانوں کے ساتھ طعام تناول فرماتے اور مسکینوں کے ساتھ ہمنشین ہوتے۔ غریبوں پر ہمیشہ شفقت فرماتے۔ امیروں اور بادشاہوں کی پرواہ نہ کرتے تھے۔ کسی سائل کے سوال کو رد نہ فرماتے تھے۔

## حلیہ شریف

سیدنا و مرشدنا حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالی عنہ نحیف البدن ( لاغر بدن ) تھے۔ قد میانہ، سینہ مبارک فراخ، ریش مبارک بڑی اور چوڑی، رنگ مبارک گندم گوں تھا۔ ابرو ملے ہوئے اور آواز بلند تھی۔ چہرہ انور نہایت خوبصورت تھا۔ آپ مرتبہ عالی اور علم وافر رکھتے تھے۔

بہجۃ الاسرار میں شیخ ابوسعود احمد بن ابی بکر حریمی عطار رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے۔

قال سمعت شیخنا الشیخ عبدالقادر یقول طُوبیٰ لِمَنْ رَآنِی اَوْرَآمَنْ رَآنِیْ اَوْرَآمَنْ رَآمَنْ رَآنِیْ

میں نے حضور شہنشاہ ولایت قدس سرہٗ العزیز کو فرماتے سنا۔ " خوشخبری ہے اس کے لیے جس نے مجھے دیکھا یا میرے دیکھنے والے کو دیکھا یا میرے دیکھنے والے کے دیکھنے والے کو دیکھا۔

وَانَا حَسْرَۃٌ عَلٰی مَنْ لَمْ یَرنِیْ

اور میں اس شخص پر افسوس کرتا ہوں جس نے مجھے نہیں دیکھا۔

## آپ حاجت روائے خلق اور مصیبت زدوں کے فریاد رس ہیں

(بہجۃ الاسرار مطبوعہ مصر ص ۱۰۲)

عن شیخ ابو القاسم عمر بزّار رحمۃ اللہ علیہ یقول سَمِعْتُ سیّدی الشیخ محی الدّین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یقول مَنِ استغاثَ بی فی کربۃٍ کَشَفتُ عنہُ وَمَنْ نادانِیْ باسمی فی شِدّۃٍ فرجتُ عنہُ وَمَنْ توسلَ بی اِلَی اللّٰہِ عزّوجل فِی حاجۃٍ قضیتُ لہٗ۔

شیخ ابو القاسم عمر بزار رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے "میں نے اپنے آقا و مولا سیدنا حضرت شیخ سید محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ جو شخص مصیبت میں مجھے مدد کے لیۓ پکارے میں اس کی مصیبت دور کرتا ہوں اور جو شخص سختی میں میرا نام لے کر مجھے پکارے (یعنی المدد یا غوث اعظم دستگیر اور یا حضرت سلطان شیخ سید عبدالقادر قدس سرہٗ جیلانی شیأ للہ" پکار پکار کر مجھے یاد کرے) میں اس کی تکلیف کو رفع کر دیتا ہوں۔ (استغاثہ کا لفظ غوث سے ہے اور غوث کے معنی مدد کے لیے پکارنا ہے۔ چونکہ آپ کے ارشاد کے مطابق جب کسی مصیبت زدہ نے آپ کا نام مبارک لیا اور وظیفہ "امداد کن امداد کن از رنج و غم آزاد کن در دین و دنیا شاد کن یا غوث اعظم دستگیر" پڑھا حضور نے فوراً اس کی مشکلات حل فرما دیں۔ یہی وجہ ہے کہ حضور کا لقب غوث الثقلین ہے) اور جو کسی حاجت کے لیے بارگاہِ ایزدی میں مجھے وسیلہ بنائے میں اس کی حاجت روا کر دیتا ہوں۔

تحفۃ القادریہ نیز بہجۃ الاسرار میں حضرت شیخ ابو المعالی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ "ایک دفعہ ہم ایک ایسے جنگل میں اترے کہ جہاں بھائی بھائی کی مدد نہ

کرتا تھا۔ جب اونٹوں کو لادا تو چار اونٹ گم ہو گئے۔ قافلہ روانہ ہو گیا اور ہم اونٹوں کی تلاش میں پیچھے رہ گئے۔ ہر چند ہم نے ڈھونڈا لیکن اونٹوں کا نشان نہ پایا۔ جب صبح ہوئی تو مجھے آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بات یاد آ گئی۔ کہ "اگر تو سختی میں عاجز ہو جائے تو مجھے پکارنا تاکہ وہ مصیبت تجھ سے دور ہو جائے۔" میں نے اس وقت فریاد کی، یا حضرت سلطان شیخ سید عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ! میرے اونٹ گم ہو گئے ہیں۔" کیا دیکھتا ہوں کہ مشرق کی جانب ایک آدمی ٹیلے پر کھڑا آستین سے مجھے اشارہ کر رہا کہ ادھر آ۔ جب میں وہاں گیا تو کسی کو نہ دیکھا لیکن چاروں اونٹ ٹیلے کے نیچے جنگل میں بیٹھے ہوئے مل گئے۔

## صلواۃ الغوثیہ یا صلواۃ الاسرار

حضرت غوث اعظم قدس سرہ النورانی کا ارشاد عالی ہے کہ جو شخص دو رکعت نماز پڑھے اور ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص گیارہ مرتبہ پڑھے پھر سلام کے بعد حضور سرورِ انس و جاں مالک کون و مکاں رحمتِ عالمیاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات انور پر درود و سلام بھیجے اور مجھے یاد کرے اور جانب عراق شریف گیارہ قدم چلے (ہر قدم پر) میرا نام لے اور اپنی حاجت بیان کرے تو بحکم خدا اس کی حاجت پوری ہو جائے۔ (بہجۃ الاسرار)

غوث جملہ انس و جاں پیرانِ پیرؒ فقر کے روحِ رواں پیرانِ پیرؒ
جب کسی رنجیدہ خاطر نے کہا المدد شاہِ زماں پیرانِ پیرؒ
آ گئے فوراً مدد کے واسطے دستگیرِ دو جہاں پیرانِ پیرؒ

# چند ارشاداتِ گرامی

حضرت سلطان الاولیاء حضور محبوب سبحانی غوث صمدانی، قطب ربانی شہباز لامکانی قدس سرہٗ النورانی،

اَفَلَتْ شُمُوْسُ الْاَوَّلِیْنَ وَشَمْسُنَا اَبَداً عَلٰی اُفُقِ الْعُلٰی لَا تَغْرُبُ

پہلے لوگوں کے سورج غروب ہوگئے اور ہمارا سورج ہمیشہ بلندی کے افق پر رہے گا اور کبھی غروب نہیں ہوگا۔ یعنی آپ کا شمسِ ہدایت ہمیشہ کے لیے بلندی پر قائم ہے، درجہ ولایت اور صراطِ مستقیم آپ کی اتباع کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتا۔ ہر طالب راہِ ہدایت اور سالک کے لیے از بس ضروری ہے کہ آپ کی طرف رجوع کرے اور آپ کے ساتھ نسبت اور محبت پیدا کرے۔

2- مُرِیْدِیْ تَمَسَّکْ بِیْ وَکُنْ بِیْ وَاثِقاً فَاَحْمِیْکَ فِی الدُّنْیَا وَیَوْمَ الْقِیَامَۃ

یعنی اے میرے مرید میرا دامن مضبوطی سے پکڑ لے اور مجھ پر پورا اعتماد رکھ میں تیری دنیا میں اور قیامت کے دن حمایت کروں گا۔

سبحان اللہ! یہ حضور ہی کے تصرفات ہیں کہ اپنے مرید کی ہر دو جہان میں امداد فرماتے ہیں۔ (فتوح الغیب بر حاشیہ بہجۃ الاسرار صفحہ ۲۲۵)

3- (بہجۃ الاسرار صفحہ ۹۹) فرمایا سرکارِ غوث الوریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہ میں قیامت تک اس بات کا ضامن ہوں کہ میرے مریدوں میں سے کوئی شخص بغیر توبہ کے نہیں مرے گا۔ اور مجھے یہ بات عطا کی گئی ہے کہ میرے مُرید اور

مریدوں کے مرید سات پشت تک جنت میں داخل ہوں گے اور میں اپنے مرید اور مرید کے مرید کا (علیٰ ہذا القیاس سات مرتبہ تک) کفیل اور کارساز ہوں اور اس کے تمام کاموں اور مہمات کا ضامن ہوں اور اگر میرا مرید مشرق میں کہیں بے پردہ ہو جائے اور میں مغرب میں ہوں تو میں اس کی پردہ پوشی کرتا ہوں۔

ہم کو حال اور قدر کے لحاظ سے حکم دیا گیا ہے کہ ہم اپنی ہمتّوں سے اپنے مریدوں کی حفاظت کریں۔ خوشخبری ہے اس شخص کے لیے جس نے مجھے دیکھایا اس کو دیکھا جس نے مجھے دیکھایا اس کو دیکھا جس نے میرے دیکھنے والے کو دیکھا۔ میں اس شخص پر افسوس کرتا ہوں جس نے مجھے نہیں دیکھا۔

-4 (بہجتہ الاسرار صفحہ ۱۰۰۔۱۰۱) جناب غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے ایک کاغذ دیا گیا جو اتنا بڑا تھا کہ جہاں تک نگاہ کام کرے اس میں میرے اصحاب اور مریدوں کے نام تھے جو قیامت تک ہونے والے تھے۔ اور مجھ سے کہا گیا۔ کہ ان سب کو آپ کی خاطر بخشدیا گیا۔ میں نے جہنم کے داروغہ مالک سے دریافت کیا کہ کیا تمہارے پاس میرا کوئی مرید ہے۔ اس نے کہا نہیں۔ مجھے اپنے پروردگار کی عزت وجلال کی قسم ہے کہ میرا ہاتھ میرے مرید پر ایسا ہے جس طرح آسمان زمین پر چھایا ہوا ہے۔

اِن لَمْ یَکُن مُرِیْدِیْ جَیِّدًا فَاَنَا جَیِّدٌ

اگر میرا مرید کھرا نہیں ہے یعنی کھوٹا ہے۔ میں تو کھرا ہوں مجھے اپنے رب کی عزّت وجلال کی قسم کہ میں اس وقت تک اپنے پروردگار کے سامنے کھڑا رہوں گا حتیٰ کہ وہ مجھے اور تمہیں جنت کی طرف لے جائے گا۔

آپ سے دریافت کیا گیا کہ کوئی شخص آپ کا نام لیوا ہے لیکن نہ تو آپ سے سلسلہ بیعت کیا ہے اور نہ ہی آپ سے خرقہ پہنا ہے کیا وہ آپ کا مرید کہلا

سکتا ہے۔ فرمایا یہ شخص میری طرف منسوب ہوا اور میرا نام لیتا ہو اللہ تعالیٰ اس کو قبول کرلے گا۔ اور اس پر مہربانی کرے گا۔ اگرچہ اس کے اعمال اچھے نہ ہوں وہ منجملہ میرے مریدوں کے ہے، بیشک اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ وہ میرے مریدوں، ہم مذہبوں اور دوستوں کو جنت میں داخل کرے گا۔

5- (بہجۃ الاسرار صفحہ ۱۰۱)

ایـمـاٌمرٌ مسلِم عبرَعلیٰ بابِ مدرِستی فانّ عذاب یومِ القیامۃِ یخفف عنہُ

فرمایا اگر کوئی مسلمان میرے مدرسے کے دروازے پر سے گذر جائے تو قیامت کے دن کا عذاب اس سے تخفیف کیا جائے گا۔ ایک دفعہ لوگوں نے آنجناب کی خدمت میں عرض کی فلاں قبر سے میّت کی آہ و زاری سُنی جاتی ہے اور ابھی تھوڑے ہی دن ہوئے ہیں کہ اسے باب الازج میں دفن کیا ہے۔ حضور قُدِّس سرہ نے دریافت فرمایا کہ کیا اس نے میرا خرقہ پہنا ہے لوگوں نے عرض کیا ہمیں معلوم نہیں، پھر فرمایا کہ کیا وہ کبھی میری مجلس میں حاضر ہوا۔ انہوں نے کہا معلوم نہیں، پھر استفسار فرمایا میرے لنگر سے کبھی اس نے کچھ کھایا ہے۔ انہوں نے عرض کیا ہمیں علم نہیں، پھر فرمایا کہ ایسا کوتاہی کرنے والا زیاں کاری ہی کے لائق ہے۔ پھر ایک ساعت تک مراقبے میں رہے۔ آپ کے چہرہ مبارک پر ہیبت اور وقار کے آثار ظاہر ہوئے اور فرمایا فرشتے کہتے ہیں کہ ایک دفعہ اس نے آپ کا روئے مبارک دیکھا ہے اور نیک گمان کیا ہے۔ خداوند تعالیٰ اس کے سبب اس پر رحمت کی اور پھر کبھی اس کی قبر سے آہ و نالہ نہ سنا گیا۔

نوٹ: قارئین ملاحظہ فرمائیں کہ حضور پاک کے لنگر کا طعام یا گیارہویں شریف کا تبرک ذریعہ نجات ہے۔

6- (بہجتہ الاسرار صفحہ ۲۴) آقائے غوث الوریٰ محبوب کبریا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کرسی پر بیٹھ کر فرمایا کرتے تھے۔ اے زمین والو! مشرق میں ہو یا مغرب میں! اور اے آسمان والو! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

وَیَخلُقُ مَالَا تَعْلَمُوْنَ

وہ ایسی چیزیں پیدا کرتا ہے جن کو تم نہیں جانتے۔

اَنَا مِمَّا لَا تَعْلَمُوْنَ

میں ان میں سے ہوں جن کو تم نہیں جانتے۔

اے غلام ہزار سال تک سفر کرتا کہ تو مجھ سے بات سنے۔ اے غلام ایک کلمہ مجھ سے سن۔ ولایات یہاں ہیں، درجات یہاں ہیں۔ میری مجلس میں خلعتیں تقسیم ہوتی ہیں۔

وَمَا مِنْ نبیٍّ خَلَقَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ وَلَا وَلِیٍّ اِلَّا وَقَدْ حَضَرَ مَجْلَسِیْ ھٰذَا الاحیا بِاِیدَانِھِمْ وَالْاَمْوَاتُ بَاَرْوَا حِھِمْ یَا غُلَامُ اُسْئَلْ عَنِّ مُنْکَرًا وَّنَکِیْرًا عِنْدَ مَجِیُھِمَا اِلٰی قَبُرِکَ نَیخعمبرکَ عنی

اللہ تعالیٰ نے کوئی ایسا نبی یا ولی پیدا نہیں کیا جس کو میری مجلس میں حاضر ہونے کا شرف حاصل نہ ہوا ہو زندہ اپنے بدنوں کے ساتھ اور فوت شدہ اپنی ارواح کے ساتھ، اے غلام میری بابت منکر نکیر سے پوچھنا جبکہ وہ تیرے پاس قبر میں آئیں گے۔ وہ تم کو میرا حال بتائیں گے۔

7- (بہجتہ الاسرار صفحہ ۲۳) فرمایا میں لوگوں کے حالات سے علیحدہ ہوں، میں ان کی عقلوں سے بالاتر ہوں۔ تمام مردانِ خدا جب تقدیر تک پہنچتے ہیں تو رک جاتے ہیں۔ لیکن جب میں وہاں تک پہنچتا ہوں میرے لیے ایک کھڑکی کھل

جاتی ہے۔ پس میں اس میں داخل ہو جاتا ہوں اور خدا کی تقدیروں سے خدا سے حق کے ساتھ جھگڑتا ہوں۔ پس مرد وہ ہے جو کہ تقدیر سے جھگڑے نہ وہ جو اس کے موافق ہو۔

آپ نے اپنے مریدوں سے فرمایا کہ مجھ کو عراق سپرد کیا گیا ہے۔ پھر ایک مدت کے بعد فرمایا میں نے تمہیں پہلے بتلایا تھا کہ مجھ کو عراق سپرد کیا گیا ہے۔ لیکن اب تمام زمین مشرق سے مغرب تک اس کے میدان اور آبادی جنگل و سمندر نرم زمین اور پہاڑی زمین سب میرے سپرد کی گئی ہے۔

8- بہجۃ اسرار صفحہ ۲۳) فرمایا انسانوں کے مشائخ ہوتے ہیں جنوں کے بھی مشائخ ہوتے ہیں۔ اور فرشتوں کے بھی ہوتے ہیں لیکن میں سب کا شیخ ہوں۔

9- بسا اوقات دیکھا گیا ہے کہ بعض کم علم اور بد عقیدہ لوگ جو حضور کا مدقق کلام سمجھنے سے قاصر ہیں۔ بلا سوچے سمجھے فوراً زبان اعتراض دراز کر کے بے ادبوں کے زمرہ میں داخل ہو جاتے ہیں۔ اور خسر الدنیا والاخرہ کا مصداق بن جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو بزرگانِ عظام کے ادب و احترام اور حضور کے مندرجہ ذیل فرمان پاک پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

(بہجۃ الاسرار صفحہ ۲۴) سیدنا و مرشدنا سرکار میراں محیّ الدّین رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب کوئی کلام عظیم فرمایا کرتے (یعنی جس کو عوام کی عقول نہ سمجھ سکیں) تو اس کے بعد (سامعین کو مخاطب کر کے) ارشاد فرماتے۔ تمہیں خدا کی قسم یہ کہا کرو کہ آپ سچ فرماتے ہیں۔ کیونکہ میں یقینی بات کہتا ہوں اس میں شک نہیں۔ بیشک مجھ کو بلایا جاتا ہے۔ تب میں بولتا ہوں اور دیا جاتا ہوں تو تقسیم کرتا ہوں۔ اور حکم دیا جاتا ہے تو کرتا ہوں اور ذمہ اُس پر جو مجھ کو حکم دیتا ہے۔ تم کو میرا جھٹلانا تمہارے دین کے لیے فوری زہر ہے۔ اور تمہاری دنیا اور آخرت کے جانے کا

سبب ہے۔

**نوٹ:** بہجۃ الاسرار جس میں سے مندرجہ بالا حوالہ جات نقل کئے ہیں مطبع شرکتہ التمدن الضاعیہ مصر میں چھپی ہے جناب سرکار پیران پیر دستگیر روشنضمیر میراں محی الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات میں سب سے زیادہ مستند کتاب ہے۔ جس پر جملہ اکابرِ دین کو پورا پورا اعتماد ہے۔ احادیثِ صحیحہ کی طرح اس میں جملہ روایات ، اقوال و افعال بالاسناد قلمبند کئے گئے ہیں۔ اگر کوئی بدعقیدہ معترض پھر بھی نہ مانے تو وہ

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم　　چشمۂ آفتاب راچہ گناہ

کا مصداق ہے۔

## وصال پاک

فتوح الغیب ، تفریح الخاطر اور دیگر کتب میں کسی عربی شاعر کا ایک بیت نقل کیا گیا ہے۔ جس میں جناب پیرانِ پیر دستگیر روشنضمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سن ولادت ، عمر شریف اور سنِ وصالِ مبارک نہایت فصاحت کے ساتھ قلمبند کیا گیا ہے۔ وھو ھذا:

اِنَّ بَـازَ اللّٰـهِ سُـلْطَـانُ الرِّجَـالِ
جَـاءَ فِـي عِشْـقٍ تَـوَفّـىٰ فِـي كَمَـالٍ

ترجمہ: تحقیق اللہ تعالیٰ کے باز (یعنی مقام لاہوت میں پرواز کرنے والے) مردانِ خدا کے بادشاہ (حضرت غوثِ اعظم قدس سرہٗ العزیز) عشق میں پیدا ہوئے اور کمال میں آپ کا وصال ہوا۔

عشق کے اعداد چار سو ستر ہیں جو حضور کا سنِ ولادت شریف ہے۔ کمال

کے اعداد ۹۱ ہیں یعنی ۹۱ برس آپ کی عمر شریف ہے۔ ۹۱ اگر ۴۷۰ میں جمع کیے جائیں تو حاصل جمع ۵۶۱ ہوتا ہے جو جناب کا سنِ وصال پاک ہے۔ اگرچہ تاریخ وصالِ پاک میں اختلاف ہے مگر مشہور یہی ہے کہ سلطان الاولیاء ولعارفین عمدۃ السالکین سیدؔ الکاملین حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ شب سر شنبہ بتاریخ یازدھم ربیع الثانی ۵۶۱ھ کو بغداد معلیٰ میں جہاں آپ کا روضہ اقدس ہے واصل بحق ہوئے۔

## لقب مبارک ''گیارھویں شریف والے پیر'' اور اس کی وجہ تسمیہ

بسا اوقات بھولے بھالے اور سیدھے سادھے صحیح العقیدہ سنی حنفی مسلمانوں سے مانعین ور مخالفین گیارھویں شریف طنزاً سوال کیا کرتے ہیں کہ ''تم لوگ حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گیارھویں شریف والے پیر'' کیوں کہتے ہو؟ معترضین سے تو ہمیں کوئی سروکار نہیں لیکن عقیدتمندان جناب غوثیت مآب قدس سرہ کی خاطر ذیل میں اس لقب مبارک کی توجیہ کی جاتی ہے:-

1- چونکہ حضور کا عرس مبارک ہر سال گیارہ ربیع الثانی کو رچایا جاتا ہے جو آپ کی تاریخ وصال ہے علاوہ ازیں اکثر مریدین قادری ہر ماہ کی اسی تاریخ کو آپ کا ماہانہ ختم شریف بھی دلاتے رہتے ہیں۔ اس لیے یہ عرس مبارک گیارھویں شریف کے نام سے مشہور ہوگیا ہے اور صاحب عرس ''گیارھویں شریف والے پیر'' کے نام سے موسوم ہو گئے ہیں۔

2- سلسلہ نسب کے لحاظ سے آپ حسنی سیّد ہیں اور سیّدنا امام حسین علیہ السلام تک آپ کی گیارہ پشتیں ہیں۔ چنانچہ اس نسبت سے بھی آپ ''گیارھویں والے پیر'' مشہور ہیں۔ شجرہ نسب ملاحظہ ہو۔

زبدۃ الآثار صفحہ ۳۵، مصنفہ حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ۔ بہجتہ الاسرار صفحہ ۸۸، مطبوعہ مصر، نیز تحفۃ القادریہ صفحہ ۹۸، مصنفہ شاہ ابوالمعالیؒ

هُوا الغوث الاعظم شیخ شیوخ العالم سیّد السادات شیخ الاسلام محی الدّین

ابو محمد عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن[1] سیّد ابی صالح موسیٰ جنکی دوست بن[2] سیّد ابی عبداللہ بن[3] سیّد یحی سیّد الزاھد بن[4] سیّد محمد بن[5] سیّد داؤد بن[6] سیّد موسیٰ بن[7] سیّد عبداللہ بن[8] سیّد موسی الجون بن[9] سیّد عبداللہ المحض بن[10] سیّد الحسن المثنیٰ بن[11] سیّدنا الامام الھمام سید امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنھم اجمعین

3- آپ کا سلسلہ طریقت بھی گیارہ واسطہ سے حضور شیر خدا مشکلکشا حیدر کرار شاہِ ذوالفقار حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے متصل ہے۔ اس لحاظ سے بھی آپ ''گیارھویں والے پیر'' کہلاتے ہیں شجرہ طریقت ملاحظہ ہو:-

فتوح الغیب صفحہ ۱۷۵ برحاشیہ بہجۃ الاسرار مطبوعہ مصر

وبعدہ تخلف واجس الخرقۃ القادریہ العلیۃ ( رضی اللہ تعالیٰ عنہ ) من شیخہ و مرشدہ العارف باللّٰہ تعالیٰ الشیخ ابی سعیدہ المبارک ابن علی المخزومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ و(شیخہٗ فی الخرقۃ) الشیخ ابو الحسن علی ابن یوسف القرشی الھکاری ( وھو لبس الخرقۃ من شیخہ) الشیخ ابی الفرج[۳] الطرسوسی ( وھو لبس الخرقۃ من شیخہ) الشیخ ابی بکرد لف[۴] بن حجد راشبلی (وھولبس الخرقۃ من شیخہ) الشیخ ابی القاسم الجنید[۵] البغدادی ( وھو لبس الخرقۃ من شیخہ) الشیخ سری الدین سقطی[۶] ( وھولبس الخرقۃ من شیخہ) الشیخ ابی محفوظ معروف[۷] الکرخی ( وھولبس الخرقۃ من شیخہ) الشیخ داؤد[۸] الطائی (وھولبس الخرقۃ من شیخہ) الشیخ حبیب العجمی[۹] ( وھولبس الخرقۃ من شیخہ الشیخ حسن[۱۰] البصری رضی اللہ تعالیٰ عنھم (عن حضرۃ شیخہ و مرشدہ) سیدنا امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجھہ.

4- حضور قدس سرہ کے اسماء مبارکہ بھی گیارہ ہیں:-

(۱) سید محی الدّین امر اللّٰہ (۲) شیخ محیؔ الدّین فضل اللّٰہ

(۳)اولیاء محی الدّین امان اللّٰہ (۴) مسکین محی الدّین نور اللّٰہ

(۵)غوث محی الدّین قطب اللّٰہ (۶) سلطان محی الدّین سیف اللّٰہ

(۷) خواجہ محی الدّین فرمان اللّٰہ (۸) مخدوم محی الدّین برھان اللّٰہ

(۹) درویش محی الدّین آیۃ اللّٰہ (۱۰) بادشاہ محی الدّین غوث اللّٰہ

(۱۱) فقیر محی الدّین مشاہدُ اللّٰہ.

# مسئلہ گیارھویں شریف

گیارھویں شریف کا مسئلہ کوئی ایسا دقیق اور پیچیدہ نہیں ہے جس کو انسانی عقل سمجھنے سے قاصر ہو۔ اگر عناد اور تعصب کو بالائے طاق رکھ کر اور دل و دماغ کو حسد و بغض سے پاک صاف کر کے اس پر غور و خوض کیا جائے تو اسکی حقیقت ہر ذی شعور مسلمان کی سمجھ میں آسکتی ہے۔ گیارھویں شریف دراصل سیدنا و مولانا حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عرس مبارک ہے۔ چونکہ ہر سال[1] گیارہ ربیع الثانی کو کیا جاتا ہے جو کہ آپ کی معروف تاریخ وصال ہے۔ اس لیے گیارھویں شریف کے نام سے موسوم ہوگیا ہے۔ جس طرح سلطان الہند غریب نواز حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ وصال (۶ رجب المرجب) کی نسبت سے عوام میں "خواجہ صاحب کی چھٹی" مشہور ہوگئی ہے۔

مولٰینا محمد فیض عالم ابن علامہ فہامہ ملاں جیون مرحوم اپنی تصنیف وجیز

---

1- جبکہ مقتدر سیاسی رہنماؤں کے ایام ولادت و وفات ہر سال منائے جاتے ہیں اور علماء اسے جائز اور مباح سمجھتے ہیں (کیونکہ آج تک کسی سنی حنفی یا غیر عقیدہ عالم نے ان کے خلاف ناجائز و بدعت ہونے کا فتویٰ صادر نہیں کیا) تو پھر روحانی پیشواؤں کے ایام وصال کی یادگار تازہ کرنے میں کونسی قباحت ہے جو آئے دن علماء خود غرض ان کے خلاف کفر و شرک ناجائز و بدعت کے فتوے جاری کرتے رہتے ہیں۔ سچ پوچھیئے تو ان بزرگان دین نے ہم پر جو احسان عظیم فرمایا ہم اس کا بدلہ نہیں دے سکتے۔ ہمیں مشرف باسلام کیا اور ظلمت، کفر سے نکال کر راہِ ہدایت دکھائی۔ اب اگر انہیں کے خلاف کوئی متعصب عالم یا اس کا جاہل پیروکار علم بغاوت بلند کرتا ہے تو یہ کہاں کا انصاف ہے؟ کیا "احسان کا بدلہ احسان" اسی کا نام ہے؟ قارئین کرام خود ہی فیصلہ کریں۔

الصلواۃ ص ۸۲۔ ۸۱ مطبوعہ لاہور میں ارقام فرماتے ہیں کہ جس طرح ۱۲ ربیع الاول کو جناب رسالتمآب خاتم النبیین سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عرس منایا جاتا ہے اور کھانا تقسیم کیا جاتا ہے نیز عاشورے کے روز حضرات امامین ہمامین سعیدین شہیدین حسنین علیہما السلام کی نیاز پکائی جاتی ہے۔ بعینہٖ گیارھویں شریف بھی حضرت غوث الثقلین نجیب الطرفین قرۃ العین الحسنین محبوب سبحانی قطب ربانی ہمارے آقا و مولا یکتائے زمانہ حضرت شیخ سید عبدالقادر الجیلانی قدس سرہ العزیز النورانی کا عرس مبارک ہے۔ جبکہ دوسرے بزرگوں کا عرس لوگ سال کے بعد رچاتے تھے آنجناب حضور غوثیت مآب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عرس مبارک ہر ماہ کرتے ہیں۔ "واز ہمیں جنس است طعامِ یازدھم کہ عرس حضرت غوث الثقلین کریم الطرفین قرۃ عین الحسنین محبوب سبحانی قطب ربانی سیدنا و مولٰینا فرد الافراد ابی محمد ن الشیخ السید محی الدین عبدالقادر الجیلانی است چوں مشائخ دیگر را عرسے بعد سال معین میکردند آنجناب را در ہر ماہے قرار دادہ اند۔"

حضرت شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور تصنیف "مَاثَبَتَ مِنَ السُّنَّۃِ" (صفحہ ۱۲۳ مطبوعہ حمایت اسلام پریس لاہور) میں گیارھویں شریف کے متعلق یوں رقمطراز ہیں۔

وَقَدِ اشْتَهَرَ فِي دِيَارِنَا هٰذَا الْيَوْمُ الْحَادِيْ عَشَرَ وَهُوَ الْمُتَعَارِفُ عِنْدَ مَشَائِخِنَا مِنْ اَهْلِ الْهِنْدِ مِنْ اَوْلَادِهٖ كَذَا ذَكَرَ شَيْخُنَا وَسَيِّدُنَا السَّيِّدُ الْبَهِيُّ الرَّضِيُّ الْوَصِيُّ اَبُو الْمَحَاسِنِ سَيِّدِي الشَّيْخُ مُوْسَى الْحَسَنِيُّ الْجِيْلَانِيُّ.

یعنی ہمارے ملک میں گیارھواں دن (یعنی گیارہ ربیع الثانی) مشہور ہے اور یہی تاریخ گیارھویں ہندوستان میں ہمارے مشائخ (جو حضور قدس سرہٗ کی

اولادِ امجاد سے ہیں) کے نزدیک متعارف ہے جیسا کہ ہمارے شیخ اور سردار سید ابوالمحاسن شیخ موسیٰ حسنی جیلانی نے ذکر فرمایا۔ روایت مذکورہ سے معلوم ہوا کہ گیارہ ربیع الآخر ہی آپ کا یوم وصال[1] ہے۔

یوں تو جس تاریخ جس دن اور جس وقت چاہیں ایصال ثواب کے لیے کسی بزرگ کی فاتحہ دلا سکتے ہیں لیکن یوم وصال کو جو خصوصیت حاصل ہے وہ دوسرے ایام کو نہیں۔ چنانچہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

(ماثبت من السنۃ ص ۱۲۴) وَقَدْ ذَكَرَ بَعْضُ الْمُتَاخِّرِيْنَ مِنْ مَشَائِخِ الْمَغْرِبِ اَنَّ الْيَوْمَ الَّذِىْ وَصَلُوْا فِيْهِ اِلٰى جَنَابِ الْعِزَّةِ وَحَظَائِرِ الْقُدُسِ يُرْجٰى فِيْهِ مِنَ الْخَيْرِ وَالْكَرَامَةِ وَالْبَرَكَةِ وَالنُّوْرَانِيَّةِ اَكْثَرَ وَاَوْفَرَ مِنْ سَائِرِ الْاَيَّامِ.

یعنی بعض متاخرین مشائخ مغرب نے ذکر کیا ہے کہ جس دن اولیاء اللہ کا وصال ہو اس میں (ایصال ثواب کرنے سے) بہ نسبت دوسرے دنوں کے زیادہ اور وافر خیر و برکت، کرامت اور نورانیت حاصل ہوتی ہے۔

علامہ ملاں جیون مرحوم کے صاحبزادے مولینا محمد فیض عالم تحریر فرماتے ہیں (وجیز الصلوٰۃ صفحہ ۶۸)۔ دور مخزن است کہ حضرت سید محمد علیہ السلام بندہ نواز قدس سرہٗ بروحِ قطبِ عالم خواجہ نصیر الدین قدس سرہٗ درشب ہژدہم رمضان المبارک بسیار تصدق کردے واطعام فقراء ومساکین نمودے انتہی دور خزانہ جلالیہ کہ از ملفوظات حضرت مخدوم جہانیاں قدس سرہٗ است میفر مایند کہ یکے از شرائط

---

1- بعض کے نزدیک آپ کی تاریخ وصال سترہ ربیع الثانی مشہور ہے۔ حضرت محقق رحمۃ اللہ علیہ "ماثبت من السنۃ" میں تحریر فرماتے ہیں۔ وَقَدْ يُقَالُ اَنَّ وَفَاتَهٗ فِى الْيَوْمِ السَّابِعَ عَشَرَ وَلَا اَصْلَ لَهٗ وَاللّٰهُ تَعَالٰى اَعْلَمُ یعنی یہ روایت کہ حضور اقدس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یوم وصال سترہ ربیع الآخر ہے۔ بے بنیاد ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

صدق ارادت اینست کہ بروح کسی کہ اطعام کند باید کہ در وقتِ لطیف کہ آں بزرگوار رحلت کردہ اند بفقرا اطعام نماید انتہی۔"

ترجمہ: اور مخزن میں ہے کہ حضرت سید محمد صلی اللہ علیہ وسلم بندہ نواز قدس سرہٗ ۱۸ ماہ رمضان کو بکثرت صدقہ و خیرات کرتے، فقراو مساکین کو کھانا کھلاتے اور اس کا ثواب (اپنے شیخ) حضرت قطب عالم خواجہ نصیر الدین قدس سرہٗ کی روح پر فتوح کو بخشتے (نوٹ: ۱۸ رمضان المبارک ۷۵۷ھ کو حضرت خواجہ شیخ نصیر الدین چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس جہان فانی سے رحلت فرمائی) اور خزانہ جلالیہ جو حضرت مخدوم جہانیاں قدس سرہٗ کے ملفوظات سے ہے) میں فرماتے ہیں کہ صدق ارادت کی شرائط سے یہ ایک شرط ہے کہ کسی برگزیدہ بندۂ خدا کی روح کو ایصال ثواب کرنے کے لیے کھانا تیار کرے اور فقراء کو اس وقتِ لطیف میں کھلائے جس وقت اس بزرگوار کی روح نے قفس عنصری سے پرواز کیا تھا۔

# عمل گیارھویں شریف

چونکہ گیارہ ربیع الآخر (جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے) سیدنا و مولانا حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یومِ وصال ہے اس واسطے اس تاریخ پر گیارھویں شریف کی جاتی ہے تو حقیقتاً یہ عرس ہے چنانچہ حضور قدس سرہٗ النورانی کے معتقدین محبین، مریدین اور بزرگان دین عموماً ہر ماہ کی گیارہ[1] تاریخ کو آپ کے نام کی فاتحہ دلاتے ہیں اور کچھ شیرینی یا طعام سامنے رکھ کر اس پر سب سے پہلے اللہ کا نام یعنی بسم اللہ پڑھتے ہیں پھر سورۂ اخلاص اور چند آیات قرآن کی تلاوت کر کے ایصال ثواب کرتے ہیں۔ بعدہٗ وہ شیرینی یا طعام تبرکاً عوام میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ اس عمل کا نام گیارھویں شریف ہے۔ کیا کوئی ذی شعور انسان کہہ سکتا ہے کہ یہ طریقۂ ایصال ثواب بدعت، ناجائز یا حرام ہے۔

1- بعض معترضین کا کہنا ہے کہ اگر گیارھویں شریف سے مراد حضور پیرانِ پیر دستگیر روشن ضمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عرس ہے تو پھر ہر سال کے بعد کرنا چاہیئے۔ ہر ماہ کیوں کیا جاتا ہے۔ جواباً عرض ہے کہ یہ محض حجت لاطائل ہے مثل مشہور ہے "داتا دان کرے بھنڈاری کا پیٹ پھٹے" اہل محبت اور عقیدتمند ماہانہ کے علاوہ اگر روزانہ ختم شریف اور ایصالِ ثواب کا سلسلہ کریں تو اس میں از روئے شرع کونسی قباحت ہے؟ چنانچہ کئی ایک بزرگانِ عظام رحمۃ اللہ علیہم کا ختم شریف ہر ماہ کیا جاتا ہے۔ مثلاً لاہور میں محکمہ اوقاف کے زیر اہتمام مظہرِ نورِ خدا حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کا سالانہ عرس ۲۰۔ ۱۹ صفر المظفر کو کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ ہر مہینے کی انہی تاریخوں پر ماہانہ ختم شریف بھی پڑھا جاتا ہے۔

لہٰذا ہر ماہ یا ہر روز سیدنا حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام کی فاتحہ دلا کر شیرینی یا کھانا تقسیم کیا جائے تو کوئی ہرج کی بات نہیں اور نہ ہی شریعت میں اس کی ممانعت ہے۔

اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے:-

فَكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ بِاٰيٰتِهٖ مُؤْمِنِيْنَ (پارہ ۸ رکوع ۱)

ترجمہ: پس تم کھاؤ اس چیز سے جس پر اللہ تعالیٰ کا نام لیا گیا ہوا اگر تم اللہ کی آیات کے ساتھ ایمان لانے والے ہو۔

وَمَا لَكُمْ اَلَّا تَاْكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ (پارہ ۸ رکوع ۱)

ترجمہ اور کیا ہو گیا تمہیں کہ تم اس چیز سے نہیں کھاتے جس پر اللہ کے نام کا ذکر کیا گیا ہو۔

**نوٹ:** منکرین اگرچہ گیارھویں شریف کے پاک اور اطہر طعام کے متعلق زبانِ طعن دراز کرتے رہتے ہیں۔ ہاں اگر موقع ہاتھ لگ جائے تو کھا کر ڈکار بھی نہیں لیتے۔

## گیارھویں شریف کب اور کس طرح جاری ہوئی؟

عموماً یہ سوال اٹھایا جاتا ہے کہ گیارھویں شریف کا آغاز کب اور کس طرح ہوا۔ اس سوال کا جواب ہم قلمبند کر چکے ہیں کہ گیارھویں شریف سیّدنا حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عرس مبارک ہے۔ آپ کے معتقدین اور ارادت مند ہر ماہ کی یازدہم تاریخ کو آپ کا عرس رچاتے ہیں جیسا کہ دیگر مشائخ اور بزرگانِ دین کے اعراس بھی ان کی تاریخہائے وصال پر کئے جاتے ہیں۔ چنانچہ اس لحاظ سے گیارھویں شریف کے آغاز کی وہی تاریخ ہے جو آپ کے وصال پاک کی تاریخ ہے۔ یعنی گیارہ ربیع الثانی ۵۶۱ھ اس کے علاوہ حضرت امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصنیف ''قرۃ المناظرہ و خلاصۃ المفاخرہ'' کے صفحہ گیارہ میں ارقام فرمایا ہے:۔

''ذکر یازدہم حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بود ارشاد شد کہ اصل یازدہم ایں بود کہ حضرت غوثِ صمدانی بتاریخ یازدھم ربیع الآخر فاتحہ چہلم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کردہ بودند آں نیاز آں چناں مقبول و مطبوع افتاد کہ در ہر ماہ بتاریخ یازدہم فاتحہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقرر فرمودند و دیگر اتباع غوث پاک بتقلید وے یازدہم میکردند آخر رفتہ رفتہ یازدہم حضرت محبوب سبحانی مشہور شد الحال مردم فاتحہ حضرت شاں در یازدھم مے کنند''

ترجمہ: سلطان الاولیاء والعارفین حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گیارھویں شریف کا ذکر تھا۔ ارشاد ہوا کہ گیارھویں شریف کی اصل یہ تھی کہ حضرت غوث صمدانی قطبِ ربانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا معمول تھا کہ گیارہ ربیع الآخر کو حضور نبی کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چالیسویں کا ختم شریف کیا کرتے تھے۔ وہ نیاز اتنی مقبول اور مرغوب ہوئی کہ اس کے بعد حضور نے ہر مہینے کی گیارہ تاریخ کو جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نیاز کا سلسلہ مقرر فرمادیا پھر دوسرے لوگ بھی حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اتباع میں ہر ماہ کی گیارہ تاریخ کو حضور سید المرسلین شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ختم شریف اور نیاز دلانے لگے۔ آخر رفتہ رفتہ یہی نیاز سیدنا حضرت محبوب سبحانی قدس سرہٗ النورانی کی گیارھویں شریف مشہور ہوگئی۔ آج کل لوگ گیارہ تاریخ کو ہی آپ کی گیارھویں شریف یعنی عرس کا سلسلہ کرتے ہیں۔

نیز "کتاب یازدہ مجلس" میں لکھا ہے کہ حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور علیہ السلام کی بارھویں یعنی بارہ تاریخ کے میلاد کے بہت پابند تھے۔ ایک بار خواب میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ "عبدالقادر تم نے بارھویں سے ہم کو یاد کیا ہم تم کو گیارھویں دیتے ہیں یعنی لوگ گیارھویں سے تم کو یاد کیا کریں گے۔" اسی لیے ربیع الاوّل میں عموماً میلاد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محفل ہوتی ہے تو ربیع الثانی میں حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گیارھویں۔ چونکہ یہ سرکاری عطیہ تھا اس لیے تمام دنیا میں پھیل گیا۔ لوگ تو شرک و بدعت کہہ کر گھٹانے کی کوشش کرتے ہیں۔ مگر اس کی ترقی ہوتی گئی۔ (جلد الحق ص ۲۳۸ مصنفہ مفتی احمد یار خاں صاحب)۔

بہر کیف گیارھویں شریف سیدنا حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عرس

مبارک ہے۔ لہذا عرس کا ثبوت پیش کیا جاتا ہے۔ قارئین کرام بغور مطالعہ فرماویں اور پھر انصاف کو کام میں لاویں۔

ہرگز نمیرد آنکہِ دلش زندہ شد بعشق

(حافظ شیرازیؒ)

جس مرنے تھیں دنیا ڈردی عاشق مرے تے جیوے ہُو

(سلطان باہوؒ)

# یوم وصال کو یوم عرس کہنے کی وجہ تسمیہ؟

(ماخوذ از غوث نمبر مظہر حق بابت ربیع الثانی ۱۳۵۲ھ)

اس مقام پر چند حدیثیں مشکوٰۃ شریف کتاب الجنائز سے نقل کی جاتی ہیں:-

1- حضرت عبادہ ابن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:-

لَکِنِ المؤمن اذا حَضَرَهُ الْمَوْتُ بُشِّرَ بِرِضْوَانِ اللّٰهِ وَكَرَامَتِهٖ فَلَيْسَ شَيْئٌ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِمَّا اَمَامَهٗ فَاَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰهِ وَاَحَبَّ اللّٰهُ لِقَائَهٗ مُتفق عَلَيْهِ

بندہ مومن کی وفات کا وقت جب قریب آتا ہے تو اُس کو رضا الٰہی اور کرامت (اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور فضل و کرم) کی بشارت دی جاتی ہے۔ پس اس بشارت کو پاکر آئندہ کی ہر چیز اس کے نزدیک محبوب ہو جاتی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو محبوب سمجھتا ہے۔ اور خدا اس کی ملاقات کو محبوب سمجھتا ہے۔ (راویت کیا اس کو مسلم اور بخاری نے)۔

2- حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:-

اَلْعَبْدُ الْمومِنُ يَسْتَرِيحُ مِنْ نَصَبِ الدُّنْيَا واَذَاهَا اِلٰى رَحْمَتِهِ اللّٰهِ (مشکوٰۃ)

بندہ مومن کا جب انتقال ہوتا ہے تو مصائب و تکالیف دنیا سے راحت ملتی ہے۔ رحمت الٰہی پاتا ہے۔

3- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:-

تحفة المؤمن الموت (رداہ البیھقی)

بندہ مومن کا تحفہ موت ہے۔

حاشیہ مشکوٰۃ میں ہے جس کا ترجمہ یہ ہے۔ علامہ طیبی نے فرمایا:

"موت ایک ذریعہ ہے جس سے سعادتِ کبریٰ حاصل ہوتی ہے۔ درجات عالیہ ملتے ہیں۔ انسان کو نعمتِ ابدی ہاتھ آتی ہے۔ موت ایک گھر سے دوسرے گھر چلا جانا ہے۔ ظاہر میں یہ موت اگرچہ فنا معلوم ہوتی ہے لیکن حقیقتاً یہ دوبارہ ولادت (پیدائش) ہوتی ہے۔ موت جنت کے دروازوں سے ایک دروازہ ہے۔ اگر موت نہ ہو تو جنت کہاں ملے۔"

حضرت شیخ محقق فرماتے ہیں:-

"موت اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے بندے کے لیے لطف ہے، احسان ہے، نعمت ہے۔ جس سے جنت اور خدا کا قرب حاصل ہوتا ہے۔

4- حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ قبضِ روح کے وقت فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔ اگر مرد صالح متقی ہے تو فرشتے کہتے ہیں:

"اے پاک جان جو پاک جسم میں تھی نکل اور راحت و

رزق اور خدائے رحیم کی ملاقات سے خوش ہو" (راوہ ابن ماجہ)

پس وہ روح نکلتی ہے اور ایسی خوشبو آتی ہے جیسے مشک۔

5- یہاں تک کہ دست بدست تبرکاً تعظیماً اس کو لیتے ہوئے آسمان دنیا کے ایک دروازے تک لے جاتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کتنی عمدہ خوشبو ہے۔ جو زمین سے آئی۔ پھر ارواح مومنین کے پاس اس کو لاتے ہیں۔ تمام روحیں اس کو دیکھ کر اس قدر شاد ہوتی ہیں جس طرح کسی گئے ہوئے شخص کی واپسی پر اس کے گھر والے خوش ہوتے ہیں۔ (راوہ احمد والنسائی) یہاں تک کہ خدا کے پاس لے جاتے ہیں۔

6- خدا ارشاد فرماتا ہے کہ میرے بندے کی کتاب علیین میں لکھو اور اس کو زمین کی طرف لوٹاؤ۔ پھر اس کی روح اس کے جسم میں عود کرتی ہے۔ اور منکر ونکیر اس سے سوال کرتے ہیں۔ وہ سوالوں کا جواب دیتا ہے تو خدا کی جناب سے ندا ہوتی ہے۔ صدق عبدی (میرے بندے نے سچ کہا)۔ اس کے لیے جنتی فرش بچھاؤ۔ جنتی لباس پہناؤ۔ دروزہ جنت کھول دو۔ پھر ایک شخص نہایت حسین و جمیل عمدہ کپڑے پہنے، عمدہ خوشبو والا اس کے پاس آ کر کہتا ہے۔

ابشر بالذی یسرک ھذا یومک الذی کنت توعد

جو چیز تجھے خوش کرے میں اس کی بشارت دیتا ہوں۔ یہ وہ مبارک دن ہے جس کا تجھ سے وعدہ کیا گیا تھا۔ وہ اس قبر میں آنے والے سے سوال کرتا ہے تو کون ہے کہ تیرے چہرے سے آثار خیر ظاہر ہیں وہ جواب دیتا ہے میں تیرا نیک عمل ہوں جو تو نے دنیا میں کیا ہے۔ (رداہ احمد عن البراء بن عازب)

7- بندہ خواہش ظاہر کرتا ہے کہ میں اپنے بال بچوں کو جا کر خدا کی اس نعمت اور اس فضل و کرم کی خبر دے آتا ہو ۔تو فرشتے عرض کرتے ہیں۔

نَمْ کَنَوْمَةِ الْعَرُوْسِ الَّذِیْ لَا یُوْقِظُهٗ اِلَّا اَحَبُّ اَهْلِهٖ

اجی میاں یہیں آرام کرو اور ایسے عیش و عشرت آرام و راحت کے ساتھ سو جاؤ جیسا کہ عروس ( دولھا ) سوتا ہے۔ کہ اس کو اس کے محبوب کے سوا کوئی نہیں جگائیگا۔ ( رواہ الترمذی من ابی ہریرہ )

ان احادیث کریمہ سے معلوم ہوا کہ بندہ مومن کا وصال اس کے لیے باعث رنج وملال سبب حزن و ملال نہیں۔ وہ خدا سے ملنے کو اور خدا اس سے ملنے کو محبوب سمجھتا ہے۔ موت اس کے لیے تحفہ الٰہیہ ہے۔ فرشتے اس کے وصال سے خوش ہوتے ہیں۔ ارواحِ مومنین اس سے مل کر شاد ہوتی ہیں۔ عمل صالح اس کو بشارت دیتا ہے۔ نعماء الٰہیہ سے فیضیاب ہوتا ہے۔ خدا کا قرب پاتا ہے۔ خدا کی جانب سے کامیابی وصداقت کا سہرا باندھا جاتا ہے۔ جنتی لباس عطا ہوتا ہے۔ جنتی فرش بچھائے جاتے ہیں۔ رحمتوں، برکتوں اور رضائے الٰہی کی نچھاور کی جاتی ہے۔ ہر آسمان کے فرشتے اس کا استقبال کرتے ہیں۔ دوسرے آسمان تک اس کو پہنچاتے ہیں۔ اس جانے والے کی روح کو تبرکاً تعظیماً ہاتھوں ہاتھ لیتے ہیں غرضیکہ یہ ایک عروس نوشہ ہوتا ہے اور یہ سب اس کی برات اور سامان برات ہوتا ہے اسی واسطے اس سے کہا جاتا ہے۔ نم کنومة العروس دولہا کی طرح عیش و عشرت سے یہاں کی زندگی گذارو۔ اس عروس جنت کے یوم وصال کو یوم عرس کہتے ہیں۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَهٰذَا یَوۡمٌ عَظِیۡمٌ یغبغی التعظیم والفرح به لِاَنَّ الۡمَلٰئِکَةَ وَاَهۡلَ عَالَمِ الۡبَرۡزَخِ وَالۡجِنَانِ یفرحون ویتبا شرون بِمَوۡتِ الۡوَلِیِّ فَیَوۡمُ مَوۡتِهٖ یَوۡمٌ عَظِیۡمٌ

یوم وفات عظمت والا دن ہے اس دن کی عظمت بجالانا چاہیئے۔ اس دن

حرمت وسرور منانا چاہئے۔اس لیے کہ جب کسی ولی کا دنیا سے انتقال ہوتا ہے تو فرشتے اور عالم برزخ والے خوش ہوتے ہیں ۔ خوشیاں مناتے ہیں شادیاں رچاتے ہیں ۔ پس یہ دن نہایت مبارک اور عظمت ومرتبہ والا دن ہے۔ثابت ہوا کہ ہر مسلمان کو اس دن خوشی منانا چاہئے اور اس عروس جنت کی شادی یعنی عرس رچانا چاہیئے۔

# گیارھویں شریف یا عرس کی غرض و غایت

عرس سے مراد کسی ولی اللہ اور مقرب بندۂ خدا کے یومِ وصال کی یاد تازہ کرنا اور سال یا مہینے کے بعد معینہ تاریخ و دن میں عقیدتمندوں کا ایک جگہ جمع ہو کر تلاوت قرآن، نعت خوانی، اور طعام و شیرینی کا ثواب صاحب عرس کی روح پر فتوح کو بخشنا اور اپنے لئے دعائے خیر کرنا ہے۔ بزرگان عظام کے اعراس کا سلسلہ تو مدت مدید سے چلا آرہا ہے آج دنیا کے ہر ملک میں سیاسی رہنماؤں کے معینہ ایام بھی منائے جارہے ہیں۔ ہمیں افسوس ہے کہ گیارھویں شریف اور اولیاء کرام کے عرسوں کیخلاف فتوے صادر کرنے والے "حق گو"، علماء اور ان کے پیروکار کیوں خاموش بیٹھے رہتے ہیں جبکہ ایام معینہ میں قائداعظم ڈے، شہید ملت ڈے، اور علامہ اقبال ڈے وغیرہ منائے جاتے ہیں معلوم ہوا کہ ان لوگوں کے دلوں میں خوفِ خدا نہیں۔ بزرگانِ دین کے ساتھ محبت نہیں اور جناب پیران شہ میراں دستگیرِ دوجہاں حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ عقیدت نہیں اسی واسطے حضور کی گیارھویں شریف کا انکار کرتے ہیں ورنہ ایصال ثواب کا مسئلہ ازروئے شرع شریف بلاشبہ جائز ہے اور اس میں کسی کو کلام نہیں۔

# ایصال ثواب کا ثبوت

حقیقت عرس تو مندرجہ بالا سطور میں بیان کر چکے ہیں۔ عبارات ذیل میں ایصال ثواب کا شرعی ثبوت پیش کیا جاتا ہے۔

1- درمختار بحث قراتہ اللمیت باب الدفن میں نیز دار قطنی میں حضور شیر خدا مشکل کشا مولا علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے:

اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ مَرَّ عَلَی الْمَقْبِرَۃِ وَقَرَأَ "قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ" اَحَدَ عَشَرَ مَرَّۃً ثُمَّ وَھَبَ اَجْرَھَا لِلْاَمْوَاتِ اُعْطِیَ مِنَ الْاَجْرِ بِعَدَدِ الْاَمْوَاتِ

ترجمہ: حضور نبی کریم، رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص مقبرہ پر گزرے اور گیارہ دفعہ قل ہو اللہ شریف پڑھ کر اس کا ثواب موتی کو بخشے تو اس کو تمام مردوں کے برابر ثواب ملے گا۔

2- حجۃ الاسلام حضرت امام غزالی رحمتہ اللہ احیاء العلوم جلد چہارم میں ارقام فرماتے ہیں:

وَقَالَ محمد بن احمد المروزی سمعتُ احمد بن حنبل یقولُ اِذَا دَخَلْتُمُ الْمَقَابِرَ نَاقْرءُ وبِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ وَالمعوذتین وَقُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ ط واجْعلو ثوَابَ ذَالِکَ لِاَھْلِ الْمَقَابِرِ فَاِنَّہٗ یَصِلُ اِلَیْھِمْ

محمد بن احمد مروزی نے فرمایا۔ میں نے حضرت احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ سے سنا وہ فرماتے تھے ۔ جب کسی قبرستان میں جاؤ تو الحمد شریف ، سورۃ الفلق اور سورۃ الناس اور سورتہ اخلاص پڑھو اور اس کا ثواب اہل مقابر کو بخشو۔ بلا شبہ وہ ثواب ان کو پہنچتا ہے۔

۲۔ وَعَنْ سَعْدِ ابْنِ عبادَةَ قَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اُمَّ سَعْدٍ مَاتَتْ فَاَيُّ الصَّدَقَةِ اَفْضَلُ قَالَ الْمَاءِ فَحَفَرَ بِئْرًا وَّقَالَ هٰذِهٖ لِاُمِّ سَعْدٍ رواه ابُوْداؤد والنسائی

ابوداؤد اور نسائی میں حضرت سعد ابن عبادہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور علیہ الصلوہ والسلام کی خدمت میں عرض کی ،، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری والدہ فوت ہوگئی ہے پس (اس کی روح کے لیے ) کونسا صدقہ افضل ہے،، فرمایا ،، پانی ،، پس حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کنواں کھودا اور فرمایا یہ ام سعد کے لئے ہے ( ام سعد کا کنواں ہے ) یعنی اس کار خیر کا ثواب اُم سعد ( میری والدہ ) کو پہنچے ۔ ( مشکوتہ شریف باب فضل الصدقہ )

بعینہٖ جب ہم یہ کہتے ہیں کہ آج ہمارے ہاں حضور غوث پاک رضی اللہ تعالی عنہ کی گیارھویں شریف کا سلسلہ ہے تو اس کا مفہوم یہی ہے کہ آپ کی خدمت اقدس میں تلاوت قرآن پاک ، نعت خوانی اور شیرینی وغیرہ کا ثواب ہدیتہً پیش کیا جائے گا۔ حاضرین کے لئے دعائے خیر کی جائے گی اور ان کو شیرینی وطعام تقسیم کیا جائے گا۔

3- مشکوۃ شریف باب فی الاضحیہ میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے کہ حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک ایسا مینڈھا لانے کا حکم فرمایا۔ جو سینگوں والا ، سیاہ ٹانگوں والا ، سیاہ سینہ ، پیٹ اور سیاہ

آنکھوں والا۔ جب وہ قربانی کے لئے لایا گیا تو ارشاد فرمایا،، اے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا چھری لاؤ۔ پھر فرمایا،، اس کو پتھر پر تیز کرو۔ پس میں نے چھری کو تیز کیا۔ پھر آپ ﷺ نے مینڈھے کو پکڑا اور لٹا کر ذبح کیا اور فرمایا:

بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنْ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَمِنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ ثُمَّ ضَحّٰی بِهٖ (رواہ مُسلِم)

اللہ کے نام سے ذبح کرتا ہوں۔ اے اللہ تو قبول کر محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی طرف سے۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل کی طرف سے اور محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی امت کی طرف سے پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کو قربانی فرمایا۔ (روایت کیا اس کو مسلم نے)

حدیث مذکورہ سے ثابت ہوا کہ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسلام نے آلِ اطہار اور امت کی طرف سے قربانی فرما کر سب کو شریک ثواب فرما لیا۔ اسی طرح گیارھویں شریف کے لئے جب کوئی مرغا یا بکرا بسم اللہ، اللہُ اکبر کہہ کر ذبح کیا جاتا ہے تو اس کے گوشت سے کھانا تیار کروا کر بعد ایصال ثواب حاضرین مجلس، غربا اور مساکین کو کھلایا جاتا ہے۔ ناظرین خود ہی انصاف کریں اس میں شرک وکفر کی کونسی بات ہے۔

4- اسی باب فی الاضحیہ میں حضرت حنش رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

قَالَ رَاَیْتُ عَلِیًّا یُضَحِّیْ، بِکَبْشَیْنِ فَقُلْتُ لَهٗ مَا هٰذَا فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اَوْصَانِیْ اَنْ اُضَحِّیَ عَنْهُ فَاَنَا اُضَحِّیْ عَنْهُ

(رواہ ابو داود وروی الترمذی نحوہ) فرماتے ہیں۔

میں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو دیکھا کہ وہ دو دنبے قربانی کیا کرتے تھے میں نے ان سے کہا یہ کیا ہے (یعنی قربانی کے لئے ایک دنبہ بھی کافی ہے

آپ دو کیوں کرتے ہیں) انہوں نے فرمایا۔ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے وصیت فرمائی۔ کہ (آپ کے وصال پاک کے بعد) ان کی طرف سے بھی قربانی کیا کروں۔ لٰہذا ایک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے کرتا ہوں ۔ (روایت کیا اس کو ابوداؤد نے اور اسی طرح ترمذی نے) یہ حدیث شریف بھی ایصال ثواب کا بین ثبوت ہے۔

5- مشکوۃ شریف۔ باب صدقۃ المرأۃ من مال الزوج میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے:

اَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ صلى الله عليه وآله وسلم اِنَّ اُمِّي اُفْتُلِتَتْ نَفْسُهَا وَاَظُنُّهَا لَوْ تَكَلَّمَتْ تَصَدَّقَتْ فَهَلْ لَهَا اَجْرٌ اِنْ تَصَدَّقْتُ قَالَ نَعَمْ (متفق عليه)

تحقیق ایک شخص نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کی حضور۔ میری ماں اچانک مرگئی ہے۔اور میرا گمان ہے کہ اگر وہ بولتی تو کچھ للہ دیتی یا اللہ کے واسطے دینے کی وصیت کرتی۔ اگر میں اس کی طرف سے صدقہ دوں تو کیا اس کو اس کا ثواب ملے گا۔ فرمایا ہاں) (نقل کیا اس کو مسلم اور بخاری نے) اس حدیث پاک سے بھی ایصال ثواب کی تصدیق ہوتی ہے۔

6- مشکوۃ شریف۔ کتاب الفتن، باب الملاحم فصل دوم میں ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کسی سے فرمایا:

مَنْ يَّضْمَنُ لِي مِنْكُمْ اَنْ يُّصَلِّيَ لِي فِيْ مَسْجِدِ الْعَشَّارِ رَكْعَتَيْنِ اَوْ اَرْبَعًا وَيَقُوْلُ هٰذِهٖ لِاَبِيْ هُرَيْرَةَ.

ترجمہ: تم میں سے کون ہے جو میرے واسطے ذمہ لے اور اس بات کا متکفل ہو کہ میرے واسطے یعنی میری نیت سے دو یا چار رکعت نماز مسجد عشاء میں

پڑھے اور کہے یہ نماز یعنی اس کا ثواب ابوہریرہ کے لئے ہے۔

7- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا۔

اِنَّا نَتَصَدَّقُ عَنْ مَوْتَانَا وَنَحُجُّ عَنْهُمْ وَنَدْعُوْا لَهُمْ فَهَلْ يَصِلُ ذَالِكَ اِلَيْهِمْ فَقَالَ نَعَمْ اِنَّهُ يَصِلُ اِلَيْهِمْ يَفْرَحُوْنَ بِهٖ كَمَا يَفْرَحُ اَحَدُكُمْ بِالطَّبَقِ اِذَا اُهْدِيَ اِلَيْهِ (رواہ ابوحفص اسبکری الشامی)

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم اپنے موتیٰ کی طرف سے صدقہ دیتے ہیں، حج کرتے ہیں اور ان کے لیے دعا کرتے ہیں۔ کیا اس کا ثواب ان کو پہنچتا ہے؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

ہاں! بیشک ان کو ثواب پہنچتا ہے اور وہ اس سے اس طرح خوش ہوتے ہیں جس طرح تم میں سے کسی کو طشت ہدیہ پیش کیا جائے تو وہ خوش ہوتا ہے۔

8- ملا علی قاری علیہ رحمتہ الباری اپنی کتاب اوزجندی میں فرماتے ہیں:۔

قَالَ كَانَ يَوْمُ الثَّالِثْ عَنْ وَفَاتِ اِبْرَاهِيْم بِنْ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم جَاءَ اَبُوْذَرٍ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم ومعه تمرة ياسبة ولبن النَّاقَةِ وَخبزُ الشعير وَضَعَهَا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم فَقَرَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم عَلَيْهَا الفاتحه مَرَّةً وسورَةِ الاخلاص ثَلَاثَ مَرَّةٍ وَقَرَأَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ اَنْتَ لَهَا اَهْلٌ وَ هُوَ لَهَا اَهْلٌ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ وَمَسَحَ وَجْهَه فَاَمَرَ بِاَبِيْ ذَرٍ اَنْ يُقَسِّمَهَا وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عليه وَآلِهٖ وَسلم ثواب هٰذِهِ الاطعمةِ لابْنِيْ اِبْرَاهِيْمَ انتهٰى

یعنی جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوت ہوئے تین دن ہوئے تو حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خشک کھجور، اونٹنی کا دودھ اور جو کی روٹی لائے اور ان کو حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے رکھ دیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک بار الحمد شریف، تین بار سورۂ اخلاص اور درود شریف پڑھ کر دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے اور چہرہ انور پر پھیرے پھر حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تقسیم کرنے کا حکم دیا اور فرمایا اس کا ثواب میرے بیٹے ابراہیم کو پہنچے۔ بعینہٖ یہی طریقہ اسلام میں مروج ہے۔

(انوار الرحمان ص ۳۶۰)

9- فقہ حنفی کی معتبر و مستند کتاب ہدایہ شریف ( باب الحج عن الغیر ) میں ہے۔

الاصل فی ھٰذا الباب اِنَّ الانسانَ لہ ان یَّجعَلَ ثواب عَمَلِہٖ لِغَیرِہٖ صلوٰۃً اَوصوماً اَوصَدقۃ او غیر ھا عند اھلِ السنۃِ وَالجماعَۃِ لِمارَوی عن النبِیِّ صَلّی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم انّہٗ ضحیٰ بکبشین املحین احدھما عن نفسہٖ وَالاٰخرِ عَن اُمّتہٖ مِمَّن اقرَّبِو حدانیۃِ اللّٰہ تعالیٰ

قاعدہ اس باب میں ہے کہ انسان اپنے عمل۔ روزہ، نماز، صدقہ وغیرہ کا ثواب دوسرے کو بخش سکتا ہے۔ اور یہی مذہب اہل سنت و جماعت کا ہے۔ دلیل یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو مینڈھوں کی قربانی فرمائی ایک اپنی طرف سے اور دوسری کا ثواب اپنی تمام امت مسلمہ کو عطا فرمایا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی احادیث شریفہ اور اقوال فقہا سے ایصال ثواب کا مسئلہ بخوبی واضح ہوگیا۔ تلاوت قرآن پاک، طعام و شیرینی اور دیگر بدنی و مالی عبادات کا ثواب ایک مسلمان دوسرے کو بخش سکتا ہے۔

10- مخالفین کی مزید تسلی کے لیۓ اسی موضوع پر اکابر علماء دیوبند کے پیرومرشد حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کی تحریر پیش کی جاتی ہے۔ تاکہ کسی مانع گیارھویں شریف کے لیے اعتراض اور شبہ کی کوئی گنجائش باقی نہ رہے ''فیصلہ ہفت مسئلہ'' صفحہ 11 میں ارقام فرماتے ہیں۔

''تامل سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ سلف میں تو یہ عادت تھی کہ مثلاً کھانا پکا کر مسکین کو کھلا دیا اور دل سے ایصال ثواب کی نیت کر لی۔ متاخرین میں کسی کو خیال ہُوا کہ جیسے نماز میں نیت ہر چند دل سے کافی ہے۔ مگر موافقت قلب ولسان کے لیۓ عوام کو زبان سے کہنا بھی مستحسن ہے۔ اسی طرح اگر یہاں زبان سے کہہ لیا جائے کہ یا اللہ اس کھانے کا ثواب فلاں شخص کو پہنچ جائے تو بہتر ہے۔ پھر کسی کو خیال ہُوا کہ لفظ اس کا مشارٌ الیہ اگر رو برو موجود ہو تو زیادہ استحضار قلب ہو کھانا روبرو لانے لگے۔ کسی کو یہ خیال ہوا کہ یہ ایک دُعا ہے۔ اس کے ساتھ اگر کچھ کلام الٰہی بھی پڑھا جائے تو مقبولیت دُعا کی بھی امید ہے۔ اور اس کلام کا ثواب بھی پہنچ جاوے گا۔ کہ جمع بین لعبادتین ہے۔

؎ چہ خوش بود کہ بر آید بیک کرشمہ دوکار

قرآن شریف کی بعض سورتیں بھی جو لفظوں میں مختصر اور ثواب میں بہت زیادہ ہیں پڑھی جانے لگیں۔ کسی نے خیال کیا کہ دعا کے لیے رفع یدین (ہاتھ اٹھانا) سنت ہے۔ ہاتھ بھی اٹھانے لگے۔ کسی نے خیال کیا کہ کھانا جو مسکین کو دیا جائے گا۔ اس کے ساتھ پانی دینا بھی مستحسن ہے۔ پانی پلانا بھی بڑا ثواب ہے۔ اس پانی کو بھی کھانے کے ساتھ رکھ لیا۔ پس یہ ہیئتِ کذائیہ حاصل ہوگئی۔

پھر تحریر فرماتے ہیں ''گیارھویں شریف حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی، دسواں بیسواں، چہلم، ششماہی، سالیانہ وغیرہ اور توشہ حضرت شیخ احمد عبدالحق

ردولوی رحمۃ اللہ علیہ اور سرمنی حضرت شاہ بو علی قلندر رحمۃ اللہ علیہ اور حلوائے شبرات اور دیگر طریقِ ایصال ثواب کے اسی قاعدے پر منبی ہیں"

**10-** انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ صفحہ ۱۰۰ مصنفہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی: ختم خواجگان چشت قدس اللہ اسرارھم چند ایک دعائیہ کلمات اور سورۃ الم نشرح اور دس مرتبہ درود شریف پڑھنے کے بعد فرماتے ہیں۔

"ختم تمام کند و بر قدرے شیرینی فاتحہ بنام خواجگانِ چشت عموماً بخواند"

ختم تمام کرے اور تھوڑی سی شیرینی پر عام خواجگانِ چشت کے نام پر فاتحہ پڑھے۔

# میلاد شریف، نذر و نیاز اور بزرگانِ عظام کے اعراس کا ثبوت

## علماء، فقہا اور محدثین کے اقوال و عمل سے

**نوٹ:** نذر و نیاز اور اعراس میں گیارھویں شریف بھی شامل ہے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مدارج النبوّت جلد دوم سرکار دوجہاں سرورِ انس و جاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضاعت کے وصل میں ابولہب اور اس کی لونڈی ثوبیہ (جس کو اس نے حضور علیہ اصلوٰۃ السلام کی ولادت شریف کی خوشخبری سن کر انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے آزاد کر دیا تھا) کا واقعہ بیان فرما کر لکھتے ہیں:-

دوریں جا سند است اہلِ موالید را کہ در شبِ میلادِ آنسر در سرور کنند د بذلِ اموال نمایند یعنی ابولہب کہ کافر بود چوں بسرور میلاد آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بذل شیرِ جاریہ دے بجہت آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جزا دادہ شد تا حال مسلمان کہ ٹلو است بمحبت و سرور د بذل مال در دے چہ باشد۔' اس واقعہ میں میلاد شریف کرنے والوں کے لیے سند ہے جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شب ولادت میں خوشیاں مناتے اور مال خرچ کرتے ہیں۔ یعنی ابولہب جو کہ کافر تھا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت پاک کی خوشی اور لونڈی کے دودھ

پلانے کی وجہ سے ثواب اور انعام دیا گیا تو اس مسلمان کا کیا حال ہوگا جو کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی محبت و مسرت سے بھرا ہوا ہے اور آپ کی ولادت پاک کی خوشی میں مال خرچ کرتا ہے۔

2- شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی کے والد محترم حضرت شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ ہر سال میلاد شریف کیا کرتے تھے۔ (ملاحظہ ہو "درثمین" ص ۸، مصنفہ شاہ ولی اللہ صاحبؒ)

اَخْبَرَنِیْ سَیِّدِیْ الْوَالِدُ قَالَ کُنْتُ اَصْنَعُ فِیْ اَیَّامِ الْمَوْلِدِ طَعَامًا صِلَۃً بِالنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فَلَمْ یَفْتَحْ لِیْ سَنَۃً مِّنَ السِّنِیْنَ شَیْئٌ اَصْنَعُ بِہٖ فَلَمْ اَجِدْ اِلَّا حِمِّصًا مَقْلِیًّا فَقَسَمْتُہٗ بَیْنَ النَّاسِ فَرَاَیْتُہٗ صَلَّی اللّٰہُ علیہ وآلہٖ وسلم وَبَیْنَ یَدَیْہِ ھٰذِہِ الْحِمِّصُ مُتَبَھِّجًا بَشَّاشًا

ترجمہ: شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہیں مجھے میرے والدِ محترم نے بتایا کہ میں میلاد شریف کی خوشی میں آقائے دوجہاں سرورانس و جاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایّام مولود شریف میں کھانا تیار کروایا کرتا تھا۔ ایک سال میرے پاس کچھ نہ تھا کہ کھانا پکواتا۔ مجھے کچھ میسّر نہ آیا مگر بھنے ہوئے چنے۔ میں نے وہی لوگوں میں تقسیم کر دیئے۔ رات کو میں نے سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے وہی چنے رکھے ہوئے ہیں اور آپ ﷺ بہت ہشاش بشاش ہیں۔

شاہ ولی اللہ صاحبؒ کی محولہ بالا عبارت سے چار باتیں ثابت ہوتی ہیں۔

**الف: میلاد شریف کا جواز:** میلاد شریف کو بدعت کہنا سراسر جہالت اور ضلالت ہے۔

ب: تاریخ کا تعین: شاہ صاحب تاریخ معینہ پر ختم شریف دلاتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ اس تاریخ پر جو چیز انہیں میسّر آئی (یعنی بھنے ہوئے چنے) اسی پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام اقدس کی فاتحہ دلا کر لوگوں میں تقسیم کر دیئے۔ اگر تاریخ کا تعین نہ ہوتا تو سال میں کسی دن جب ان کے پاس پلاؤ زردہ پکانے کے لیے رقم جمع ہو جاتی۔ حضور سرور دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یوم میلاد شریف منا سکتے تھے۔

ج: شاہ عبدالرحیم صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے دیکھا کہ وہی چنے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے رکھے ہوئے ہیں اور آپ بہت ہشاش بشاش ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ حیات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاضر وناظر اور اپنی امت کے ہر فرد کے اعمال اور نیت سے واقف ہیں۔

د: آپ اگر شاہ عبدالرحیم صاحب کے اس عمل (یعنی یوم میلاد شریف منانے) کو پسند نہ فرماتے تو کبھی ہشاش بشاش نظر نہ آتے۔ شاہ صاحب کے الفاظ ظاہر کر رہے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بے انتہا محفوظ و مسرور تھے معلوم ہوا کہ آپ کی محبت میں یوم عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منانا اور لوگوں کو کھانا کھلانا یا شیرینی وغیرہ تقسیم کرنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی انتہائی خوشنودی کا موجب ہے۔ اگر شاہ عبدالرحیم صاحب کا یہ طرز عمل ناپسند ہوتا تو بجائے خوش ہونے کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ناراض ہوتے اور فرماتے کہ آئندہ اس فعلِ بدعت کا ارتکاب نہ کرنا۔ ثابت ہوا کہ سلسلہ میلاد شریف حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہت مرغوب ہے اور مجلس میلاد کو بدعت کہنے والے حق پر نہیں ہیں۔

3- میلاد شریف کے متعلق حاجی امداد اللہ صاحب کا عقیدہ:

مخالفین کے پیشوا اور رہنما حاجی امداد اللہ صاحب محدث تھانوی اپنی تحریر "فیصلہ ہفت مسئلہ" مطبوعہ پنجاب پریس لاہور کے صفحہ ۸ ۔ ۹ پر ارقام فرماتے ہیں۔

"رہا یہ اعتقاد کہ مجلس مولد میں حضورؐ پُرنور رونق افروز ہوتے ہیں۔ اس اعتقاد کو کفر و شرک کہنا حد سے بڑھنا ہے۔ کیونکہ یہ امر ممکن ہے۔ عقلاً و نقلاً بلکہ بعض مقامات پر اس کا وقوع بھی ہوا ہے۔ رہا یہ شبہ کہ آپ کو کیسے علم ہوا یا کئی جگہ کیسے ایک وقت میں تشریف فرما ہوئے یہ ضعیف شبہ ہے کہ آپ کے علم و روحانیت کی وسعت جو دلائل نقلیہ و کشفیہ سے ثابت ہے کے اس کے آگے یہ ایک ادنیٰ سی بات ہے۔"

"اور مشرب فقیر کا یہ ہے کہ محفل مولود شریف میں شریک ہوتا ہوں بلکہ ذریعہ برکات سمجھ کر ہر سال منعقد کرتا ہوں۔ اور قیام میں لطف و لذت پاتا ہوں۔"

بقول حافظ شیراز رحمۃ اللہ علیہ:

بمے سجادہ رنگین کن گرت پیرِ مغاں گوید کہ سالک بیخبر نبود زراہ و رسم منزلہا

پہلے زمانہ کے مریدوں کا وہی مسلک و مشرب ہوتا تھا جو ان کے شیخ طریقت کا۔ مگر آج کل کے نااہل مریدوں کی یہ کیفیت ہے کہ حسد و تعصب کی بنا پر جب اہل سنت و جماعت کے خلاف کوئی فتویٰ صادر کرتے ہیں تو وہ اپنے پیر و مرشد کے ارشادات کو بھی فراموش کر دیتے ہیں۔

4- شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی فتاویٰ عزیزی مطبوعہ دہلی ۱۳۴۱ھ

صفحہ ۶۱ میں ارقام فرماتے ہیں۔

''طعامیکہ ثواب آں نیاز حضرت امامین نمائیند براں فاتحہ و قل و درود خواندن تبرک مے شود و خوردن بسیار خوب است''

وہ کھانا جس پر حضرت امامین حسنین شہزادگان کونین علیہا السلام کی نیاز کریں اس پر فاتحہ وقل شریف اور درود پاک پڑھیں وہ کھانا تبرک ہو جاتا ہے۔ اس کا کھانا بہت اچھا ہے۔

5- ہر سال کے بعد معین اور مقرر دن میں بزرگانِ دین کے مزارات پر لوگوں کے اجتماع کے متعلق ایک سوال کے جواب میں حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی مذکور فتاوٰی عزیزی کے صفحہ ۳۸ میں ارقام فرماتے ہیں۔

''بہیتِ اجتماعیہ مردماں کثیر جمع شوندو ختم کلام اللہ کنندو فاتحہ برشیرینی یا طعام نمودہ تقسیم درمیان حاضراں نمائند ایں قسم معمول درزمانہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا وخلفائے راشدین رضی اللہ عنہم نبود۔ اگر کسے ایں طور بکند باک نیست۔ زیرا کہ دریں قسم قبح نیست بلکہ فائدہ احیاد اموات را حاصل میشود''

یعنی اجتماعی صورت میں لوگوں میں یہ طریقہ رائج ہے کہ مزارات اولیاء اللہ پر بکثرت جمع ہوتے ہیں۔ اور ختم کلام اللہ کرتے ہیں۔ اور شرینی یا طعام پر فاتحہ دیکر حاضرین میں تقسیم کر دیتے ہیں۔ یہ دستور العمل جناب رسالتماٰب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خلفائے راشدین رضی اللہ تعالٰی عنہم کے زمانہ اقدس میں نہ تھا۔ اب اگر کوئی اس طریقہ سے یہ سلسلہ کرتا ہے تو کوئی حرج نہیں کیونکہ اس طریق عمل میں کسی قسم کی قباحت نہیں ہے بلکہ اس سے زندوں اور فوتیدگاں دونوں کو فائدہ حاصل ہوتا ہے۔

نوٹ: جملہ اسلامی بلاد میں بزرگان عظام کے اعراس اور گیارھویں شریف (عرس شاہ جیلانی قدس سرہٗ النورانی) اسی طریقہ پر سرانجام دیئے جاتے ہیں جس طرح شاہ صاحب نے تحریر فرمایا ہے۔ سال کے ہر دور کے بعد معین دن (یعنی یوم وصال) ہیں عقیدتمند حضرات صاحبِ عرس کے مزار پر جمع ہو کر تلاوت قرآن مجید، نعت خوانی اور فاتحہ پر شیرینی یا طعام وغیرہ کے بعد حاضرین میں تبرک تقسیم کرتے ہیں۔ یہ نہایت مستحسن عمل ہے اگرچہ متاخرین نے اس کو جاری کیا ہے۔ فرماتے ہیں۔ اس طریق کار میں کسی قسم کا باک نہیں (باک کے معنی ڈر اور خطرہ ہے) "باک نیست" اس لیے فرمایا کہ شاید مانعین اور منکرین کو اس بات کا ڈر اور خطرہ ہو کہ کہیں گیارھویں شریف اور اعراسِ بزرگان دین میں شمولیت کر کے ارتکاب بدعت سے دوزخ کا ایندھن نہ بن جائیں لہٰذا! شاہ صاحب ان کی تشفی اور تسلی کے لیے فرماتے ہیں کہ اس کارِ خیر اور طریق عمل سے ڈرنے کی کوئی وجہ نہیں یہ تو احیا و اموات دونوں کے لیے فائدہ مند ہے۔

6- شاہ ولی اللہ صاحب زبدۃ النصائح ص ۱۳۲ اور شاہ عبدالعزیز صاحب فتاویٰ عزیزی جلد اول صفحہ ۳۹ پر ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:-

اگر مالیدہ و شیر برنج بنا بر فاتحہ بزرگے بقصد ایصال ثواب بروح ایشاں پختہ بخوراند مضائقہ نیست جائز است و طعام نذر اللہ اغنیارا خوردن حرام است...... واگر فاتحہ بنام بزرگے دادہ شو پس اغنیارا ہم خوردن ازاں جائز است۔"

اگر مالیدہ (چورمہ) اور دودھ چاول کسی بزرگ کی فاتحہ کے لیے ان کی روح پر فتوح کو ثواب پہنچانے کی نیت سے پکا کر کھلائیں تو کچھ حرج نہیں جائز ہے۔ طعام نذر اللہ اُمراء کو کھانا حرام ہے (صرف غربا ہی کھا سکتے ہیں) اور اگر

کسی بزرگ کے نام کی فاتحہ دی جائے تو اس نیاز سے مالداروں کو کھانا بھی جائز ہے۔

**نوٹ:** مندرجہ بالا فتویٰ کی رو سے طعام گیارھویں شریف اور نیاز حضرات امامین ہمامین حسنین علیہما السلام و دیگر بزرگان عظام کا فاتحہ دادہ کھانا اغنیاء اور غربا سب کو کھانا درست اور جائز ہے۔ کیونکہ مقربان الہٰ اور محبوبان خدا کی جناب میں امیر و غریب سب یکساں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں وہ روحانی سلطنت عطا فرمائی ہے کہ ان کی بارگاہ میں بادشاہ بھی گدا ہے اور مفلس بھی سائل بے نوا ہے۔

7- شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی اپنی تصنیف ''ہمعات'' ( اردو ترجمہ ص۱۱٦) میں مشائخ صوفیہ کی ارواح اور فنافی المشائخ کی نسبت کے ضمن میں رقمطراز ہیں کہ'' اس سلسلہ میں مشائخ کے عرسوں کا قیام ، ان کی قبور کی پابندی سے زیارت کرنا۔ وہاں جا کر فاتحہ پڑھنا ، ان کی ارواح کے نام سے صدقہ دینا۔ ان کے آثار وتبرکات ان کی اولاد اور ان کے متعلقین کی تعظیم وتکریم میں پورا پورا اہتمام کرنا ، یہ سب امور داخل ہیں۔

## کسی نیک حاجت کے پورا ہونے یا دفعِ مصائب اور کسی مہم کے سر ہونے کے لیے گیارھویں شریف اور بزرگوں کی نذر نیاز یا منت ماننے کا ثبوت. از اقوال اکابرِ دین و مشائخ کاملین رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین

بزرگانِ عظام کی نذر و نیاز یا منت ماننا جمہور اہل سنت و جماعت کے نزدیک جائز ہے اور یہ دستور العمل حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ اقدس سے چلا آرہا ہے۔

1- مشکوٰۃ شریف ۔ باب فی النذر: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ایک عورت نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ میں نے نذر مانی ہے کہ (آپ کے جہاد سے بخیریت آنے کے وقت) آپ کے رو برو دف بجاؤں۔ فرمایا: اَوْفِیْ بِنَذْرِکِ "اپنی نذر کو پورا کرلے"

غور فرمائیے! نذر اور پھر دف بجانے کی نذر۔ اس بی بی نے اللہ کے لیے نہیں بلکہ حضور نبی کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے مانی تھی۔ آپ نے اجازت فرمادی اور آپ کے سامنے اس عورت نے اپنی نذر کو پورا کیا۔ کیا اس سے انبیاء علیہم السلام کی نذر ماننا ثابت نہیں ہوتا۔

2- حضور سلطان الاولیاء والعارفین غوثِ صمدانی، محبوب سبحانی جناب پیرانِ

پیر دستگیر روشنضمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود نذریں قبول فرمایا کرتے تھے۔

بہجۃ الاسرار مطبوعہ مصر صفحہ ۱۰۴۔

وَكان اذا اهديت له هدية يفرق منها علىٰ كُل من حضرهٗ فى ذالكَ الوقت و كان يقبل الهَدِيَةَ ويكافى عليها ويقبل النُذورَ ويأكُلُ مِنها رضى اللّٰه عنه

جب آپ کے پاس کوئی تحفہ آتا تو تمام حاضرین پر اس کو تقسیم کردیتے ہدیہ کو قبول فرماتے اور اس کا عوض دیا کرتے اور نذروں کو قبول کرلیا کرتے۔ اور اس میں سے کھایا بھی کرتے۔ (لفظ نذور ملاحظہ ہو)

تحفۃ القادریہ مصنفہ حضرت شاہ ابو المعالی رحمۃ اللہ علیہ (صفحہ ۵۱) اور بہجۃ الاسرار (مطبوعہ مصر صفحہ ٦٧) میں شیخ ابو عمر و عثمان صریفینی اور شیخ ابو محمد عبدالحق حریمی رحمہما اللہ تعالیٰ سے سیدنا شہنشاہ بغداد جناب پیرانِ پیر دستگیر روشنضمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک مشہور کرامت بالتفصیل نقل کی گئی ہے کہ قافلہ کو ڈاکوؤں نے لوٹ لیا۔ انہوں نے غائبانہ روحانی امداد کے لیے سرکار کو پکارا اور آپ کی نذر مانی آپ کی امداد سے لوٹا ہوا مال ڈاکوؤں نے ان کو واپس کردیا اور وہ نذر لے کر حاضرِ خدمت ہوئے۔ اصل عربی عبارت ملاحظہ ہو۔

ثُمَّ بعْدَ ثَلاثة وعشرين يومًا قَدمت قافلة من بِلادِ العَجَم وَقالتْ اِنَّ مَعَنا للشيخ نذرًا فاَستَاذَ ناهُ فقال خُذُوهُ مِنهُم فَاعطونا مَناةً مِنْ حَرِيرٍ وَ ثياب مِنْ خَزٍّ وَ ذَهبًا وقبقاب الشيخ الّذى رمى بهٖ فى ذَالِكَ اليوم.

پھر تئیس دن کے بعد بلادِ عجم سے ایک قافلہ آیا۔ اس نے کہا ہمارے پاس شیخ (یعنی جناب غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی نذر ہے۔ ہم نے آپ سے اذن

طلب کیا۔ آپ نے فرمایا ''ان سے نذر لے لو''۔ انہوں نے ہمیں ایک من ریشم اور ریشمی کپڑے اور کچھ سونا اور آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کھڑاویں دیں۔ جو آپ نے اس دن پھینکی تھیں۔ اہلِ قافلہ نے سارا ماجرا بیان کیا کہ جس وقت ڈاکو ہمارا مال تقسیم کر رہے تھے۔ ہم نے آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یاد کیا۔

وَنَذَرنا لہٗ شیئاً مِنْ اَمْوَالِنَا اِنْ سلمنا

اور ہم نے اپنے مال سے آپ کی نذر مانی کہ اگر ہم بچ گئے تو ادا کریں گے۔

اگر بقول مخالفین بزرگوں کی نذر ماننا حرام ہوتا تو آپ ان سے فرماتے کہ تم نے ارتکاب جرم کیا ہے ہم تمہاری نذر قبول نہیں کرتے۔ اس کے برعکس آپ نے اجازت فرمائی کہ ان سے نذر وصول کر لو۔ اور پھر نذر بھی مشتمل بر ریشم، ریشمی کپڑے اور سونا، بزرگانِ دین کی نذر و نیاز کو حرام کہنے والو خدارا انصاف کرو۔ اور

مَنْ عادیٰ لِیْ وَلِیًّا فقد اٰذَنْتُہٗ بِالْحَرَبِ

کا مصداق نہ بنو۔

3- شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی جنہیں مخالفین بھی اپنا پیشوا اور رہنمائے دین مانتے ہیں۔ اپنے والد ماجد حضرت عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق انفاس العارفین صفحہ ۵۳ میں تحریر فرماتے ہیں:-

''حضرت ایشاں میفرمودند فرہاد بیگ را مشکلے پیش آمد نذر کرد بار خدایا اگر ایں مشکل بسر آمد ایںقدر مبلغ حضرت ایشاں ہدیہ برم آن مشکل مندفع شد و آں نذر از خاطر او رفت بعد چندے اسپِ او بیمار شدو نزدیک ہلاک رسید بر سبب ایں امر مشرف شدم بدست یکے از ملازماں گفتہ فرستادم کہ ایں بیماری بسبب عدم وفا نذر است اگر اسپ

خود را میخواہی نذرے را کہ در فلاں محل التزام نمود بفرست دے نادم شدہ آں نذر فرستاد۔ ہماں ساعت اسپ او شفایافت۔"

ترجمہ: والد محترم فرمایا کرتے تھے کہ فرہاد بیگ کو ایک مشکل پیش آئی اس نے نذر مانی اے خدائے بزرگ! اگر یہ مشکل حل ہو جائے تو اسقدر رقم حضرت شاہ صاحب (یعنی شاہ عبدالرحیم صاحب) کی نذر کروں گا۔ وہ مشکل جاتی رہی اور وہ نذر پوری کرنا بھول گیا۔ کچھ عرصہ کے بعد اس کا گھوڑا بیمار ہوگیا اور ہلاکت کے قریب پہنچ گیا۔ میں نے حقیقت حال سے اطلاع پاکر اپنے ایک خادم کے ہاتھ اس کو کہلا بھیجا کہ اس بیماری کی وجہ یہ ہے کہ تم نے نذر ادا نہیں کی۔ اگر اپنے گھوڑے کی خیر چاہتا ہے تو فلاں موقعہ پر جو نذر مانی تھی اس کو بھیج دے وہ نادم ہوا اور نذر بھیج دی۔ اسی وقت اس کا گھوڑا شفایاب ہوگیا۔"

نوٹ: اس واقعہ سے تین باتوں کا ثبوت ملاتا ہے۔

(۱) بزرگوں کی نذر ماننا جائز ہے۔ بلکہ فرہاد بیگ نے اللہ تعالیٰ کو مخاطب کر کے اس معاملہ میں اپنا شاہد بنا لیا۔ اگر اللہ کی نذر مانی ہوتی تو اس کا معاملہ خالق تعالیٰ کے ساتھ تھا۔ شاہ صاحب کو کیا ضرورت پڑی تھی کہ اپنے لئے نذر طلب کرتے۔ درحقیقت یہ نذر ایک بزرک (یعنی شاہ صاحب) کی تھی۔ جب آپ نے وصول کرلی تو گھوڑا معاً تندرست ہوگیا۔ بعینہٖ لوگ حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نذر مانتے ہیں۔

(۲) اولیاء کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے علم لدنی عطا ہوتا ہے جس کے ذریعے وہ امور غیبیہ پر مطلع ہو جاتے ہیں۔ اسی لئے شاہ عبدالرحیم صاحب نے قریب المرگ گھوڑے کی بیماری کا سبب معلوم کرلیا۔ جس کو تجربہ کار سلوتری اور ارباب عقول سمجھنے سے قاصر تھے۔

(۳) کرامات اولیاء اللہ برحق ہیں۔ گھوڑے کا یک لخت شفایاب ہو جانا شاہ صاحب کی کرامت نہ تھی تو کیا تھا۔

4- اسی انفاس العارفین میں شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہیں۔

''حضرت ایشاں در قصبۂ ڈانسہ بزیارت مخدوم اللہ دیا رفتہ بودند شب ہنگام بود۔ دراں فرمودند کہ مخدوم ضیافتِ مالے کنند مے گویند کہ چیزے خوردہ روید توقف کردند تا آنکہ اثر مردم منقطع شدد ملال بریاراں غالب آمد۔ آنگاہ زنے بیامد طبق برنج و شیرینی برسر وگفت کہ نذر کردہ بودم کہ زوج من بیاید، ہماں ساعت ایں طعام پختہ بہ نشینندگانِ درگاہِ مخدوم اللہ دیار سانم۔ دریں وقت آمد۔ ایفائے نذر وکردم وآرزو کردم کہ کسے آنجاباشد تا تناول کند''

ترجمہ: ایک دفعہ والد محترم (حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب) مخدوم اللہ دیا رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے لیے قصبہ ڈانسہ میں تشریف لے گئے۔ رات کا وقت تھا۔ والد ماجد نے فرمایا کہ ''حضرت مخدوم رحمۃ اللہ علیہ ہماری مہمانی کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ کچھ کھا کر روانہ ہو جانا۔'' سب ٹھہر گئے حتی کہ لوگوں کا آنا جانا منقطع ہو گیا اور انتظار طویل کے باعث یاران طریقت تنگ آ گئے۔ عین اس وقت ایک عورت سر پر چاولوں اور شیرینی کا طشت اٹھائے ہوئے آئی اور کہنے لگی۔ ''میں نے نذر مانی تھی کہ جس گھڑی میرا خاوند آئے گا۔ اسی ساعت کھانا پکا کر مخدوم اللہ دیا رحمۃ اللہ علیہ کی درگاہ نشینوں کو کھلاؤں گی۔'' اس وقت میرا خاوند آیا۔ میں نے اپنی نذر پوری کر دی (یعنی کھانا تیار کر دیا) اور آرزو کی کاش اس وقت کوئی وہاں موجود ہو جو اس کھانے کو کھالے۔

# معترضین اور مانعین گیارھویں شریف کے چند اعتراضات اور ان کے جوابات

**اعتراض نمبر 1۔** مان لیا کہ گیارھویں شریف کے سلسلہ میں تلاوت قرآن مجید، ذکر کلمہ شریف اور طعام و شیرینی کا ثواب بزرگانِ دین کی ارواح کو بخشنا جائز ہے۔ مگر ختم شریف غوثیہ جو عموماً مجالس یازدہم شریف میں پڑھا جاتا ہے۔ اس کا ذکر احناف کی کسی کتاب میں نہیں۔ نیز وظیفہ یا حضرت سلطان شیخ سید عبدالقادر شیئاً للہ و دیگر کلمات استمدادیہ ( مثلاً یا حضرت غوث اغثنا باذن اللہ) وغیرہ جو اس میں پڑھے جاتے ہیں۔ مبنی بر شرک ہیں۔

**جواب:** ختم شریف غوثیہ عرب و عجم کے تمام اسلامی بلاد میں پڑھا جاتا ہے۔ ہاں کلمات میں قدرے تفاوت ہے۔ کسی میں استمدادیہ کلمات زیادہ ہیں اور کسی میں کم۔ ہمیں غیروں سے سروکار نہیں۔ افسوس ہے تو ان لوگوں پر جو حنفیت کے دعویدار بن کر اور اپنے ناموں کے ساتھ قادری، چشتی، نقشبندی وغیرہ کے ٹائیٹل لگا کر عوام اہل سنت و جماعت کو دھوکا دیتے ہیں۔ پھر تعصب اور ضد کی بنا پر نہ صرف ختم غوثیہ کا انکار کرتے ہیں بلکہ اپنے پیشوا محدث شاہ ولی اللہ صاحب کے قول سے بھی انحراف کرتے ہیں۔

ختم شریف غوثیہ کا ثبوت۔

1- ملاحظہ ہو۔

الفیوضات الربانیہ فی المآثرِ وَالاَ ورادِ القادریّۃِ من تصنیف لطیف الحضرت السیّد الحاج اسماعیل بن السیّد محمد سعید القادری. مطبوعہ مصر صفحہ ۷۰

(و ھذا ختم القادری) وَوَقتُ قِرَاءَتِہٖ مَابَینَ العِشَاءَینِ مَرَّۃً وَّاحِدَۃً علٰی سَبِیلِ الوِردِ مِن غَیرِ انقِطَاعٍ ولِکُلِّ مھمٍ ظَاھِراً وَّبَاطِناً وَقتَ حُدُوثِ المُھِمِّ کُلَّ لَیلَۃٍ مَرَّۃً وَّاحِدَۃً اِلٰی اَن یَّقضی ذَالِکَ المُھِمّ اَویَزُولَ ذَالِکَ الغَمّ وَوقتہ ایضًا بین العِشَاءَینِ وَھُوَ

اور یہ ہے ختم قادری یعنی ختم غوثیہ عالیہ، بطور ورد وظیفہ ہر شب بلاناغہ ایک بار ختم ہذا پڑھنے کا وقت بین العشائین ہے (یعنی غروبِ آفتاب سے طلوعِ آفتاب تک) اور ہر ظاہری و باطنی مہم کے لیے (جس وقت وہ مہم یا مصیبت آئے) ہر رات ایک بار ختم غوثیہ پڑھا جائے حتّٰی کہ وہ مہم سر ہو جائے یا وہ غم واندوہ جاتا رہے۔ اس کا وقت بھی بین العشائین ہے۔ ختم غوثیہ عالیہ درج ذیل ہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِہٖ و صَحبِہٖ وَسَلِّم (111 مرتبہ)

سُبحَانَ اللّٰہِ وَالحَمدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکبَرُ (یعنی کلمہ تمجید 111 مرتبہ)

شیئاًللّٰہ یَا حَضرَۃً سُلطَانِ شَیخ سَیِّدِ عَبدُالقَادِرِ الجیلانی (111 مرتبہ)

سُورَۃ یٰس شریف مَرَّۃً وَّاحِدَۃً (ایک بار) سُورَۃ اَلَم نَشرَح (141 مرتبہ)

یَا باقِیُ انتَ البَاقِیُ (111 مرتبہ) یَاغَوثُ اَغِثنِی بِاِذنِ اللّٰہ (111 مرتبہ)

یا حَضرَۃً مُحیِّ الدِّینِ مُشکلکشَا بِالخَیرِ (111 مرتبہ)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِہٖ وَصَحبِہٖ وَسَلِّم (111 مرتبہ)

2- شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی حاجات روائی کے لیے مندرجہ ذیل ختم شریف قادریہ تحریر فرماتے ہیں۔ (ماخوذ از ''فضائل رسول اللہ فی جواز ندائے یا رسول اللہ ﷺ ص ۸۵ نیز ''حیات الموت فی بیان سماع الاموات'' ص ۱۰۹)

اول دو رکعت نفل بعد ازاں یکصد ویازدہ بار درود شریف و بعد ازاں یکصد و یازدہ بار کلمہ تمجید و یکصد و یازدہ بار شیئاً للہ یا شیخ عبدالقادر جیلانی یعنی پہلے دو رکعت نماز نفل گذارے پھر ایک سو گیارہ بار درود شریف پڑھے۔ اس کے بعد ایک سو گیارہ بار تمجید اور پھر ایک سو گیارہ بار یا شیخ عبدالقادر شیئاً للہ پڑھے۔

نوٹ: اگر شیئاً للہ کا پڑھنا شرک ہوتا تو شاہ صاحب جو اعلیٰ درجہ کے محدث اور متجر عالم ہوئے ہیں کبھی بھی اس کے پڑھنے کے لیے ارشاد نہ فرماتے اور نہ ہی وہ اس کے پڑھنے کی اجازت اپنے والد ماجد شاہ عبدالرحیم صاحب سے حاصل کرتے۔

وظیفہ [1] ''شیئاً للہ'' کے متعلق دورِ حاضرہ کے جن علماء نے یہ فتویٰ دیا ہے کہ احناف کی کتابوں مثلاً درمختار وغیرہ میں اس کی تکفیر موجود ہے۔ وہ غلطی پر ہیں۔ ان کو بزرگانِ دین بالعموم اور خصوصاً جناب پیرانِ پیر دستگیر روشن‌ضمیر حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ دور کی روحانی نسبت نہیں اگرچہ وہ اپنے تئیں حنفی، قادری، نقشبندی وغیرہ ظاہر کرتے ہیں۔ درمختار کے دو الفاظ (قِیل بِکُفرِہٖ) کا حوالہ پیش کر کے اور پھر اس کی واضح طور پر تشریح نہ کرتے ہوئے سیدھے سادھے صحیح العقیدہ سنی مسلمانوں کو پریشان کرنے اور ان کے عقائد بگاڑنے کی ناکام کوشش کی ہے۔ اور بعض نے تو بغیر کسی دلیل اور حوالہ

---

1- وظائف شیئاً للہ۔ امداد کن امداد کن، از رنج و غم آزاد کن۔ یا غوثِ اعظم دستگیر، یا حضرت غوث اغثنا باذن اللہ وغیرہ کے جواز میں ہمارا رسالہ۔ ''فتاویٰ جواز'' مطالعہ کریں۔

کے یوں لکھ دیا ہے کہ اگر کوئی شخص بلا سوچ سمجھے وظیفہ یا حضرت سلطان شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ پڑھے تو اس سے توبہ کرائی جائے اور تجدید نکاح کرائی جائے (یعنی اس کا نکاح دوبارہ پڑھایا جائے) مفتی صاحب نے بھی یہ فتویٰ بغیر سوچ سمجھے لکھ دیا ہے۔ حالانکہ ہزارہا اولیاء اللہ کا یہ ورد رہا ہے اور تا قیامت رہے گا۔ ایسی عبارت لکھنا سراسر بے ادبی ہے۔ علاوہ ازیں وظیفہ مذکور پڑھنے والوں میں سے کوئی بے وقوف سے بے وقوف انسان بھی ''شیئاً للہ'' کے معنی یہ نہیں سمجھتا کہ اللہ تعالیٰ کے استعمال کے لیے کسی چیز کی ضرورت ہے، یا خداوند تعالیٰ کسی شے کا محتاج ہے۔ مفتی صاحب کی اپنی نیت اور عقیدہ صحیح ہوتے تو عقیدتمندوں پر ان کلمات کا صحیح مفہوم اور معنی واضح کر دیتے نہ کہ یوں کہتے کہ اگر کوئی شخص بغیر سوچ سمجھے وظیفہ ہذا پڑھے گا اس کا نکاح فسخ ہو جائے گا۔ (نعوذ باللہ منہا)۔ کوئی شخص محض اپنے نام کے ساتھ ٹائیٹل لگانے سے قادری نہیں ہو سکتا اگر اس کو سیدنا و مرشدنا حضرت غوث الثقلین شیخ سید عبدالقادر الجیلانی قدس سرہٗ النورانی کی ذات اقدس کے ساتھ دلی ارادت و عقیدت نہیں۔ مرید صادق الیقین جو ہر وقت اپنے شیخ کامل کے سامنے دامن امید پھیلائے ہوئے شیئاً للہ کا وظیفہ پڑھ رہا ہے اس کے لیے زبان یا قلم سے یہ الفاظ نکالنا کہ ''جو شخص یا حضرت سلطان شیخ سید عبدالقادر جیلانی شیئاً اللہ کا وظیفہ بغیر سوچ سمجھے پڑھے گا اس کا نکاح فسخ ہو جائے گا۔'' سوء ادبی ہے۔

مولانا غلام قادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھیروی قادری سابق خطیب بیگم شاہی مسجد لاہور (جو نہایت راسخ العقیدہ سنی حنفی عالم گذرے ہیں) اسلام کی چھٹی کتاب (سلسلہ قادری) کے صفحہ ۴۳ پر تحریر فرماتے ہیں۔ ''اور یہ جو کتاب در مختار میں لکھا ہے کہ بعض علماء نے شیئاً للہ کو کفر بتایا ہے۔ سو وجہ اس کی شامی نے اس

طرح بیان فرمائی ہے کہ انہوں نے شیئاً لِلّٰہ کے معنی یہ سمجھے ہیں کہ خدا کو شے کی حاجت ہے، (یعنی لِلّٰہ کے معنی اللہ کے استعمال کے لیے) پس یہ لفظ بولنا کفر ہے۔ شامی نے خود جواب دیا کہ یہ معنی مراد نہیں ہوتے۔ بلکہ یہ معنی مراد ہیں کہ واسطے اکرام اللہ۔ جب یہ معنی مراد ہوں تو شیئاً لِلّٰہ کہنا مستحب ہے۔ ظاہر ہے کہ کوئی شخص کسی سے کوئی چیز مانگتا ہے تو لِلّٰہ کہہ کر مانگتا ہے۔ سب کی مراد یہی ہوتی ہے کہ واسطے رضامندی اور اکرام اللہ کے یہ چیز دو اور نہ یہ معنی کہ اللہ تعالیٰ کو حاجت ہے۔ معاذ اللہ! کفار بھی اس لفظ سے یہ معنی نہیں سمجھتے سوائے اس شبہ کے اور کوئی وجہ ممانعت کی نہیں۔ اور یہ شبہ بھی مبنی برخیال فاسد ہے اور دور سے دیکھنا اور سننا اصحاب کبار رضی اللہ تعالیٰ عنہم منبر پر خطبہ پڑھتے ہوئے پکارے:

یاساریۃ بنُ زنَیمُ الجبل اے ساریہ بن زنیم پہاڑ کی آڑ میں آؤ

خدا کے بندو! عقل سے کام لو! اگر کوئی سائل تم سے سوال کرے کہ ”لِلّٰہ مجھے دو آنے دیجئے۔“ کیا درّ مختار کا حوالہ دے کر آپ کے مفتی صاحب اس پر کفر کا فتویٰ لگا دیں گے کیونکہ اس نے بغیر سوچ سمجھے ”لِلّٰہ“ کہہ دیا ہے۔ اور کیا ”لِلّٰہ“ سے یہی مراد لوگے کہ ”اللہ تعالیٰ کو دو آنے کی ضرورت ہے۔“

بریں و دانش بباید گریست

**تصرفات بزرگانِ عظام:** شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ زبدہ الآثار میں اور شیخ نور الدّین رحمۃ اللہ علیہ بہجتہ الاسرار میں ارقام فرماتے ہیں کہ سلطان الاولیاء و العارفین شیخ سید عبدالقادر الجیلانی قدس سرہٗ النّورانی اور تین دیگر اکابرین رحمہم اللہ تعالیٰ یَتَصَرَّفُوْنَ فِیْ قُبُوْرِہِم کَتَصَرُّفِ الْاَحْیَاءِ اپنی قبروں میں زندوں کی طرح تصرّف کرتے ہیں۔

شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی بھی اپنے رسالہ ”ھمعات“ میں تحریر

فرماتے ہیں۔ '' حضرت شیخ محی الدّین عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ در قبر خود مثل احیاء تصرف مے کنند'' یعنی جناب پیرانِ پیر دستگیر روشن ضمیر حضرت شیخ سید محی الدّین قدس سرہٗ النّورانی اپنے مزارِ مقدس میں زندوں کی طرح تصرف فرماتے ہیں۔ (جس طرح ظاہری حیات میں آپ سے لاتعداد کشف و کرامات اور خوارق عادات ظہور میں آئے اسی طرح اب بھی آپ کے تصرّفات اور احکام جاری ہیں اور اپنے مریدوں کی ہروقت امداد فرماتے اور معتقدین کی آرزوئیں برلاتے ہیں)۔

استمداد و امداد از اولیاء اللہ: ( درحین حیات و بعد از وصال ) بالکل جائز ہے۔ تفصیل کے لیے ہمارا رسالہ '' استمداد از عباد الرحمان'' مطالعہ فرمایئے۔ جس میں آیاتِ قرآنیہ، احادیثِ شریفہ اور بزرگانِ عظام کے اقوال سے استمداد کا مکمل اور مدلل ثبوت پیش کیا گیا ہے۔

ذیل میں مختصراً دو ایسے مستند، معتبر اور مشہور و معروف علماء کا منظوم کلام دیا جاتا ہے۔ جن کے مریدین اور معتقدین ہمیشہ اسی قسم کے استمدادیہ کلمات کی بنا پر اہل سنت و جماعت کے خلاف کفروشرک کے فتوے صادر کیا کرتے ہیں۔ ان ہر دو اکابر کے کلام کا مطالعہ بنظرِ انصاف فرما کر قارئین کرام مسئلہ'' استمداد و امداد از محبوبانِ خدا'' کا فیصلہ خود ہی کرلیں۔ وھو ہذا۔

ا۔ اکابر دیوبندیوں کے پیرومرشد حاجی امداد اللہ صاحب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاضر وناظر جان کر آپ سے استمداد کر رہے ہیں۔ ان کے مشہور نعتیہ کلام کے چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

ذرا چہرے سے پردہ اٹھاؤ یارسول اللہؐ | مجھے دیدار تم اپنا کراؤ یا رسول اللہؐ
پھنسا ہوں بے طرح گرداب غم میں ناخدا ہوکر | میری کشتی کنارے پر لگاؤ یا رسول اللہؐ
شفیعِ عاصیاں ہو تم وسیلہ بے کساں ہو تم | تمہیں چھوڑ اب کہاں جاؤں بتاؤ یا رسول اللہؐ

جہاز امت کا حق نے کر دیا ہے آپکے ہاتھوں　　بس اب چاہو ڈباؤ یا تراؤ یا رسول اللہ
پھنسا کر اپنے دامِ عشق میں امداد عاجز کو　　بس اب قیدِ دو عالم سے چھڑاؤ یا رسول اللہ

حاجی امداد اللہ صاحب اپنے پیر و مرشد کی خدمت میں غائبانہ عرض کر رہے ہیں:

اے شہِ نور محمد وقت ہے امداد کا　　آسرا دنیا میں ہے از بس تمہاری ذات کا
تم مددگارِ مدد امداد کو پھر خوف کیا

(شمائم امدادیہ)

۲۔ مدرسہ دیوبند کے بانی جناب مولوی محمد قاسم صاحب اپنی مشہور کتاب قصائدِ قاسمی میں تحریر فرماتے ہیں۔

اگر جواب دیا بے کسوں کو تو نے بھی　　تو کوئی اتنا نہیں جو کرے کچھ استفسار
بہت دنوں سے تمنا ہے کروں عرضِ حال　　اگر ہو اپنا کسی طرح ترے در تک بار
مدد کر اے کرم احمدی کہ ترے سوا　　نہیں ہے قاسم بے کس کا کوئی حامی کار

نوٹ: شریعت میں دو معتبر گواہوں کی شہادت کافی وافی ہوا کرتی ہے جب حاجی امداد اللہ صاحب اور مولوی محمد قاسم نانوتوی صاحب جیسے بے نظیر اور معتبر گواہ استمداد کے جواز میں اپنا کلام بطور نمونہ اور شہادت پیش کریں تو ان ہر دو حضرات کے معتقدین اور مریدین کا فرض منصبی ہے کہ اپنے رہنمایان دین کی تقلید کریں اور وظیفہ "امداد کن امداد کن از رنج و غم آزاد کن یا غوث اعظم دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ" کو جائز قرار دیں یا اپنے پیشواؤں پر مندرجہ بالا استمدادیہ اشعار کی بنا پر وہی شرک و بدعت کا فتویٰ چسپاں کریں جو سیدنا و مولٰنا سلطان الاولیاء و العارفین حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عقیدت مندوں اور گیارھویں شریف کرنے والوں پر لگانے کے عادی ہیں۔ انہیں چاہیئے دو کشتی میں پاؤں نہ رکھیں۔ دو روئی مسلمان کا شیوہ نہیں۔

دو رنگی چھوڑ دے یکرنگ ہو جا
سراسر موم ہو یا سنگ ہو جا

اعتراض نمبر 2- ہر سال کے بعد 11 ربیع الثانی سید نا حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یوم وصال کے دن میں کیوں عرس کرتے ہو۔ کیا ہر وقت نہیں کر سکتے؟

جواب نمبر 2- گیارھویں شریف جب چاہیں کر سکتے ہیں۔ ہر مہینہ میں کر سکتے ہیں۔ ہر دن میں کر سکتے ہیں۔ لیکن یوم وصال کو کچھ خصوصیت حاصل ہے جس خصوصیت کا لحاظ شہنشاہِ دو عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود فرمایا ہے۔

(الف) شامی جلد اول باب زیارت القبور میں ابن ابی شیبہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر سال جنگِ احد کے شہداء کی قبور پر تشریف لے جایا کرتے تھے۔

روی عن ابی شیبہ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کَانَ یَاتِی قُبُوْرَ الشُّھَدَاءِ باحدٍ عَلٰی رَاْسِ کُلِّ حَوْلٍ

(ب) تفسیر کبیر میں حضرت امام فخر الدین رازی رحمتہ اللہ علیہ نے نقل فرمایا ہے۔

عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم اِنَّہٗ کَانَ یَاتِیْ قُبُوْرَ الشُّھَدَاء رَاْسِ کُلِّ حَوْلٍ فَیَقُوْلُ السَّلَامُ عَلَیْکُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَی الدَّارِ وَالْخُلَفَاءُ الْاَرْبَعَۃَ ھکذا یَفْعَلُوْنَ

حضور شہنشاہ دو جہاں سرورِ انس و جان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یوم شہادت کے حساب سے قبور شہدا پر تشریف لے جاتے اور فرماتے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ فَنِعْمَ عُقْبَی الدَّارِ (سلامتی ہو تم پر تمہارے صبر کا بدلہ تو پچھلا گھر کیا ہی خوب ملا) اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال پاک کے بعد چہار یار کبار رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا بھی یہی معمول رہا۔ معلوم ہو کہ یوم وصال میں کوئی خصوصیت ضرور ہے۔

(ج) اسی مضمون کی حدیث محدث ابن جریر رحمتہ اللہ علیہ نے محمد ابن ابراہیم سے اور

تفسیر در منشور میں علامہ جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت فرمائی ہے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ بعض متاخرین مشائخ مغرب سے نقل فرماتے ہیں کہ یوم وصال اولیاء اللہ میں ان کی ارواح کو ایصال ثواب کرنے سے بہ نسبت دوسرے دنوں کے زیادہ اور وافر خیرو برکت کرامت اورنورانیت حاصل ہوتی ہے۔ (دیکھئے صفحہ ۴۶ رسالہ ہذا)

مندرجہ بالا حوالہ جات سے واضح ہوگیا کہ یوم وصال میں کسی اللہ کے مقرب بندے کا عرس کرنا باعث مزید فیوض و برکات ہے لہذا جناب پیر پیران حضرت میراں شہنشاہِ ولایت قدس سرہٗ العزیز کا عرس مبارک یعنی گیارہویں شریف کا سلسلہ بھی اسی بنا پر ربیع الثانی کی گیارہ تاریخ کو کیا جاتا ہے جو آپ کے وصال شریف کا دن ہے۔

**اعتراض نمبر 3-** کیا قرآن[1] پاک، حدیث شریف اور اقوالِ حضرت امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ سے گیارھویں شریف کا ثبوت ملتا ہے؟

**جواب نمبر 3-** یہ ایک بے معنی اور بے ربط اعتراض ہے۔ اس رسالہ میں ہم دو چار بار تحریر کر چکے ہیں کہ گیارھویں شریف سیدنا حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عرس ہے (خواہ سال کے بعد یا ہر ماہ کریں) ہر بزرگ کے عرس کا دن عموماً اس کا یوم وصال ہوا کرتا ہے۔ چنانچہ حضور کا یومِ وصال ۱۱ ربیع الثانی ۵۶۱ھ ہے۔ لہذا یہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ گیارھویں شریف کا ثبوت قرآن مجید، حدیث شریف یا اقوال حضرت امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ سے پیش کیا

---

1- کیا منکرین اور مانعین اعراس قرآن پاک، حدیث شریف اور اقوال حضرت امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ سے گیارھویں شریف کی ممانعت کا ثبوت بدیں الفاظ پیش کر سکتے ہیں کہ جناب غوث پاک رضی اللہ عنہ کی ”گیارھویں شریف ناجائز اور ممنوع ہے“

جائے۔ جن کا سن وفات ۱۵۰ ہجری ہے۔ قریبی زمانہ یعنی ۶۱ھ کے حادثہ کربلائے معلیٰ کی تفصیل جبکہ کلام پاک میں نہیں پائی جاتی تو ۵۶۱ ہجری یا اس کے بعد کے واقعات کا ثبوت قرآن مجید سے طلب کرنا محض جہالت اور حماقت ہے۔ ہمارے ہاں سلطان الہند غریب نواز حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمتہ اللہ علیہ کی چھٹی منائی جاتی ہے اور آپ سیدنا حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمعصر ہیں۔ کیا آپ کی چھٹی شریف کا ثبوت کلام الٰہی، حدیث پاک اور قول امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ سے طلب کریں گے۔

حضرت داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ کا سن وفات ۴۶۵ھ ہے۔ حکومت پاکستان (یعنی محکمہ اوقاف) کے زیر اہتمام ان کا سالانہ عرس ہر سال ماہ صفر کی ۲۰ - ۱۹ تواریخ کو نہایت تزک و احتشام سے منایا جاتا ہے۔ اور ہر ماہ انہیں تاریخوں پر ان کا ماہانہ ختم شریف بھی دلایا جاتا ہے۔ ہم معترضین سے استفسار کرتے ہیں کہ جب عرس مذکورہ کا ثبوت نہ قرآن پاک، نہ حدیث شریف اور نہ ہی حضرت امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کے قول سے ملتا ہے تو اس کے متعلق فتویٰ صادر کرنے والے کیوں ہچکچاتے ہیں۔ اگر وہ فی الحقیقت راست گو ہیں اور یہ مسلمہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ گیارہویں شریف، اور بزرگانِ عظام کے اعراس رچانے والے بدعتی اور مشرک ہیں تو انہیں ہر جگہ ایک ہی اصول اور فارمولا کا اطلاق کرنا چاہیے۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ مانعین گیارہویں شریف حق پر نہیں ہیں اور محض ذاتی تعصب اور ضد کی بنا پر مسلمانوں میں تفرقہ اندازی کر رہے ہیں۔

خصوصیت کے ساتھ گیارہویں شریف (یعنی حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عرس) کا ثبوت حضرت امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کے قول سے طلب کرنا فن تاریخ سے ناواقفی تو درکنار ایک مسخرا پن ہے کیونکہ سیدنا سرکار

بغداد حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زمانہ حضرت امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ کے زمانے سے ۴۰۰ (چار صد) سال بعد ہے۔ معترضین اگر بنظرِ انصاف اپنے سوال پر خود غور کریں تو اس کی غلطی ان پر ظاہر ہو جائے گی۔ اس اعتراض کی مثال یوں سمجھئے کہ ایک شخص سے آپ کہیں کہ اخبار اہلِ حدیث بند ہو گیا وہ کہے کہ شاہ ولی اللہ صاحب کا قول پیش کرو تو ہم مانیں گے۔ کیا اس کا یہ کہنا مسخرا پن نہ ہوگا۔ ہاں، حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے اصولی مسائل موجود ہیں جن کی بنا پر گیارھویں شریف، عرس، میلاد پاک وغیرہ ممنوع و ناجائز نہیں جن اصولوں پر علمائے احناف خود عمل کرتے ہیں اور ان امور کو جائز قرار دیتے ہیں خصوصاً شاہ عبدالرحیم صاحب، شاہ ولی اللہ صاحب، شاہ عبدالعزیز صاحب و شاہ رفیع الدین صاحب وغیرہ ہم حضرات علماء دہلی اپنی کتابوں میں مستحسن و جائز لکھتے ہیں اور خود عرس و میلاد کیا کرتے تھے جیسا کہ اس رسالہ میں ذکر ہو چکا ہے۔

**اعتراض نمبر 4-** اہل سنت و جماعت سے جب دریافت کیا جاتا ہے "کیا گیارھویں شریف اور عرس کرنا فرض ہے یا واجب یا سنت" تو جواب دیتے ہیں "کہ یہ ایک امر مستحسن ہے" اگر فی الحقیقت یہ ایک مستحسن اور مستحب امر ہے تو ہمیشہ پابندی سے کیوں کرتے ہیں۔ کبھی ناغہ کیوں نہیں کرتے؟ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ گیارھویں شریف کو زبانی امر مستحسن کہتے ہیں۔ لیکن عملاً فرض یا واجب سمجھتے ہیں۔

**جواب نمبر 4-** کسی مستحسن اور مستحب امر کو اپنے اوپر لازم و مقرر کر لینا کوئی گناہ نہیں ہے۔ چنانچہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ارشاد فرماتے ہیں:-

احب الاعمال الی اللہ ادومھا وان قل (مشکوۃ شریف)

تمام اعمال مستحسنہ سے زیادہ پسندیدہ وہ عمل ہے جو ہمیشہ ہو اگرچہ کم ہو۔

مشکوٰۃ شریف باب التطوع۔ حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صبح کے وقت حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو بلا کر استفسار فرمایا "تم نے کس چیز کے ساتھ جنت کی طرف مجھ سے سبقت کی ہے؟ میں بہشت میں کبھی داخل نہیں ہوا مگر اپنے آگے تمہاری پاپوش کی آواز سنی"۔ عرض کی "حضور میں نے کبھی آذان نہیں دی مگر دو رکعتیں نماز پڑھیں اور میرا کبھی وضو نہیں ٹوٹا مگر میں نے اسی وقت وضو کرلیا اور اپنے اوپر اللہ کے لیے دو رکعت نماز (نفل) پڑھنا لازم کرلیا اور ان پر مواظبت کی (یعنی ان پر ہمیشہ پابندی کی) حضور رسول کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "انہیں دو چیزوں کے سبب تم اس مرتبے کو پہنچے"۔

خیال فرمایئے سیدنا حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اپنے اوپر نوافل کو فرض کر لینا ان کے لیے کس قدر مفید ثابت ہوا۔ حضور شہنشاہِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یوں نہ فرمایا کہ "بلالؓ آپ نے نوافل کو فرض سمجھ رکھا ہے جو اس پابندی سے ادا کرتے ہو۔ آپ کا یہ کام اچھا نہیں۔" بلکہ ان کے اس نیک عمل کو سراہا اور بلندئ مراتب کا ذریعہ فرمایا۔

اب اگر کوئی شخص اعتراض کرے کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نوافل کو فرائض سے زیادہ اہمیت دے دی تو یہ اس کی نادانی ہے کیونکہ ہر وضو کے بعد تحیۃ الوضو کے نوافل اس قدر اہتمام کے ساتھ ادا کرتے رہنا ان کی محبت اور عقیدت کا نتیجہ تھا۔ اسی طرح اگر کوئی عقیدتمند گیارھویں شریف کا سلسلہ یا کوئی اور کار خیر بالالتزام کرتا ہے تو کونسے جرم کا ارتکاب کرتا ہے۔

اہل نسبت و عقیدت نے بارہا آزمایا ہے کہ پابندی سے گیارھویں شریف

کرنے والا اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور جناب غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی برکت سے کبھی تنگ دست نہیں ہوتا اور اسے بارگاہِ حضور غوثیت مآب رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ایسی باریابی حاصل ہو جاتی ہے جس کے لیے اولیاء کرام بھی جدوجہد کرتے رہتے ہیں۔

**اعتراض نمبر 5-** گیارھویں شریف کا سلسلہ کرنے والے خود ہی ختم شریف پڑھتے ہیں اور پھر موٹے مشٹنڈے آدمی رل مل کر کھا جاتے ہیں۔ غربا، یتامیٰ اور مساکین کی حق تلفی کرتے ہیں۔

**جواب نمبر 5-** منکرین کا یہ اعتراض بھی مبنی بر تعصب ہے سرکاری لنگر ہر شخص غریب ہو یا امیر کھا سکتا ہے کیونکہ بزرگانِ دین کی خدمت میں جو طعام شیرینی وغیرہ بطور نذرانہ پیش کیا جاتا ہے۔ (یعنی ہدیۃً ایصال ثواب کیا جاتا ہے) وہ تبرک[1] ہے۔ صدقہ و زکوٰۃ اور خیرات نہیں جو صرف یتیموں، مسکینوں اور غریبوں کا حق ہے۔ ''موٹے اور مشٹنڈے'' لوگ غریب بھی ہو سکتے ہیں مگر منکرین کے پیشوا تو خاص طور پر فرماتے ہیں کہ کسی بزرگ کی نیاز سے اُمراء[1] و اغنیا بھی کھا سکتے ہیں جن کے ہاں کشائش رزق بھی ہے اور کسی چیز کی کمی بھی

---

1- شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی فرماتے ہیں: طعامیکہ آں نیاز حضرت امامین نمایند برآں فاتحہ وقل و درود خواندن تبرک مے شورد خوردن بسیار خوب است (وہ کھانا جس پر حضرات امامین حسنین علیہما السلام کی نیاز کریں۔ اسپر فاتحہ وقل اور درود شریف پڑھیں وہ تبرک ہو جاتا ہے اسکا کھانا بہت اچھا ہے۔

2- شاہ ولی اللہ صاحب زبدۃ النصائح ۱۳۲ میں ارقام فرماتے ہیں۔'' طعام نذر اللہ اغنیاء را خوردن حرام است۔ و اگر فاتحہ بنام بزرگے دادہ شود پس اغنیارا ہم خوردن ازاں جائز است۔ طعام نذر اللہ امیروں کو کھانا حرام ہے۔ اگر کسی بزرگ کی فاتحہ دی جائے تو اس نیاز سے مالداروں کو کھانا بھی جائز ہے۔

نہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ شاہ صاحب اس کھانے کو تبرک جانتے ہیں۔ جس کا کھانا ہر امیر غریب کے لیے باعث سعادتِ دارین ہے۔ گیارھویں شریف کی نیاز کو صدقہ و خیرات جاننے والا بے ادب اور خطاکار ہے اور اُمراء غربا میں تخصیص کرنے والا بھی گنہگار اور سزاوار ہے۔

**اعتراض نمبر 6-** گیارھویں شریف کا طعام یا شیرینی سامنے رکھ کر اس پر فاتحہ پڑھنا بدعت ہے۔ چنانچہ دیوبند کے مفتی اعظم مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی فتاویٰ رشیدیہ میں لکھتے ہیں کہ ''فاتحہ کھانے یا شیرینی پر پڑھنا بدعت ضلالت ہے۔ ہرگز نہ کرنا چاہیئے۔ فقط''

**جواب نمبر 6-** دیوبندی عقائد اور اہل سنت و جماعت کے عقائد کے مابین ایک وسیع خلیج حائل ہے۔ دیوبندی علما اور ان کے پیروکار اگرچہ اپنے تئیں حنفی، چشتی، نقشبندی وغیرہ ظاہر کرتے ہیں اور نمازوں میں رفع یدین بھی نہیں کرتے مگر ان کے عقائد بعینہٖ وہی ہیں جو عبدالوہاب نجدی اور اس کے تابعین کے ہیں۔ یہ لوگ گیارھویں شریف اور بزرگوں کی نذر نیاز کے منکر ہیں اور منکرین کا فتویٰ قابل اعتماد نہیں ہے۔ اس کتاب کے آخیر میں گیارھویں شریف کے جواز میں علماء اہل سنت و جماعت کے فتوے دئے گئے ہیں ان کا مطالعہ کیجئے۔

**نوٹ:** فتاویٰ رشیدیہ میں مفتی رشید احمد صاحب گنگوہی دیوبندی نے اور بھی بہت سے ایسے مسائل تحریر کئے ہیں۔ جو نہ صرف مسلک اہل سنت و جماعت کے خلاف ہیں بلکہ مفتی صاحب کے اپنے پیرومرشد حاجی امداد اللہ صاحب کے مشرب کے بھی منافی ہیں مثلاً حاجی صاحب محفل میلاد، قیام و سلام کو جائز اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حاضر و ناظر یقین جانتے ہیں مگر مولوی رشید احمد صاحب جملہ امور کو بدعت ضالہ ناجائز اور کفر کہتے ہیں۔ (فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۸۹

اور۱۰۳) مفتی صاحب کے نزدیک ہندوؤں کی سودی کمائی سے لگائی گئی سبیل سے پانی پینا جائز (فتاویٰ مذکورہ صفحہ ۴۹۸) ہولی یا دیوالی کے دن ہندوؤں کے نجس ہاتھوں کا پکا ہوا طعام۔ کھیلیں یا پوری کچوری کا کھانا درست ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۴۸۸) جہاں کوّے کو اکثر حرام جانتے ہو اور کھانے والے کو برا جانتے ہیں ایسی جگہ کوّا کھانے والے کو ثواب ہوگا (فتاویٰ رشیدیہ ۴۹۳) عیدین میں معانقہ کرنا بدعت ہے (فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۱۴۰) گویا سارے جہان کے مسلمان بدعتی ہیں۔ کیونکہ عیدین کے موقعہ پر سب ایک دوسرے سے بغلگیر ہوتے ہیں۔

گر ہمیں مکتب و ہمیں ملاں　　کار طفلاں تمام خواہد شد

حوالہ جات مذکورہ کی تصدیق کے لیے فتاویٰ رشیدیہ شائع کردہ محمد سعید اینڈ سنز تاجران کتب کراچی ملاحظہ فرمایئے۔

**اعتراض نمبر 7-** آیۂ کریمہ مَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ کے تحت جو جانور غیر اللہ کے نام پر پکارا جائے وہ حرام ہے

**جواب نمبر 7-** اولیاء اللہ کی نذر و نیاز کے منکرین کا یہ اعتراض بھی غیر معقول ہے۔ مخالفین کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی جانور (مثلاً بکرا، دنبہ، گائے یا مرغا) کسی بزرگ کی نذر و نیاز کے لیے پالا جائے اور اس کو ان بزرگوں کی طرف منسوب کیا جائے۔ (مثال کے طور پر ”گیارھویں شریف کا بکرا“، ”حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دنبہ“، ”خواجہ صاحب کی گائے“، ”پیر صاحب کا مرغا“) تو وہ جانور غیر اللہ کی طرف نسبت کرنے سے حرام ہو جائے گا۔ (نعوذ باللہ)

معترضین نے محولہ بالا آیہ شریفہ کا مفہوم و مطلب غلط بیان کر کے صحیح العقیدہ سادہ لوح سنی مسلمانوں کو دھوکا دینے کی کوشش کی ہے مَآ اُهِلَّ بِهٖ لغیر

اللّٰہِ پر اگر مفصل روشنی ڈالی جائے اور جملہ مفسرین وفقہا کے اقوال یکجا جمع کیے جائیں تو اس کے لیے ایک علیحدہ کتاب کی ضرورت ہے۔

مَا اُھِلَّ بِہٖ لغیر اللّٰہ کے لغوی معنی ہیں۔ ''ہر وہ چیز جو غیر اللہ کے نام سے پکاری جائے'' چونکہ اس میں کسی قسم کی تخصیص نہیں لہذا ان معنی کے لحاظ سے ہر وہ چیز جو غیر اللہ کی طرف منسوب کی جائے حرام ہو جائے گی۔ مثلاً ظریف کا بکرا ، شریف کی گائے ، غلام اللہ کی بیوی اور خالد کا مرغا وغیرہ سب حرام ہو جائیں گے کیونکہ غیر اللہ کے نام پر پکارے گئے ہیں۔ شاہی مسجد، مسلم مسجد، مسجد وزیر خاں اور بیگم شاہی مسجد وغیرہ میں نماز پڑھنا حرام ہو جائے گا۔ کیونکہ غیر اللہ کے نام پر پکارے جانے سے مساجد اللہ نہیں رہیں۔ اسی طرح دنیا میں ہزاروں کیا بلکہ لاکھوں ذی روح اور غیر ذی روح اشیاء مَا اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ کے لغوی معنی کے اعتبار سے حرام ہو جائیں گی اور بہت سی خرابیاں پیدا ہو جائیں گی اور کسی بزرگ یا پیر فقیر کے بکرے کو حرام کہنے والے خود بھی اپنے فتویٰ کی زد میں آجائیں گے۔ صحابہ کرام وتابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور اجماع مفسرین نے متفقہ طور پر اس آیہ کریمہ (مَا اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ) سے مراد وہ جانور لیا ہے جو غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا جائے جیسا کہ زمانۂ جاہلیت میں کفار بوقتِ ذبح باسم اللاتِ والعزیٰ کہتے تھے۔ تفسیر کبیر میں ہے۔

وَکَانُوْ یَقُوْلُوْنَ عِنْدَ الذَّبح بِاِسْمِ اللّٰاتِ وَالْعُزّٰی فَحَرَّمَ اللّٰہ تعالیٰ ذَالِکَ

کفار عرب بوقت ذبح باسم اللّات والعُزّٰی کہتے تھے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس کو حرام فرمادیا۔ تفسیر جلالین میں ہے۔

ای ذبح علٰی اِسمِ غیرہ والاھلال رفع الصوْتِ

وَ كَانُوا يرَمْعُونَهُ عِند الذبح لا لهتهم

یعنی غیر خدا کے نام پر ذبح کرنا اور بوقت ذبح غیر خدا کا نام پکارنا۔ کفار ذبح کے وقت (بسم اللہ کی بجائے) اپنے معبودوں کے نام پکارتے تھے (یعنی بسم اللات والعزّٰی وغیرہ کہتے تھے) معلوم ہوا کہ بوقت ذبح اگر اللہ تعالیٰ کا نام لیا تو ذبیحہ حلال اور اگر غیر اللہ کا نام پکارا تو حرام ہو جائے گا۔ مثال کے طور پر اگر رامچند نے ایک بکرا پالا ہے جو رامچند کا بکرا مشہور ہوگیا ہے۔ عبدالنبی اس کو خرید کر بِسْمِ اللّٰہِ اللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کر ذبح کرتا ہے کیا وہ ذبیحہ حرام ہو جائے گا...... ہرگز نہیں (عالمگیری باب المذبح ملاحظہ فرمایئے)۔ مسلمان اگر گیارھویں شریف کا بکرا پالتا ہے تو اس نیت پر کہ جس دن غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عرس مبارک کا سلسلہ سرانجام دے گا۔ اس بکرے کو بِاسْمِ اللہ ذبح کر کے اس کے گوشت سے کھانا تیار کر کے غربا، فقراء دراویش، صلحاء اُمراء اور عقیدت مندوں کو بعد از ایصال ثواب کھلائے گا۔ معترضین سوچو! اس میں حرمت کی کونسی بات ہے۔ اگر کوئی جاندار یا بے جان چیز غیر اللہ کی طرف منسوب کرنے سے حرام ہو جاتی ہے تو غلام خاں کی بیوی جو غیر اللہ کی طرف منسوب ہے۔ جب غلام خاں یعنی غیر اللہ کے نام پر پکاری جائے گی تو نتیجہ کیا برآمد ہوگا۔ اس معمہ کو خود ہی حل کرلو۔

**اعتراض نمبر 8-** مروّجہ طریقہ محفل میلاد شریف اور مجلس یازدھم شریف خلافت سنت ہے۔ نیز داڑھی منڈھے نعت خواں ایسی مجالس میں شمولیت کر کے ترنم سے قصائد ونغمات پڑھتے ہیں۔

جواب نمبر 8- ایصال ثواب کرنا ازروئے شریعت جائز کسی کار خیر کے لیے مسلمانوں کا جمع ہونا جائز، نعت خوانی جائز (حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روبرو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت خوانی کیا کرتے تھے)

جب افراد ناجائز یا خلاف سنت نہیں تو مجموع کیسے خلاف سنت ہوگا۔ محفل میلاد شریف اور مجلس گیارھویں شریف میں تلاوت قرآن پاک اور نعت خوانی کی جاتی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اخلاق حمیدہ اور معجزات بیان کیے جاتے ہیں۔ جناب پیر پیراں حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ثنا خوانی کی جاتی ہے۔ قیام وسلام کے بعد ایصال ثواب کیا جاتا ہے اور طعام، شیرینی وغیرہ حاضرین مجلس کو تقسیم کرنے کے بعد دعائے خیر کی جاتی ہے۔ قارئین خود ہی انصاف کریں کہ اس طریقہ کار میں کونسی بات خلاف شریعت ہے۔ ڈاڑھی منڈے نعت خوانوں کی شمولیت اگر ناگوار معلوم ہوتی ہے تو ان کی اصلاح کرنا چاہئے نہ کہ مجلس کو ہی خلاف سنت کہنا چاہیئے۔ نعت خوانی اور خوش الحانی، نیز نغمات وقصائد ترنم سے پڑھنے کے متعلق اگر آپ تفصیلی معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ہمارا رسالہ الموسوم بہ ''زاہد خشک اور سماع'' پڑھیئے جس میں بالتحقیق ثابت کیا گیا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تشریف آوری کے دن ساکنان مدینہ منورہ کے دلوں میں انتہائی مسرت اور خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ پردہ نشین عورتیں مکانوں کی چھتوں پر آکر گیت گانے لگیں۔ مخالفین کے دل اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت سے خالی ہیں تو ان کی بدقسمتی! وہ اگر آقائے دوجہاں مالک کون ومکاں سرور انس وجاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کے گیت سننا پسند نہیں کرتے تو ان کی مرضی مگر انہیں بہانے تراش کر اہل محبت وعقیدت کو اس مستحسن عمل سے منع کرنا مناسب نہیں۔

مادر پیالہ عکس رخ پاک دیدہ ایم　　اے بے خبر ز لذت شرب مدام ما

معترضین اگر برا نہ مانیں ہم ان سے دریافت کرتے ہیں کہ مروجہ طریقۂ تعلیم لباس، وضع قطع، طریقہ بودوباش اور طرز معاشرت ومعیشت، بلند پائیدار

محلّات اور عالیشان کوٹھیوں میں سکونت اختیار کرنا، موٹروں ریلوں اور ہوائی جہازوں میں سفر کرنا، دفاتر میں ملازمتیں کرنا، بنکوں سے لین دین کرنا، گھروں میں ریڈیو پر خبریں، فلمی گانے وغیرہ سننا اور اہل خانہ کو بھی سنانا، جلسہ گاہوں میں آراستہ سٹیجوں پر علماء اور مقررین کا لاؤڈ سپیکر پر وعظ اور تقریریں کرنا وغیرہ وغیرہ۔ کیا یہ سب جملہ امور خلاف سنت نہیں؟ کیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانۂ اقدس میں یہ چیزیں رائج تھیں؟ اگر نہیں تو ان کے بارے میں خلاف سنت ہونے کا فتویٰ کیوں نہیں صادر کیا جاتا؟ معلوم ہوا کہ ان کے نزدیک صرف محافل میلاد پاک اور مجالس گیارھویں شریف ہی خلاف سنت ہیں باقی جملہ امور جائز، عین امر الٰہی اور سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق ہیں۔ اللہ تعالیٰ حسد و بغض سے محفوظ رکھے اور توفیقِ ادب عطا فرمائے۔ مخالفین کا محض اعتراض کرنا کہ مروّجہ طریقہ مجلسِ میلاد خلاف سنت ہے کچھ معنی نہیں رکھتا۔ اگر حقیقتہً یہ لوگ حنفی العقائد ہیں (جیسا کہ اپنے تئیں اصل حنفی ظاہر کرتے ہیں) اور ان کے قلوب کے اندر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت کا جذبہ اور تڑپ موجود ہے تو انہیں چاہیئے کہ اپنی مساجد یا گھروں میں کم از کم سال میں ایک دفعہ یا ساری عمر میں ہی ایک بار تو ضرور اپنے خیال کے مطابق صحیح طریقہ سے مجلسِ میلاد منعقد کریں۔ بے ریش نعت خوانوں کی بجائے داڑھی والے ثناء خوان مدعو کریں۔ میلاد شریف کی خوشی میں اپنی گرہ سے دام خرچ کر کے طعام و شیرینی پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے اسم گرامی پر فاتحہ دلائیں اور اپنے مرشد حضرت شاہ ولی اللہ صاحب اور ان کے صاحبزادے شاہ عبدالعزیز صاحب کے ارشاد کے مطابق اس کھانے اور شیرینی کو تبرک جان کر خود بھی کھائیں اور عوام کو بھی تقسیم کریں۔ اگر اتنی محبت و ہمت نہیں، اگر اعتقاد واثق اور یقین کامل حاصل نہیں تو اس کارِ

خیر سے ان صحیح العقیدہ مسلمانوں کو کیوں روکتے ہیں جو اپنے نبی کر. رؤف ورحیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے شیدا اور شیفتہ ہیں۔

**اعتراض نمبر 9-** وہ روپیہ جو گیارھویں شریف، میلاد پاک، عرسوں، جلسوں اور نذر نیازوں پر صرف کیا جاتا ہے۔ کیوں نہ کسی بہتر مصرف میں خرچ کیا جائے جس سے قوم کو فائدہ پہنچے۔ اس سے دینی مدارس قائم کئے جائیں۔ شفاخانے کھولے جائیں۔ غربا، مساکین اور یتامیٰ کی مدد کی جائے۔ یا کسی انجمن کو دے دیا جائے جس کے زیر اہتمام غریب اور نادار طلبا تحصیل علم دین کرتے ہوں۔

**جواب نمبر 9-** معترضین کی ناصحانہ انداز میں چکنی چپڑی باتیں اگرچہ ظاہراً مبنی براخلاص اور خلوص نیت نظر آتی ہیں مگر حقیقت میں ان میٹھی گولیاں (Sugar- coated Pills) کی طرح ہیں جو اندر سے زہریلی اور باہر سے شیریں ہوں۔ دراصل یہ لوگ میلاد پاک اور گیارھویں شریف کو بدعت اور ناجائز جانتے ہیں اور ان مستحسن امور کو روکنے کے لیے بہانے تراشتے ہیں۔ مبصداق پنجابی ضرب الامثال "گونگے دیاں بولیاں گونگے دی ماں ای جاندی اے" اتے "راہ پیا جانے یا واہ پیا جانے" ان کے راز درونِ پردہ کا وہی شخص محرم ہے۔ جس کو ان لوگوں سے واسطہ پڑ چکا ہے۔ عموماً دیکھا گیا ہے کہ حنفی مساجد میں جب نماز کے بعد باآواز بلند درود شریف پڑھا جاتا ہے تو علانیہ منع نہیں کرتے تاکہ عوام نہ بگڑ جائیں۔ اس لئے یہ بہانہ تراشتے ہیں کہ نمازیوں کی نماز میں خلل آتا ہے۔ اصل مطلب نمازی کو نماز کا خلل نہیں۔ بلکہ اس درود شریف (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ یَا رَسُولَ اللّٰہِ وَعَلٰی آلِکَ یا حبیب اللّٰہ) کو جس میں لفظ یا مخاطبہ ہے۔ روکنا مقصود ہوتا ہے۔ کیونکہ ان کے نزدیک یہ درود پاک شرک اور بدعت ہے بعینہٖ گیارھویں شریف کی پاکیزہ مجالس کو بند

کرنے کے لیے طرح طرح کی من گھڑت باتیں اور مسائل عوام کو سنا کر دھوکا دیتے ہیں۔ اگر فی الحقیقت یہ لوگ قوم کی فلاح و بہبود کے متمنی ہیں تو ان کا فرض اوّلین ہے کہ ایسے مراکز کی طرف اپنی توجہ منعطف کریں۔ جہاں قوم کا بے انداز سرمایہ تباہ و برباد ہو رہا ہے۔ مثلاً سینما ہاؤس۔ ریس کورس جمخانہ، ناچ گھر اور چکلے وغیرہ وغیرہ علاوہ ازیں لاکھوں روپے سیر و تفریح گارڈن اور ٹی (Gardene or Tea) پارٹیوں پر اور بیاہ شادیوں میں ہوٹلوں اور فضول خرچیوں کی نذر ہو جاتے یں اور مانعین گیارھویں شریف ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے تماشا دیکھتے ہیں بلکہ بسا اوقات خود ایسی تقاریب میں شمولیت کر کے بیانی، ساگ، پلاؤ، رزدا، قورمہ، فرنی، چٹنی، وغیرہ مزے لے لے کر اُڑاتے ہیں۔ اور دعوت کنندگان کو یوں کہنے کی جرأت نہیں کرتے کہ "آپ کی دعوت خلافِ سنت ہے ہم ہرگز آپ کے ہاں کھانا نہیں کھائیں گے"۔ ان "مبلغین اسلام" کو اگر ایسے مواقع پر کوئی حدیث شریف یاد ہے تو صرف یہی "اِجابۃ الدّعوۃ سنۃ" کیا مانعین گیارھویں شریف کا فرض نہیں کہ حقیقی مُسرِفین کو ترغیب دلا کر ایسے نیک کاموں کے کرنے پر آمادہ کریں جن کا اجر اور ثواب ہمیشہ کے لیے باقی رہے گا۔ مگر معاملہ اس کے برعکس ہے اگر مخالفت ہے تو اس عقیدتمند کے ساتھ جو ہر ماہ روپیہ سوا روپیہ یا گیارہ روپیہ کی شیرینی پر سیّدنا حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام کی فاتحہ دلا کر لوگوں میں تقسیم کر دیتا ہے یا کوئی صاحب توفیق ایک دو دیگ چاول کی پکا کر اپنے پیر کے نام پر عوام کو کھلا دیتا ہے۔ مخالفین کے دل میں اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور جناب پیر دستگیر روشن ضمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت اور بزرگانِ دین کے ساتھ عقیدت ہوتی تو ہرگز ہرگز گیارھویں شریف جیسے مستحسن عمل سے روکنے کی کوشش نہ کرتے بلکہ خود بھی اس کار خیر کو سرانجام دیتے اور

لوگوں میں بھی اس کی تبلیغ کرتے۔ ناصح ہوشمند، نیک اصلاح کار اور ایماندار پند گو کبھی اس بات کا مشورہ نہیں دیتا کہ ایک کارِ خیر کو ترک کر کے دوسرے کو اختیار کرو۔ ناصحانِ نیکو کار ہمیشہ زیادہ سے زیادہ نیکیاں اور اعمال صالحہ کرنے کی ترغیب دیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے اگر توفیق دی ہے تو گیارھویں شریف کی نیاز بھی دِلا اور اس کے علاوہ۔ پل بنا، چاہ بنا، مسجد و تالاب بنا، مدرسۂ خانقاہ، شفاخانہ اور یتیم خانہ بنا۔

**اعتراض نمبر 10-** گیارھویں شریف کے لیئے دن، تاریخ اور وقت مقرر کرنا شرک، گناہ اور بدعت ہے۔

**جواب نمبر 10-** تعین تاریخ کے متعلق مخالفین اور مانعین گیارھویں شریف کے پیرو مرشد کا اپنا فیصلہ:

حاجی امداداللہ صاحب جو مولوی اشرف علی صاحب تھانوی اور مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی و دیگر اکابر دیو بند کے پیرو مرشد ہیں اپنے رسالہ "فیصلہ ہفت مسئلہ" صفحہ 11 میں ارقام فرماتے ہیں۔ "رہا تعین تاریخ یہ بات تجربہ سے معلوم ہوتی ہے۔ کہ جو امر کسی خاص وقت میں معمول ہو اس وقت وہ یاد آجاتا ہے اور ضرور ہو رہتا ہے۔ اور نہیں تو سالہا سال گذر جاتے ہیں کبھی خیال بھی نہیں ہوتا۔ اس قسم کی مصلحتیں ہر امر میں ہیں۔"

یہ ایک نہایت مضحکہ خیز اعتراض ہے کہ گیارھویں شریف یا کسی بزرگ کے ختم شریف کا دن مقرر کر کے اس کارِ خیر کو سر انجام دینا بھی گناہ اور بدعت ہے۔ خدا جانے معترضین کی عقل کدھر گئی ہے حالانکہ کوئی کام دنیا میں بغیر تقرر ہو نہیں سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے دن، ہفتے اور مہینے مقرر فرمائے ہیں۔ روزے، اوقاتِ نماز، ایام زندگی وغیرہ سب مقرر فرمائے۔ دفاتر، سکول وقتِ مقررہ پر کھلتے اور

بند ہوتے ہیں۔ شادی، برات، ولیمہ سب کے لیے دن مقرر کیۓ جاتے ہیں۔ مدارس اور دفاتر میں تنخواہیں تقسیم ہوتی ہیں تو مقررہ تاریخ پر۔ جن کے نزدیک تعین تاریخ شرک ہے انہیں چاہیئے کہ تنخواہ وصول کرنے سے انکار کر دیں۔ دعوت ولیمہ کا کھانا بھی اپنے لیے حرام سمجھیں۔ کیونکہ دوست احباب کو تاریخ مقرر کر کے مدعو کیا جاتا ہے۔ مساجد میں اوقاتِ نماز گھڑیوں سے مقرر ہوتے ہیں کہ اتنے بجکر اتنے منٹوں پر فلاں نماز ہوگی تو کیا اس طرح جماعت کرنا ممنوع ہے بلکہ بسا اوقات دیکھا گیا ہے اگر کسی مسجد میں وقت مقررہ پر جماعت نہ ہوتو امام صاحب کی شامت آجاتی ہے۔ اور یہی لوگ جو مخالفین گیارھویں شریف میں مسجد میں طوفان برپا کر دیتے ہیں۔ نمازوں کے اوقات مقرر کرنے کا یہی فائدہ ہے کہ جو لوگ جماعت کے پابند ہیں وقت پر آکر باجماعت نماز ادا کریں۔ ورنہ بعض اوقات کافی دیر تک بیٹھنا پڑے گا اور کاروباری آدمی جو اتنا وقت خرچ نہیں کر سکتے جماعت سے محروم رہ جائیں گے۔ مخالفین کے اپنے مدارس میں اوقات درس، اوقات امتحان، ایام تعلیم و ایام تعطیل وغیرہ تمام انتظامی امور منضبط کیے جاتے ہیں۔ تو کیا ان تخصیصات سے مدرسہ ناجائز اور ان میں پڑھنا بدعت ہے۔ تخصیص اور تعین کو بدعت اور ناجائز کہنے والوں کو چاہیئے کہ اپنے یہاں سے مدارس اٹھا دیں اور کہیں کہ نفس تعلیم تو جائز ہے اور یہ تخصیصات کہ فلاں وقت سے فلاں وقت تک مدرسہ ہوگا۔ اور فلاں جماعت میں فلاں فلاں کتابیں ہوں گی۔ یہ سب بدعت ہیں۔ شہنشاہِ دو جہاں سردار انس و جاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ اقدس میں یہ کل تخصیصات موجود نہ تھیں لہذا یہ مدرسہ اور اس میں تعلیم ناجائز بلکہ تعلیم وہ جائز ہے کہ وقت بھی معین نہ ہو اور کتاب بھی معین نہ ہو اور کسی قاعدہ وضابطہ کے تحت میں بھی نہ ہو۔ کبھی پڑھنے والا صبح کو آجائے اور

کبھی دوپہر کو کبھی شام اور کبھی رات کو اور کبھی ناغہ۔ کسی روز منطق کی کتاب، کسی دن فقہ کی، اصول کی، حدیث کی، تفسیر کی اور کسی دن صرف ونحو کی اور یہ سب بھی کسی سلسلہ اور ترتیب کے ساتھ نہ ہوں۔ ورنہ پھر تخصیص پیدا ہوکر تعلیم ناجائز ہو جائے گی۔ اسی طرح اپنے دیگر امور خانہ داری، کام وملاقات، سیر وتفریح اور کھانے سونے وغیرہ کسی کے لیے دن اور وقت مقرر کرنا جائز نہ ہوگا کہ ان کا جواز شرع سے مطلق ہے اور تخصیص بدعت ہے۔ یہ بدعت بدعت پکارنے والے سب سے پہلے اپنے تمام کاموں سے تعینات اور تخصیصات کو اٹھادیں اس کے بعد میلاد پاک، گیارھویں شریف اور عرس وغیرہ کے خلاف فتوے صادر کریں۔ ہمیں افسوس ہے کہ سارے جہان کے کام اوقات مقررہ پر کرتے ہیں اپنے لباس وضع قطع میں اور ہرامر میں خصوصیت کو روا رکھتے ہیں مگر ایصال ثواب میں خصوصیت آئی اور بدعت کا حکم لگا۔ اس سے تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ یہ لوگ ایصال ثواب ہی کو منع کرنا چاہتے ہیں۔ الحاصل ایصال ثواب شرعاً مندوب و محبوب ہے احادیث وفقہ سے اس کا جواز ثابت ہے اور گیارھویں شریف کی فاتحہ بھی اسی ایصال ثواب کی ایک فرد ہے۔ لہذا یہ بھی جائز کہ مطلق کے جواز ثابت ہونے کے بعد افراد کا جواز خود ہی ثابت ہے۔ اور گیارھویں شریف کے عدم جواز کی تو کوئی دلیل ہی نہیں۔ نہ قرآن پاک میں اس کی ممانعت اور نہ حدیث شریف میں نہ ہی اس کے متعلق کوئی اجماع وقیاس مجتہد ہے اور جب ناجائز ہونے کی کوئی شرعی دلیل نہیں تو ناجائز کہنا غلط و باطل اور بدعت کا حکم لگانا محض بے اصل، بات دراصل یہ ہے کہ ان لوگوں کو اتنا بھی علم نہیں کہ بدعت کسے کہتے اور بدعت کی کتنی قسمیں ہیں۔ محض حسد تعصب اور ضد کی بنا پر گیارھویں شریف کے خلاف ادھار کھائے بیٹھے ہیں۔

گر مسلمانی ہمیں است کہ مفتی دارد
وائے گر از پسِ امروز بود فر وائے

چونکہ مانعین میلاد پاک اور گیارھویں شریف کے دلوں میں کجی ہے۔ بزرگانِ دین کے ساتھ دور کا واسطہ نہیں لہذا وہ اس کارِ خیر کو مستحسن کام نہیں سمجھتے۔ ان کا دلی مقصد صرف یہی ہے کہ بزرگان عظام اور اولیاء کرام کا کوئی نام لیوا نہ رہے اور ان کا نام نعوذ باللہ صفحہ ہستی سے مٹ جائے۔ مگر ہمارا بھی دعویٰ ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ مٹانے والے خود مٹ جائیں گے اور نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا اُن کا۔

ہم تو جیتے ہیں کہ دُنیا میں ترا نام رہے
کیا یہ ممکن ہے کہ ساقی نہ رہے جام رہے

# گیارھویں شریف کے جواز میں

## عُلماءِ اہلِ سُنّت والجماعت کے فتوے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونُصلّی علٰی رسُولہِ الکریم

## اِستفتاء

ظؔفر ایک ہندوستانی دیو بندی عالم ہے اور اپنے آپ کو حنفی ظاہر کرتا ہے لیکن گیارھویں شریف جناب پیران پیر دستگیر روشنضمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا منکر ہے اور کہتا ہے کہ گیارہویں شریف (مَا اُھِلَّ بالغیر اللّٰہ) میں داخل ہے اس کا کھانا ناجائز ہے۔ نیز جو لوگ گیارھویں تاریخ مقرر کر کے گیارھویں کا سلسلہ کرتے ہیں وہ بدعتی اور گمراہ ہیں۔

قمؔر اہل سنت و جماعت سے ہے وہ کہتا ہے کہ گیارھویں شریف بالکل جائز۔ مستحب بلکہ اہل نسبت کے لیے لازمی ہے۔ کیونکہ اکثر بزرگانِ دین واہل طریقت مثلاً شیخ عبدالحق محدث دہلوی وغیرہ رحمۃ اللہ علیہم سیدنا جناب شیخ المشائخ حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یاد میں یہ سلسلہ قدیم سے کرتے چلے آئے ہیں۔ دنیا میں جب ہر کام تاریخ مقررہ پر کیا جاتا ہے تو گیارھویں شریف کیلئے دن مقرر کرنا کس طرح گناہ یا بدعت ہو سکتا ہے۔ نیز قمر کا کہنا ہے کہ جس کھانے

پر بسم اللہ شریف اور قرآنی آیات پڑھ کر بزرگان دین کی خدمت میں ہدیۂ ثواب پیش کیا جاوے اس کا کھانا باعثِ برکت ہے اس قسم کے پاکیزہ اور متبرک کھانے کے متعلق زبانِ طعن دراز کرنے والا منکر کلامِ الٰہی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

فَكُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ بِاٰيٰتِهٖ مُؤْمِنِيْنَ.

پس تم کھاؤ اس چیز سے جس پر اللہ تعالیٰ کا نام لیا گیا ہو اگر تم اللہ تعالیٰ کی آیات کے ساتھ ایمان رکھنے والے ہو۔

وَمَا لَكُمْ اَلَّا تَاْكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ

اور کیا ہو گیا تمہیں کہ اس چیز سے نہیں کھاتے جس پر اللہ کے نام کا ذکر کیا گیا ہو۔

علمائے کرام کی خدمت میں مؤدبانہ التماس ہے کہ اس مسئلہ پر از روئے شرع مکمل و مدلل روشنی ڈال کر عنداللہ ماجور ہوویں۔

المستفتی:

نیاز کیش بندہ آثم محمد اشفاق عفی عنہ

۳۲۔ سرکلر روڈ۔ لاہور

علامہ فہامہ حضرت مولانا مفتی محمد ظفر احمد صاحب دارالافتا کراچی

۷۸۶

**ھو الموفق**

ہر وہابی اپنے آپ کو حنفی کہہ کر اپنے مذہب باطلہ پر پردہ ڈال کر سادہ لوح سنی مسلمان کو دھوکہ دینا چاہتا ہے۔ سنی مسلمان اس کے اس لسانی مکر و فریب سے باخبر رہیں۔ حقیقت میں دیوبندی وہابی مذہباً نہ سنی ہے نہ حنفی۔ بلکہ یہ خارجی معتزلہ فرقہ میں سے ہے۔ ایصال ثواب کا منکر معتزلی ہی ہوتا ہے۔ ایصال ثواب

لاولیاء اللہ وللاموات حنفی سنی کا متفقہ مسلمہ مسئلہ ہے جس پر آیات قرآنیہ و احادیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رحمانیہ بکثرت دال ہیں۔ اور گیارھویں شریف حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایصال ثواب کی ایک شق ہے اس کو برا نہ کہے گا مگر بد مذہب یا معتزلی۔

دوسرے گیارھویں شریف کے نام سے جلنا اس پر قسم قسم کے لالفی اعتراض کرنا دشمن اور حاسد کا کام ہے۔ اس سے ظاہر و باہر ہوگیا کہ ظفر حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ لخت جگر شہ لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جلتا اور حسد رکھتا ہے۔ شیطان بھی حضرت آدم علیہ السلام سے حسد رکھتا تھا۔ کوئی حنفی یا سنی حضرت سیدنا غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نہ جلتا ہے نہ حسد رکھتا ہے بلکہ جب حضرت کا نام پاک آجاتا ہے تو حنفی یا سنی کی روح تازہ ہو جاتی ہے دل باغ باغ ہو جاتا ہے۔ جو علامت کمالِ ایمان ہے۔ ظفر کا گیارھویں شریف کے کرنے والے کو بدعتی گمراہ کہنا خود اس کے بدعتی گمراہ ہونے کی دلیل ہے۔ مسلم شریف میں حدیث پاک کا مضمون یہ ہے کہ مسلمان کو کافر مشرک یا فاسق کہے اور وہ ہو نہیں تو الٹا کہنے والا ہی بن جاتا ہے۔

وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰه کو پہلے سمجھ لیں اھلال عربی میں پکارنے کو کہتے ہیں یعنی جس جانور پر ذبح کے وقت غیر خدا کا نام پکارا جائے وہ جانور حرام ہو جاتا ہے۔ مثلاً کسی مسلمان نے معاذ اللہ جانور ذبح کرتے وقت بجائے بسم اللہ، اللہ اکبر کے بسم اللہ الشیخ عبدالقادر، بسم اللہ خواجہ معین الدین، بسم اللہ الشیخ سدوا، وغیرہ کہہ کر ذبح کر دیا تو وہ جانور حرام ہو جائیگا۔ نہ وہ جانور جو عقیقہ کے یا قربانی یا کسی نبی یا کسی ولی یا کسی شہید کے نذرانہ و ہدیہ کے لئے لیا اور جس وقت ذبح کرنے لگے تو بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ذبح کر دیا اس میں کونسی قباحت آگئی۔ یہی

عمل اہل اسلام میں جاری وساری ہے اس پر جاہل بلکہ اجہل ہی معترض ہوگا۔ اگر جانور پر نام بولنے سے ہی جانور حرام ہو جایا کرے تو بقول ظفر اہل اسلام کا کوئی ذبیحہ بھی جائز اور حلال نہ ہو۔ حالانکہ نبی کریم رؤف و رحیم علیہ التحیۃ والتسلیم نے حضرات حسنین علیہما السلام کے عقیقہ کے لیے اور آپؐ نے ایک اپنے نام کا قربانی کیا اور ایک اپنی امت کی طرف سے قربانی کیا۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنگ حنین میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ذبح کیا یا اہل اسلام مہمان کے لیے ذبح کرتے ہیں جس پر ذبح کرتے وقت بسم اللہ اللہ اکبر کہہ دیتے ہیں کیا یہ سب حرام ہیں۔ اسی پر تعامل اہل اسلام کا ہے۔

وَمَآ اھل بہ لغیر اللہ کی تفسیر یوں کی گئی ہے۔ ای عند ذبحہ شاہ ولی اللہ صاحب نے اپنے ترجمہ میں نیز تفسیر حسینی۔ مدارک، خازن، کشاف کبیر اور جلالین میں یہ الفاظ ہیں۔

وما اھل بہ لغیر اللّٰہ ای ماذبح علی اسم غیرہ تعالیٰ

اوفسقاً اھل لغیر اللّٰہ بہ ای ذبح علیٰ اسم غیرہ تعالیٰ

پس تفاسیر وفقہا ومفسرین کے اجماع سے کل انبیاء واولیاء، کل اہل اسلام کے معمول دوامی سے کالشمس متجلی ہوگیا۔ وما اھل بہ لغیر اللّٰہ میں صرف وہ جانور مراد ہے جس پر غیر خدا کا نام لیا جائے۔ نہ ہر وہ شے جو بزرگانِ دین کی طرف بطور نذر و نیاز منسوب ہو۔ ورنہ لازم آئے گا کہ خود آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ اللہ حرام کو جائز قرار دیا۔ دیکھو بئر امِ سعد پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تشریف لے جا کر فرمایا ھٰذِہٖ لام سعد یہاں غیر کی طرف کنواں منسوب بھی فرمایا اور اہلال یعنی پکار کر بھی فرمایا لھذا اہلال مقید جس کا ذکر وحکم بھی ظاہر ہے۔

ظفر نے اپنے حسد کی بنا پر گیارھویں کی تاریخ کے تعین کو ناجائز قرار دیا یہ ان کے علم کی انتہائی جولانی ہے۔ ماشاء اللہ کوئی ظفر سے یہ سوال کرلے کہ حضور والا جب آپ دنیا میں تشریف لائے تھے تو خداوند تعالیٰ نے آپ کے آنے کا وقت مقرر کیا تھا یا نہیں اور جب آپ کی شادی ہوئی تو آپ کے والدین نے وقت مقرر کیا تھا یا نہیں۔ کوئی بھی کام خواہ دینی ہو یا دنیاوی سب ہی کے لئے وقت کا تعین ہوتا ہے یہ کونسی علیت جناب نے عدم جواز گیارھویں کی تراشی۔

لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

طعام و شیرینی گیارھویں شریف اور اسی قسم کے کھانوں کے محمود و پسندیدہ ہونے کے لیے مولیٰ تعالیٰ فرماتا ہے:

قل من حرم زینة اللّٰہ الّتی اخرج لعبادہٖ والطّیّبٰت من الرزق

اے محبوب آپ فرمائیں کہ کس نے حرام کی اللہ کی دی ہوئی زینت جو اس نے اپنے بندوں کے لیے نکالی اور کس نے حرام کیے پاکیزہ رزق۔ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرات حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ایصال ثواب کے سلسلہ میں اپنا عمل فتاوائے عزیزی میں تحریر فرماتے ہیں۔

بعد ازاں ختم قرآن مجید و پنج آیت خواندہ بر ما حضر فاتحہ نمودہ فی آید۔

آگے فرماتے ہیں:

پس ایں چیز ہا نزد فقیر بہمیں وضع کہ مذکور شدہ اگر جائز نبودی اقدام بر آں اصلاً کرد انتہیٰ۔

گیارھویں و اعراس وغیرہ کے کھانے میں بزرگانِ دین کی طرف منسوب ہونے کی وجہ سے خود خیر و برکت سے پُر ہو جاتا ہے یہاں تک کہ ذائقہ میں تبدیلی ہو جاتی ہے۔ عمدہ سے عمدہ کھانے میں وہ ذائقہ نہیں ہوتا ہے جو اس میں

ہو جاتا ہے۔

حدیث پاک کا مضمون ہے کہ کافر بغیر اللہ کے نام کے ساتھ کھاتا ہے۔ تو اس کا پیٹ ہی نہیں بھرتا ہوس باقی رہتی ہے۔ اور مسلمان بسم اللہ پڑھ کر کھانا کھاتا ہے تو اس کا پیٹ بھی بھر جاتا ہے اور مزید خواہش بھی باقی نہیں رہتی یہ اللہ تعالیٰ کے نام پاک ہی کی برکت ہوتی ہے۔ اسی کی طرف مولیٰ تعالیٰ اشارہ فرماتا ہے:

فکلو امما ذکر سم اللّٰه علیه ان کنتم بٰایٰتِهٖ مومنین

یعنی اے مسلمانو کھاؤ اس حلال کھانے کو جس پر اللہ تعالیٰ کا نام پڑھا گیا ہے۔ بشرطیکہ خداوند تعالیٰ کی آیات پر یقین ہو (ورنہ نہ کھاؤ پڑو چولہے میں)

وما لکم ان لا تاکلوا مما ذکر سم اللّٰه علیه

اور کیا ہوگیا جو تم اس کو نہیں کھاتے جس پر اللہ تعالیٰ کا نام پڑھا گیا۔

ولا تتبعوا خطوٰت الشیطان انه الکم عدو مبین

اور توہمات شیطانی کی پیروی نہ کھانے میں نہ کرو وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔ مولیٰ تعالیٰ نے تو وہابی صفات لوگوں کو ہر طرح تنبیہ فرما دی اب بھی نہ مانیں تو سنی یہ ضرور سمجھ لیں۔

ختم اللّٰه علیٰ قلوبهم الایة

ظفر کو اس کے علم نے نفع نہ دیا تو عالم کہاں وہ تو کورا جاہل بد مذہب ہے اس سے سنی مسلمان جہاں تک ممکن ہو بچیں۔ قمر کے اقوال صحیح و قرآن وحدیث و ائمہ مجتہدین کے موافق ہیں فقط اللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واولی واحکم

مولینا محمد مظفر احمد عفی عنہ

فریئر روڈ۔ کراچی

دار الافتا کراچی

مفتی مظفر احمد صاحب کے وہابیت سوز تحقیقی جواب کے بعد مزید کچھ لکھنے کی ضرورت باقی نہیں رہی اور عقلمند کو تو اشارہ کافی۔ دیو بندی لوگوں کے پیرو مرشد کا فیصلہ ہفت سے ان کی مکاری اور غداری آشکارا ہوگئی۔ فقیر کا رسالہ رضوان قادری بھی ملاحظہ کے قابل ہے۔ الجواب صحیح فقیر محمد عبدالسلام صدر انجمن امانت اسلامیہ کراچی

حضرت مولٰینا مفتی مظفر احمد صاحب نے مسئلہ کی بہت ہی اچھی تحقیق فرمائی ہے یہ مسئلہ محتاج تحقیق نہیں ہے اعلیٰحضرت فاضل بریلوی کے متعدد رسائل موجود ہیں۔ فتویٰ افریقہ میں بھی اس مسئلہ پر کافی روشنی ڈالی ہے۔ اہلسنت والجماعت کا مسلک گیارھویں شریف بارھویں شریف فاتحہ وغیرہ کے جواز کا ہے۔ اور وہابیہ دیوبندیہ یہ سب ناجائز وحرام کہتے ہیں۔ چونکہ وہابی اولیا کرام کو ہی نہیں مانتے ہیں تو اس کے واسطے فاتحہ و ایصال ثواب کس طرح جائز سمجھیں گے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

ظفر علی

(مہر) دار العلوم امجدیہ

فیروز شاہ اسٹریٹ آرام باغ کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جناب مولانا مظفر احمد صاحب دہلوی نے مسئلہ کی حقیقی صورت واضح فرما دی ہے۔ اس سلسلے میں دار العلوم مدرسہ قادریہ و دار العلوم شمس علوم بدایونی نے مفصل رسائل قلمبند کیے ہیں۔ جو شخص گیارھویں شریف جیسے مبارک ایصال ثواب کو بدعت و ضلالت کہتا ہے وہ جہالت میں مقید ہے۔ گیارھویں شریف

ایصال ثواب کا بہترین طریقہ اور مجرب نسخہ ہے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو گیارھویں شریف کی مداومت کی توفیق عطا فرمائے۔

(دستخط مولانا) محمد عبدالحامد القادری بدایونی

صدر مرکزی جمیعۃ علمائے پاکستان

(مہر) مرکزی جمعیتہ علمائے پاکستان
پیر الٰہی بخش کالونی کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب لاریب۔ حضرت مولانا مفتی مظفر احمد صاحب نے طویل جواب تحریر فرمایا ہے۔

1- ایصال ثواب جائز ہے اور عرس اولیاء اللہ رحمہم اللہ تعالیٰ کی عزت و توقیر جسکا کرنا ثواب عظیم ہے اور اولیاء اللہ کی جماعت ہمیشہ سے کرتی چلی آئی ہے۔ عرس کے بانی حضرت خلیفہ اکبر ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ آپ نے مکہ مکرمہ میں جلوس بھی نکالا اور ایک سو اونٹ ذبح کر کے بارھویں شریف کی۔ اولیاء اللہ دائمی حیات ہیں۔

الموت جسر یوصل الحبیب الی حبیب

یہ موت نہیں بلکہ ان کو دائمی حیات نصیب ہوتی ہے۔ اس کی خوشی میں ان کا عرس کیا جاتا ہے۔ دیوبند کے پیرو مرشد حضرت اعلیٰ و مبلغ اعلیٰ و مجاہد اعلیٰ، عاشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی عرس کیا کرتے تھے۔ یہ لوگ اپنے پیرو مرشد سے بھی منکر ہو کر گمراہی میں پڑ گئے ہیں۔

2- گیارھویں شریف کرنے والے ثواب عظیم کے مستحق ہیں۔ اللہ تعالیٰ اور حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوش ہوتے ہیں۔

**قولہ تعالیٰ لَهُمُ البشریٰ فِی الحیوٰۃ الدنیا وَ فی الاخرۃ**

اولیاء اللہ یعنی خدا کے دوستوں کی اس دنیا میں عزت ہے اور آخرت میں بھی عزت ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔

**اذا تحیرتم فاستعینوا من اصحاب القبور**

جب تم مصیبت میں ہو اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہم سے جاکر خدا پاک کے دربار میں مدد چاہیں وہ تمہاری دعائیں اللہ تعالیٰ سے قبول کروائیں گے۔

3- دن مقرر کرنا اللہ تعالیٰ نے ہم کو سیکھایا ہے جمعۃ المبارک دن مقرر ہے عیدین کا دن مقرر ہے۔ مہینے بھی مقرر ہیں۔ رمضان شریف وغیرہ،

**قولہٗ تعالیٰ وَذَكِّرْهُم بِأَيَّامِ اللّٰه**

یعنی تم دن مقرر کر کے خدا پاک کی حمد و ثنا کرو اور اس دن کے اوصاف بیان کرو اور خدا پاک کا شکر ادا کرو۔ وہابیہ دیوبندیہ اپنے جلسوں جلوسوں شادیوں وغیرہ کے دن مقرر کرتے ہیں اور خدا پاک کے دوستوں سے عداوت کر کے جماعت منکرین سے ہو کر شیطان کو خوش کرتے ہیں اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو اس گمراہ قوم سے بچائے جنہوں نے گاندھی کو خوش کرنے کیلیے دن مقرر کیۓ اور ماتھوں پر تلک لگائے اور گائے کے پیشاب سے شدھ کیا ہوا شربت عید کے روز عید گاہ دہلی سے نکل کر پیا۔ جس میں سب دیوبندی مولوی شامل تھے۔ استغفار پڑھو اور توبہ کر کے مسلمان بنو۔ یہ مختصر سا مضمون دیوبندیوں وہابیوں کے لیے تحریر ہے۔ تاکہ محشر میں ہم یہ کہہ دیں کہ خداوند عالم ہم نے ان کو آگاہ کر دیا تھا کہ توبہ کریں اور نجات

حاصل کریں۔

(دستخط) خادم دین اسلام

فقیر سید محمد حسین القادری دہلوی از کراچی

حامی سنت قامع بدعت حضرت مولٰینا مولوی محمد حسین صاحب نعیمیؔ مفتی و ناظم اعلیٰ جامعہ نعیمیہ، لاہور

الجواب ہوالموفق للصواب قمر کا قول صحیح اور حق ہے۔ ظفر کا خیال باطل و فاسد ہے۔ بلا شبہ فاتحہ گیارھویں شریف عرصہ مدید سے بزرگان دین و مشائخ عظام و مستند و مقدر علماء کرام کا معمول رہا ہے گیارھویں شریف کے استحباب و استحسان پر تمام دنیا کے مسلمانوں میں عوام وخواص کا اجتماع ہے اس کا منکر گمراہ اور بیدین ہے۔ حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

لاتجتمع امتی علی الضلالة

کچھ نام نہاد موحدّوں کے خلاف سے اجماع پر کوئی اثر نہیں۔ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حکم ہے۔

اتبعوا السواد الاعظم۔

مالی عبادت کا ثواب و اجر کسی دوسرے کو ایصال کرنا شرعاً جائز ہے۔ احادیث کثیرہ اس سلسلے میں کتب حدیث میں مذکورہ ہیں جو اہل علم پر مخفی نہیں۔

گیارھویں شریف خود سرکار دو عالم فخر بنی آدم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے کی اور اس کا ثواب حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالی عنہ اور تمام مسلمانوں کو ایصال فرمایا۔ مشکوٰۃ شریف اور دیگر کتب حدیث میں تفصیلاً ذکر ہے۔

واللہ اعلم بالصواب

(دستخط) خادم العلوم الاسلامیہ

محمد حسین نعیمی ناظم جامعہ نعیمیہ

چوک دالگراں، لاہور

## مولٰینا مولوی ابوتراب سید فضل حسین شاہ صاحب خطیب مسجد باغیچہ ہاشم شاہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسئلہ مسئولہ کا جواب حضرت مولٰینا عبدالحق محدث دہلوی کا نہایت حق پر مبنی ہے۔ اور شریعت مطہرہ میں حضرت الشیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی گیارھویں کی کوئی حرمت محصول علیہ نہیں۔ اور وما اھل بہ لغیر اللہ کی آیت شریفہ سے گیارھویں شریف کی حرمت کو ثابت کرنا یہ قرآن مجید کے معانی اور مطالب سے نابلد ہونے کی دلیل ہے۔ خدا جانے اس وہابی فرقہ کے ذہن پر کس شیطان کا اثر ماثور ہے کہ یہ قرآن مجید کی آیات کا مطلب غیر محل و مواقع پیش کرتے ہیں اور بیجا تاویلات نکالنے کی مساعی کرتے ہیں اور عوام الناس کو دھوکہ دیتے ہیں۔ درحقیقت یہ فرقہ وہابیہ نجدیہ اولیاء کرام و العظام کی عقیدت سے منحرف ہے۔ اس لیے یہ فرقہ ہر اس امر کو ناجائز و ناروا ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے جس کو اولیاء کرام کی ذاتِ مقدسہ سے نسبت ہو جائے شریعت محمدیہ میں اس امر کے لیے صریح دلائل موجود ہوں۔ ہر ذی عقل اس بات کو خوب جانتا ہے کہ یہ تمام کام بطور ایصال ثواب کئے جاتے ہیں جن کے جوائز کے حق میں آیت قرآنیہ وحدیث پاک موجود ہیں اور آج تک کسی مفسر و محدث نے انکار نہیں کیا ہے بلکہ جواز میں فتویٰ دیا ہے۔ یہی حق و برحق ہے۔ کتاب الآثار میں ایسے امور کے جواز میں حدیث پاک موجود ہے۔ حضرت سعد رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کی والدہ ماجدہ کا انتقال ہوگیا اور حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور پر نور سیّد یوم النشور صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ اصحابہ وبارک وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوکر عرض کی کہ میری ماں کا انتقال ہوگیا ہے۔ اس کے ایصال ثواب کے لیے کونسی چیز خیرات کروں۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ الماء حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوراً حضور پاک کی مرضی سمجھ گئے۔ ایک کنواں کُھدوایا اور کہا ھٰذا البیر لامّ سعد یعنی یہ کنواں سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ماں کے لیے ہے۔ یعنی بطور ایصال ثواب۔ اس حدیث پاک کے بعد کسی وہابی ونجدی کو یہ حق نہیں پہنچتا ہے کہ وہ قرآن مجید کی آیت مقدسہ سے بیجا تأویل کر کے جائز و مستحسن امور کو ناجائز وحرام ثابت کرے۔

محض کلام یہ ہے کہ گیارھویں شریف بطور ایصال ثواب کی جاتی ہے۔ شریعت مطہرہ میں ایصال ثواب ہر اعتبار سے جائز و مستحسن ہے اس میں مخل ہونے والا حدیث پاک سے نابلد ہونے کا ثبوت پیش کرتا ہے۔ واللہ اعلم وعلمہ اتم واکمل۔

(دستخط) ابوتراب سید فضل حسین شاہ
خطیب مسجد باغیچہ ہاشم خاں

## مولٰینا مولوی جناب عمر النعیمی صاحب

## الجواب

ظفر کا قول غلط ہے۔ مااھل بہ لغیر اللہ کے معنی بھی اس نے غلط بیان کیے۔ اھلال کے معنی ہیں ذبح کے وقت غیر خدا کا نام پکارنا تمام تفسیریں اس پر شاہد ہیں جو معنی ظفر نے کہے اگر وہ معنی صحیح ہوں تو ہر سال قربانی میں کہتے ہیں۔ پہلے ظفر کی گائے قربانی کی جائے اس کے بعد قمر کی اس کے بعد خالد کی تو اِن

جانور ں پر بھی غیر خدا کا نام لیا گیا۔ ظفر کے قاعدہ کے مطابق یہ جانور حرام ہو گئے۔ حالانکہ شرعاً وہ حلال وطیب ہیں۔ قمر کا قول صحیح ہے کیا گیارھویں شریف سیدنا غوث پاک قدس سرہٗ کی بارگاہ میں کھانے اور قرأت قرآن کا ثواب پہچانا ہے۔ اور یہ شرعاً جائز ہے۔ حدیث وفقہ کی کتابوں میں مسئلہ موجود ہے کہ انسان اپنے عمل کا ثواب جیسے چاہے ایصال کرے۔ رہا وقت کی تعیین اس میں بھی شرعاً کوئی مضائقہ نہیں کسی نیک کام کو معین کر کے عمل کرنا اسے ناجائز نہیں کر دیتا۔ کسی فقہ اور حدیث کی کتاب میں نہیں کہ نیک کام وقت معین کے ساتھ کرنے سے حرام و ناجائز ہو جاتا ہے۔ جو ایسا کہتا ہے وہ شریعت میں اپنی رائے لگاتا ہے۔ اس کی رائے شرعاً معتبر نہیں۔ دین کے مسائل میں اپنی رائے لگانا بدعت ہے۔

واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

(دستخط) کتبہ العبد المعتصم مزمل النبی الامی عمر النعیمی

## مولٰینا مولوی حضرت صوفی قلندر علی شاہ صاحب قلعہ گوجر سنگھ، لاہور

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

حسنِ ظن سے ایک محسن دوست نے فقیر کو بھی مفتیوں کی صف میں شمار کر کے گیارھویں شریف کے متعلق استفتاء بھیج دیا ہے۔ کہ اس پر کچھ لکھا جائے۔ لہٰذا یہ چند سطور سپردِ قلم ہیں۔

گیارھویں کو حرام و ناجائز سمجھنے والوں کا یہ تشدد کہ یارھویں کا نام لینے والے کو شرک، بیدین اور پکا کافر شمار کرتے ہیں۔ دنیا بھر کے گنہگار بخشے جائیں مگر ان کے نزدیک گیارھویں کا قائل بخشش کے قابل ہی نہیں۔

افسوس کہ یہ لوگ اپنی پہلی زندگی کو کیونکر اور کس طرح بھول بیٹھے ہیں۔ یہ نہیں سمجھتے کہ دیسی مدارس و مکاتب کے غریب و نادار طلباء کا گذارہ ایسے ہی خیرات وصدقات پر ہوتا ہے۔ یہی یارھویاں بارھویاں آتی ہیں۔ اور ان کا خون وجسم اسی طیب غذا سے پرورش پاتا ہے۔ اور کھا پی کر جب موٹے تازے ہوگئے تو پھر یاد آیا کہ جو کھایا گیا حرام تھا۔

ہم نے گیارھویں کے تین حصے کر کے عوام الناس کو بتایا ہے کہ یہ تینوں کس طرح حلال ہیں۔

۱۔ تعیین الوقت ۲۔ اطعام الطعام ۳۔ تسمیۃ اللغیر

فقیر ان تینوں کی حلت و حرمت پر بحث کرتا ہے۔ علم اور عقل کو کام میں لائیں اگر حرام ہو تو نہ کھائیں۔ ورنہ پہلے عمل پر ہی قدم اٹھاتے جائیں۔

**۱۔ تعیین الوقت:۔** کسی نیک کام کے لیے وقت مقرر کر رکھنا مستحب بھی ہے اور مکروہ بھی۔ مکروہ وہ ہے جو آدمی تعیین کو ایسا فرض سمجھے کہ کچھ بھی ہو اس کو پس و پیش نہ ہونے دے۔ مثلاً کوئی غریب مسکین گھر اگر آجائے تو اسے یہ کہہ کر ٹال دیا جائے کہ ہمارے ہاں خیرات کے لیے فلاں روز آؤ پھر جو تمہاری قسمت میں ہوگا مل جائے گا۔ وہ پاؤں سے ننگا اور بدن پر کپڑا نہ رکھتا ہو۔ مگر یہاں خیرات کا ایک ہی مہینہ ہے۔ سائل مرے یا جیئے۔ لیکن وہ شخص جو سوالی کی حاجت پر غور کرتا ہے اور اس کے دل کو آرام پہنچاتا ہے۔ وہ اگر اپنی آسانی کے لیے کوئی خاص دن مقرر کر رکھے تو بلاشبہ جائز اور صحیح ہے۔ اس طرح کی تعیین کو برا کہنا اور سمجھنا حقیقت میں خود برا بننا ہے۔ کیونکہ ان امور کو جن کی تعیین اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی طرف سے ہے۔ اور بعض امور وہ جو سرکار کائنات محمد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قولاً فعلاً ثابت ہیں۔ بدعت اور شرک تعبیر کرنا سخت جہالت

ہے۔ وقت کا مقرر کرنا اگر معیوب ہوتا تو خود سرکار کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سے بچتے اور مولا کریم کی جانب سے ضرور کوئی حکم آجاتا۔ بلکہ تعیین وقتی تو عین سنتِ الٰہی اور سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کیا حج ونماز، روزہ، زکوۃ کا وقت معین نہیں ہے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر سال کے سر پر شہدائے احد کی زیارت کو تشریف لے جاتے اور فرماتے۔ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ بما صبرتم فنعم عقبى الدار اس حدیث کو ابن جریر نے بھی اپنی تفسیر میں نقل کیا ہے۔ جو فعل نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وقت کے معین کرنے کی دلیل ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر ہفتہ کے دن سواری پر یا کبھی پیادہ بھی مسجد قبا کی زیارت کو تشریف لے جایا کرتے۔ بجائے ہفتہ کے اگر کسی اور دن تشریف لے جاتے تو کیا تھا مگر ہفتہ کے مقرر فرمانے کی حکمت کو حضور علیہ السلام ہی بہتر جانتے ہیں کہ اس میں کیا راز تھا۔

سعید بن عاص صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر جمعہ اپنے دوستوں (صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو بلاتے کھانا کھلاتے، کپڑے پہناتے اور ہر جمعہ کی رات کو کسی اپنے نوکر کو دیناروں کی تھیلیاں دے کر غریب نمازیوں کے لیے جامع مسجد کوفہ میں بھیجا کرتے۔

بھلا اس تعین میں کیا حکمت ہے کہ ہمارے اعمال سوموار کو اور جمعرات کو حق تعالیٰ کے پیش کیے جاتے ہیں۔ حالانکہ ہر وقت اس کے سامنے ہیں۔ اور حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جنتی جمعہ کے دن رب کریم کی زیارت کیا کریں گے۔ اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ روایت کی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے ہر جمعہ کے دن

اعمالِ امت دکھائے جاتے ہیں اور میں دیکھتا ہوں کہ سب عملوں سے برا عمل زنا ہے۔ جس پر بہت سخت غضب الٰہی ہو رہا ہے۔ اس سے بھی وہی ثابت ہوا ورنہ ایام کی تبدیلی سے ایسا ہوتا تو کیا تھا۔

۲۔ تسمیۃ للغیر :- یعنی کسی کے نام پر کوئی چیز نامزد کرنا۔ یہ وہ مسئلہ ہے کہ خود سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد برکت میں کئی اشیاء کسی کے نام پر نامزد کی جاتی تھیں۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان پر اعتراض نہیں فرمایا۔ حالانکہ آپ کو ان کا اللہ تعالیٰ کے سوا نامزد ہونا معلوم تھا۔ کتاب الآثار امام محمد بن حسن شیبانی کے باب الایمان میں ہے کہ عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ریوڑ سے ایک بکری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے نامزد کی ہوئی تھی اور اس کی ایک حبشن خادمہ کو جو اس کو چراتی تھی حفاظت کی تاکید فرماتے اور خود بھی ہر روز اس کا خیال رکھتے۔ ایک دن اس کی دیکھ بھال کی تو وہ بکری نظر نہ آئی۔ راعیہ حبشیہ سے پوچھا تو اس نے کہا کہ وہ بکری ضائع ہوگئی ہے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غصہ میں آکر اسے ایک دھپڑ مارا وہ بیچاری دھپڑ کھا کر خاموش ہوگئی اس سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا کسی دوسرے بزرگ کے لیے کسی شے کا نامزد کرنا جائز ہے۔ حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں عرض کیا کہ میری ماں کا انتقال ہوگیا ہے۔ اس کے لیے برائے ثواب کونسی چیز کا اہتمام کروں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''پانی'' یہ سن کر سعد نے ایک کنواں کھدوایا جو اس وقت سے بعد تک (سعد کی ماں کا کنواں) مشہور رہا اور فی زمانہ تو بیوی، بھینس، مال زمین، زر، جائیداد غرضیکہ ہر چیز کسی کے نام پر کر کے یہ ثابت کیا جاتا ہے کہ اس کے بغیر چارہ ہی نہیں۔

۳۔ اطعام الطعام:۔ کسی کو کھانا کھلانا۔ یہ تمام نیک بندوں کا فعل رہا ہے۔ جس کی نیکی سے کوئی انکار نہیں کر سکتا اور پھر اس پر اگر دوام کی توفیق ہو جائے تو سبحان اللہ کسے اس کا ثواب نہ ملے گا۔ اس کی اتنی مثالیں موجود ہیں کہ بیان نہیں کی جاسکتیں اور فی زمانہ تو چپے چپے پر اس عمل کے شواہد موجود ہیں۔ مساجد، یتیم خانے، مدارس و مکاتب میں کتنی قسم کے کھانے آتے ہیں اور کون ان کو حرام سمجھ کر نہیں کھاتا۔ بات وہی ہے کہ کسی نے مولوی صاحب سے کہا کہ وہ فلاں شخص کھانا لیے جا رہا ہے۔ مولوی صاحب بولے کہ ہمیں کیا۔ اس نے کہا کہ آپ کی مسجد میں لے جا رہا ہے۔ تو کہنے لگے تمہیں کیا اپنے حصے میں غیر کا دخل گوارا نہیں۔ ورنہ ان کے نزدیک حلال سب کچھ ہے۔ اعمال اعتقادیہ اور عبادات مالیہ میں مجازاً کسی دوسرے کا نام لینے سے شرک لازم نہیں آتا۔ فرق صرف نیت کا ہے تعصب کی کسوٹی پر پرکھنے سے شریعت مٹ نہیں سکتی۔ تکفیر کے شوقین مولویوں کو رب العزت جل و علا شانہٗ سے ڈرنا چاہیے۔ نیکی مٹانے کی سعی کرنا اپنے ایمان سے ہاتھ دھونا ہے۔

رقمہ بقلمہ ماہر رموز حقیقت عالم اسرار شریعت قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین حضرت مولانا مولوی صوفی صافی جناب قلندر علی شاہ صاحب مدظلہ العالی، لاہور

اختصار تحریر از خامۂ قامع بدعت حامیٔ سنت جناب مولٰینا مولوی محمد عنایت اللہ صاحب خطیب جامع مسجد سانگلہ ہل

ھو الموفق للصّواب بحق حبیبہٖ الذی ھو عالم الاوّلین والاٰخرین۔

گیارھویں شریف حضور سیدنا وغوثنا وغوث الثقلین وغیاث الدراین وامام الثقلین حضرت نور علیٰ نور سیدنا غوث اعظم علیہ رحمۃ واسعۃ کی بارگاہِ غوثیت کبریٰ میں ایصال ثواب کا ایک ہدیہ و نذرانہ ہے جس کو کرنا از روئے قرآنِ کریم و حدیث شریف جائز بلکہ مسلمانوں کی شان ہے اور اس کے ثبوت کے لیے فقیر دیوبندیہ وہابیہ کے مشترکہ امام ابنِ قیم کی کتاب ''کتاب الروح'' کی عبارات چند نقل کرتا ہے تاکہ مخالف گیارھویں شریف خود اپنے گھر کی کتاب ابن قیم کا مطالعہ کرکے دیکھ لے۔ اس کو کوئی عذر باقی انکار کا نہ رہ جائے۔ جو شخص حوالہ غلط ثابت کرے فی حوالہ یکصد روپیہ انعام لے سکتا ہے۔

ابن قیم حدیث بخاری شریف سے حدیث نقل کرتا ہے ''کتاب الروح'' مطبوعہ مصر ص ۱۷۶ میں ہے (وفی صحیح البخاری)

عن عبداللّٰہ بن عباس ان سعد بن عبادۃ توفیت امّہ وھو غائبٌ عنھا فاتی النبیّ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقال یا رسولَ اللّٰہ انّ امّی توفیت و اناغائب عنھا فھَل ینفعھا ان تصدقت عنھا قال نعم

سرکار سید المفسرین سرکار عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ سرکار سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ محترمہ انتقال فرما گئی تھیں اور وہ حاضر نہ تھے پس وہ بارگار شہنشاہ کون ومکان مالک زمین و آسمان علیہ الصلوٰۃ والسلام میں حاضر ہوئے۔ عرض کیا ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری والدہ انتقال فرما گئی ہے اور میں موجود نہ تھا۔ پس کیا نفع پہنچے گا میری والدہ کو اگر میں کچھ خرچ کرکے ان کی روح کو ایصال ثواب کروں؟ تو حضور نبی کریم رؤف و رحیم صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''ہاں'' تو اصحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک باغ کا باغ والدہ کے نام صدقہ کر دیا۔ اس بخاری شریف کی صحیح حدیث سے معلوم ہوا کہ جو بھی

نیک سلسلہ ایصال ثواب کے لیے کیا جائے اگرچہ وہ گیارھویں شریف ہو یا عرس مبارک ہو یا ختم شریف ہو یا قل ہوں یا چالیسواں ہو یا مجلس میلاد شریف ہو سب کا ثواب ہدیۃً اہل برزخ کو پہنچ جاتا ہے بفضلہٖ تعالیٰ اہل سنت کا عمل حدیث شریف کے موافق ہے مخالف نہیں ہے۔ اب بتائیں ذرا دیو بندی وہابی ان کا عمل منع کرنا یہ کس آیت کس حدیث کے موافق ہے۔

گیارھویں شریف، بارھویں شریف، چھٹی شریف، عرس مبارک اور ختموں کا نور کے طشتوں میں مقربان الہٰ اور محبوبانِ خدا کی خدمت میں پہنچنا (ابن قیم کی زبانی)

''کتاب الروح'' ص ۱۳۳ میں ہے۔

قَالَ بشار بن غالبٍ رایت رابعۃ منامی و کُنتُ کثیر الدعاء لھا قالت لی یا بشار بن غالبٍ ھدایاکَ تاتینا علیٰ اطباق من نورٍ مخمّرۃ بمنا دیل الحریر قلتُ کیف ذالکَ قالت ھٰکذا دُعاءُ المومنین الاحیاءِ اِذا دعوا للموتی استجیب لھم جعل ذالکَ الدعاء علیٰ اطباق النور و خمر بمنادیل الحریر ثُمّ اتی بھا الّذی دعی لہٗ من الموتیٰ فقیل ھذہٖ ھدیۃ فلانٍ الیکَ

ترجمہ: سرکار بشار بن غالب فرماتے ہیں کہ میں نے سرکار رابعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو خواب میں دیکھا اور فرمایا اے بشار بن غالب! تمہارے ہدیئے ہمارے پاس پہنچتے ہیں نور کے طشتوں میں اور ریشمی رومالوں سے ڈھانپے ہوئے ہوتے ہیں۔ میں نے عرض کیا ''حضور یہ کیسے؟'' ارشاد فرمایا ''زندے مسلمان جب اہل

قبور کے لئے دعا کرتے ہیں مولا کریم اس کو قبول فرما کر اس دعا کو نور کے طشتوں میں رکھا کر ریشمی رومالوں سے ڈھانپ کر پھر جس کے لئے وہ دعا کی گئی اس کو پہنچا دیتا ہے اور (فرشتے) اس کو یوں کہتے ہیں کہ یہ فلاں شخص کا ہدیہ آپ کے پاس لایا گیا ہے۔''

ابن قیم کی اس عبارت سے ثابت ہوا کہ گیارھویں شریف بڑے درجے کی، بڑی شان اور فضیلت کی شے ہے۔ جو غلام سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گیارھویں شریف دیتا ہے اس کا نام ملائکہ کرام بارگاہِ غوثیت کبریٰ میں لیتے ہیں یہ کس قدر بڑی خوش بختی اور سعادت عظمیٰ ہے۔ کہ ایک گنہگار مسلمان گیارھویں شریف کا ختم دلوائے تو اس کا نام ملائکہ کرام بارگاہِ غوثیت کبری میں لیں۔ اگر ایک گنہگار امتی سرکار شہنشاہِ کون و مکاں مالک زمین و آسمان علیہ افضل الصلوۃ والسلام کا ختم شریف دلوائے تو اس کا نام گنبدِ خضراء میں بارگاہِ رسالت میں ملائکہ کرام لیں کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ فلاں اُمتی کا ہدیہ بارگاہ میں حاضر ہے۔ اب ذرا اہل سنت کے عمل میں جو یہ کام کرتے ہیں اس کی شان دیکھئے اور مانعین دیوبندیہ وہابیہ کی انکار کی نحوست ان پر جو پڑتی ہے اور جن جن برکات فیوضات انعامات سے یہ لوگ بدنصیب محروم رہتے ہیں دیکھئے ذرا انصاف کیجئے۔ (گیارھویں شریف کرنا اولیآء اکابرین امت کا فعل مبارک ہے)

حضرت شیخ المحدثین شیخ شیوخ علماء الہند برکت المصطفے فی دیار الہند شیخ عبدالحق محدث دہلوی ماثبت بالسنۃ کے صفحہ ۱۷۳ پر فرماتے ہیں۔

قد اشتهر فی دیار نا هذا الیوم الحادی عشر و هو المتعارف عند مشائخنا من اهل الهند من اولاده

ہمارے ملک ہندوستان میں گیارھویں کا ختم دلوانا مشائخ طریقت اولیاء

کرام کا فعل شریف ہے تو ثابت ہوا کہ گیارھویں شریف بفضلہٖ تعالیٰ اولیا کرام کی سنت ہے۔ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم پر عمل شریف ہے۔ یہ تو ہے عمل اہل سنت کا منعم علیہم گروہ اولیآء کرام کی سنت پر عمل کر رہے ہیں۔ وہابیہ دیو بندکس گروہ کے عمل پر عامل ہیں ذرا انصاف کریں (وہابیہ نجد یہ خارجیہ غیر مقلدین کے ہاں کچھوا کھانا حلال ہے) فتاویٰ ثنائیہ جلد اول صفحہ ۵۵۷ میں ہے۔

سوال:- کچھوا کوکرا اور گھونگا حرام ہیں یا حلال؟

جواب:- قرآن وحدیث میں جو چیزیں حرام ہیں ان میں یہ تینوں نہیں اور حدیث شریف میں آیا ہے۔

ذرونی ماتر کتم

جب تک شرع تم کو بندش نہ کرے تم سوال نہ کیا کرو۔

ان تینوں سے شرع شریف نے منع یا بند نہیں کیا لہذا حلال ہیں۔ وہابیہ نجدیہ خارجیہ نے کچھوا تو حلال کر دیا مگر گیارھویں شریف ،میلاد شریف ،عرس مبارک، سب کو حرام کہتے ہیں اور کہتے ہیں ان کا شرع میں ثبوت نہیں تو وہابی صاحبو جس ثبوت سے تمہارا کچھوا حلال ہو گیا ہے اسی سے ہماری گیارہویں شریف ،مجلس میلاد شریف وغیرہ سب حلال و جائز مباح ہیں۔ جس طرح تم کہتے ہو کہ شرع نے کچھوا کو حرام نہیں کیا اور جس شے کو شرح شریف حرام نہ کرے وہ حلال ہے تو ہم پوچھتے ہیں گیارھویں شریف مجلس میلاد شریف کو شرع شریف نے حرام کہاں فرمایا ہے۔ جب شرع حرام نہیں فرماتی تو یہ حلال ، جائز اور مباح ہیں۔ تمہیں کچھوا مبارک ہو ہم اہل سنت کو گیارھویں شریف، میلاد شریف اور عرس مبارک ہو۔ تمہارا نصیب تمہارے ساتھ ہمارا نصیب ہمارے ساتھ۔

(دیو بندیہ وہابیہ خارجیہ کے ہاں کوّا کھانا ثواب ہے) دیکھو فتاویٰ رشیدیہ جلد ۲۔ص ۱۳۵۔ مسلمانو! ذرا انصاف کرو! جو فرقے پھوے، کوّے کے کھانے کو حلال اور ثواب جانتے ہیں وہی فرقے وہی مولوی سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گیارہویں شریف کو حرام کہتے، بدعت وشرک بتاتے ہیں ان مولویوں کو خدا کا خوف کرنا چاہیئے۔

عدم فرصتی کی وجہ سے فقیر پوری تفصیل سے لکھ نہیں سکا مگر جو تحریر کر دیا گیا ہے ایمان والوں کے لیے اتنا ہی کافی ووافی ہے اور بے دین بدعتی گمراہ کے لیے دفتر بھی ناکافی ہیں۔

والله تعالیٰ ورسوله الا علیٰ اعلم الجقیقة الحال

وصدق المقال والیه المرجع والمآل

دستخط: الراقم الفقیر محمد عنایت اللہ سگِ دربار غوثیہ رضویہ

خطیب شہر سانگلہ ہل۔ ضلع شیخوپورہ 57-7-2

## عالم باعمل فاضل بے بدل حضرت مولٰنا مولوی محمد مہر الدین صاحب ناظم جامعہ غوثیہ لاثانیہ لاہور، سابق مدرس اعلیٰ انجمن نعمانیہ وحزب الاحناف لاہور

الجواب ھوالموفق للصواب:

اَللّٰھُمَّ اَرِنَا حَقَائِقَ الاشیأ کَمَاھِیَ

صورت استفتا کا خلاصہ یہ ہے کہ ظفر دیو بندی ہے اور کہتا ہے کہ

ا۔ موجودہ گیارھویں شریف ناجائز اور حرام ہے۔

۲۔ اور یہ مَا اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ میں داخل ہے اور مَا اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ کی طرح یہ بھی ناجائز اور حرام ہے۔

۳۔ گیارھویں شریف کے لیے تعین تاریخ بدعت سیۂ ہے اور ناجائز

۴۔ جو لوگ معین تاریخ پر گیارھویں کرتے ہیں وہ بدعتی اور گمراہ ہیں۔

۵۔ ظفر دیوبندی اپنے آپ کو حنفی کہتا ہے۔

جواب نمبرا۔ ظفر دیوبندی نے در حقیقت گیارھویں شریف کی حقیقت کو سمجھا نہیں ہے ورنہ اس کو اشکال نہ ہوتا۔ گیارھویں شریف کی حقیقت ملاحظہ فرمائیے:

تبصرۃ العیون الرؤیۃ اسرار المکنونِ مطبوعہ غوثیہ واقعہ کلکتہ ۱۳۱۰ھ صفحہ ۱۷۴ پر مرقوم ہے۔ ”وجہ اور خصوصیت گیارھویں شریف کی یہ ہے کہ حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد گیارھویں پشت میں حضرت کے پیدا ہوئے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت پیران پیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد ماجد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک گیارہ پشتیں گزریں اور حضرت خاتم رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ ان اللہ وتر یحب الوتر یعنی اللہ طاق اور اکیلا ہے۔ اور دوست رکھتا ہے عدد طاق کو کہ وہ اس کی صفات مخصہ سے ہے لہذا حضرت غوثیت مآب کو بھی باتباع سنت الٰہی وحکم شریعت رسالت پناہی یہ عدد یازدہم کا کہ طاق ہے نہایت ہی درست اور محبوب تھا اور چونکہ ظہور نور کوکب غوثیت برج یازدہم آسمانِ رسالت سے رشد وہدایت تمامی امت کے واقع ہوا پس اسی حساب سے حضرت غوثیت مآب اپنے کل آبا واجداد امجاد کے نام پر تا حضرت خاتم رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر ماہ میں فاتحہ اور ایصالِ ثواب کرتے تھے۔ اور کل مریدانِ اور کل خاندانِ غوثیت اور اصحاب قادریہ میں تا الی الآن جاری اور متوارث چلا آتا ہے اور حقیقت اس کی یہ ہے کہ ہر ماہ کی گیارھویں کو جو کچھ ممکن ہوا کھانا یا شیرینی مہیا کر کے کسی قدر

قرآن مجید پڑھ کر بار واح طیبّات تمامی بزرگان از پیغمبراں واز ملائکہ واز صحابہ و تابعین و تبع تابعین واز اولیاء وعلماء مجتہدین والمقلدین از متقدمین ومتاخرین و صالحین امت وعامہ مومنین کلھم اجمعین کو بوسیلہ جمیلہ حضرت سید المرسلین صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلیٰ آلہ الیٰ یوم الدین ایصال ثواب کر کے شے ماحضر کو حاضرین میں تقسیم کر دینا اور بڑی گیارھویں یعنی ماہ ربیع الثانی میں کچھ زیادہ سامان طعام یا شیرینی وغیرہ کا بشرط امکان فراہم کرنا اور سوائے فاتحہ معمولی کے کسی قدر فضائل اور مناقب حضرت غوث ِاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیان کر کے ایصال ثواب کر دینا اور بس یہ ہی طریقہ ایصال ثواب کا معمول اور متوارث بزرگانِ دین کا ہے جو یہاں پر بیان ہوا۔ اس عبارت سے واضح ہوا کہ گیارھویں شریف کا مطلب صرف اس روز ایصال ثواب ہے اور بس۔

مَاثَبَتَ بِالسُّنَّۃ مصنفہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ میں ہے۔ کہ

وَقد اشتھر فی دیارنا ھذا لیوم الحادی عشرو المتعارف عند مشائِخنا من اھل الھندِ من اولادہٖ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ترجمہ:- یعنی ہمارے ملک میں یہ دن وصال پاک کا گیارہ تاریخ ربیع الثانی اور ہمارے اہل ہند کے مشائخ میں متعارف ہے۔ جو حضرت قدس سرہٗ کی اولاد میں سے ہیں۔ اور وجیز الصراط (مصنفہ مولیٰنا محمد فیض عالم ابن علامہ ملاں جیون مرحوم) میں بھی یوں ہی ہے۔

مذکورہ عبارت سے ثابت ہوا کہ گیارھویں شریف کی حقیقت صرف ایصال ثواب ہے اور یہ بلاشبہ شرعاً وعقلاً درست اور صحیح ہے۔

والا صل فِی ھذا الباب ماقال فی الھدایۃ اِنَّ الانسانَ لہ ان یجعلَ ثوابَ عملہ لغیرہ صلوٰۃً اَوْ صوماً اَوْ صدقۃً اَوْ غیرھا

ترجمہ:- اور اس ایصال ثواب میں اصل وہ بات ہے جو کہ صاحب ہدایہ[1] نے تحریر فرمائی ہے۔ کہ انسان اپنے ہر نیک عمل نماز، روزہ یا صدقہ وغیرہ کا ثواب دوسرے کو پہنچا سکتا ہے اسی طرح دوسرے فتاویٰ جات مثلاً فتاویٰ حدیثیہ، تنقیح الحامدیہ، بدائع، ردمختار تاتار خانیہ، محیط وغیرہ میں بھی مذکور ہے۔

پس ثابت ہوا کہ ایصال ثواب شرعاً جائز اور درست ہے۔ اس کے جواز پر علماء امت کا اجماع ہے تو اجماعی جواز اور شرعی مباح کو ناجائز اور حرام کہنا شریعت پر افترا اور بہتان ہے۔ حدیث شریف میں ہے۔

لن تجتمع اُمتِی علیٰ الضَّلالۃِ

ترجمہ:- میری امت گمراہی پر متفق نہیں ہوسکتی۔ نیز حدیث شریف میں ہے۔

مَارأہ المومنونَ حَسَناً فھو عنداللّٰہِ حَسَنٌ

ترجمہ:- جس کو اہل ایمان اچھا کہیں وہ اللہ کے حکم میں بھی اچھا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ جس پر علماء امت کی اکثریت متفق ہو جائے وہ قطعی طور پر شرعاً جائز اور درست ہے۔ اس کو ناجائز اور حرام کہنا گویا اپنی نئی شریعت گھڑنا ہے۔

**جواب نمبر۲۔** رہا یہ امر کہ موجودہ گیارہویں شریف مَا اُھِلَّ بہٖ لِغَیر اللّٰہ میں داخل ہے۔ یہ بھی درست نہیں کیونکہ مَا اُھِلَّ بہٖ لغیرِ اللّٰہ کا اگر یہ مطلب لیا جائے کہ وہ چیز جس پر غیر اللہ کا نام لیا جائے وہ حرام ہے تو یہ قطعاً غیر صحیح ہے۔ کیونکہ قرآن مجید میں اشیاء کو غیر اللہ کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ دیکھئے۔

اَموٰلکمْ، اولادکم، امائکم، انفسکم، ازواجکم، امھاتکم وغیرہ الفاظ قرآن میں موجود ہیں۔ اسی طرح حدیث شریف میں یہ نسبت الی الخیر

---

1- ہدایہ حنفی فقہ کی معتبر کتاب ہے۔

موجود ہے۔ ان سے ثابت ہوتا ہے کہ کسی چیز پر غیر اللہ کا نام آنے سے وہ چیز ناجائز اور حرام نہیں ہوتی بلکہ شرعاً اسے استعمال کرنے کی تاکید کی گئی ہے۔ مثلاً قرآن مجید میں ہے کہ کفار نابکار نے بعض جانوروں کو بتوں کے نام پر موسوم کر رکھا تھا اور بحیرہ، سائبہ، وصیلہ، اور حام سے ان کو پکارتے تھے۔ اسلامی دور میں ان کو محض اس وجہ سے کہ ان پر غیر اللہ یعنی بتوں کا نام لیا گیا غیر اللہ کی طرف منسوب کیے گئے ناقابل استعمال تصور کیا گیا جس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

مَاجَعَلَ اللّٰهُ مِنْ بَحِيْرَةٍ وَّلَا سَائِبَةٍ وَّلَا وَصِيْلَةٍ وَّلَا حَامٍ

الآیہ جس میں یہ بتایا گیا کہ ان جانوروں کی ہم نے حرام نہیں کیا اور نہ کسی پر غیر اللہ کے بولنے سے وہ چیز حرام ہو سکتی ہے۔ کفار نے بلاوجہ افترا بازی سے کام لیا ہے اپنی طرف سے ان کو حرام کر دیا ہے نہ کہ ہم نے حرمت کا حکم دیا ہے بلکہ یہ جانور جن پر غیر اللہ اور بتوں کا نام لیا گیا ہے۔ حلال وطیب ہیں ان کو تم ہر طرح سے استعمال کر سکتے ہو۔ چنانچہ یہ آیہ کریمہ نازل فرما کر حقیقت واضح کر دی۔

يٰاَيُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِي الْاَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ

ترجمہ:- اے لوگو کھاؤ تم حلال اور پاک چیزیں جو زمین پر ہیں اور ان کے حرام کرنے میں شیطان کی پیروی مت کرو۔ بحوالہ تفاسیر معتبرہ جلالین، حسینی، جامع البیان، احمدی وغیرہ۔

حدیث صحیح میں ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دربار رسالت میں یہ عرض کی کہ میری والدہ فوت ہوگئی ہے فرمایا جائے کہ کون سا صدقہ کروں تا کہ اس کا ثواب میری والدہ کو پہنچے آپ نے فرمایا کہ کنواں لگوا دو چنانچہ انہوں نے

کنواں کھدوایا اور وقف کیا اور اس کا نام ''ام سعد کا کنواں'' رکھا (نہ کہ ''اللہ کا کنواں'') جو کہ آج تک مشہور و معروف ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوق اس سے پانی پیتی ہے۔ اگر غیر اللہ کا نام آنے سے چیز حرام ہو جاتی ہے تو کنواں مذکورہ نام کی وجہ سے ناقابل استعمال اور اس کا پانی حرام ہو جاتا۔

نیز عقل بھی اس کو تسلیم نہیں کرتی کہ جس چیز پر غیر اللہ کا نام پکارا جائے وہ چیز حرام ہو جاتی ہے ورنہ اگر کہا جائے کہ یہ بیوی تمہاری ہے یا اللہ کی (معاذ اللہ) اگر کہو کہ تمہاری ہے تو وہ تم پر قطعاً حرام ہوئی کیونکہ تم غیر اللہ ہو اور کہو کہ اللہ کی (معاذ اللہ) تو یہ کفر ہے۔ مَا اُھِلَّ بِہٖ لِغَیرِ اللّٰہ کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ کسی چیز پر غیر اللہ کا نام آنے سے وہ چیز حرام اور ناجائز ہو جاتی ہے بلکہ مَا اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہ کا معنی یہ ہے کہ بوقت ذبح غیر اللہ کا نام لیا جائے۔ اور غیر اللہ کا نام لے کر ذبح کیا جائے۔ جیسا کہ تفاسیر معتبرہ میں مذکور ہے۔

ثابت ہوا کہ گیارھویں شریف مَا اھل بہ لغیر اللہ میں ہرگز داخل نہیں ہے اور یہ کسی شے پر غیر اللہ پکارنے سے وہ چیز حرام نہیں ہوتی اور یہ کہ گیارھویں شریف کی تقریب شرعی طور پر بالکل صحیح ہے یہی وجہ ہے کہ تفسیر احمدی ص ۴۵ میں فرمایا۔

وَمِن ھُھُنا علم اَنَّ البقرۃ المنذورۃ لِلاَوْلِیاءِ کما
ھو الرسم فی زماننا حلال طیّبٌ لانہ لم بذکر اسم غیر اللّٰہ
علیہ وقت الذبح وان کانو ینذرو نھا لہٗ

ترجمہ:- یہاں سے واضح ہوا کہ اولیاء کرام کے لیے بنا بر رسم جو گائے نذر مانی جاتی ہے۔ وہ بالکل حلال اور طیب ہے کیونکہ اس پر ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام نہیں لیا گیا۔

**جواب نمبر۳۔** کسی کار خیر کے لیے تاریخ کا تعین کرنا بلاشبہ جائز ہے۔

اگر وقت معین نہ کیا جائے تو بسا اوقات وہ کام رہ جاتا ہے۔'' فیصلہ ہفت مسئلہ'' میں حاجی امداد اللہ صاحب ارشاد فرماتے ہیں۔'' رہا تعیین تاریخ یہ بات تجربہ سے معلوم ہوتی ہے کہ جو امر کسی خاص وقت میں معمول ہوا اس وقت وہ یاد آجاتا ہے اور ضرور ہو رہتا ہے۔ اور نہیں تو سال ہا سال گذر جاتے ہیں کبھی خیال بھی نہیں ہوتا۔ اس قسم کی مصلحتیں ہر امر میں ہیں ان کی تفصیل طویل ہے۔ محض بطور نمونہ تھوڑا سا بیان کیا گیا۔ ذہین آدمی غور کر کے سمجھ سکتا ہے اور قطع نظر مصالح مذکورہ کے ان میں بعض اسرار بھی ہیں پس اگر یہی مصالح بنائے تخصیص ہوں تو کچھ مضائقہ نہیں۔'' شریعت پاک میں کسی جائز امر کے لیے تعیین تاریخ اور دن بالکل جائز ہے چند نظائر ملاحظہ ہوں:-

ابو داؤد شریف میں ہے۔ (ترجمہ) لوگوں نے مینہ نہ برسنے کا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شکوہ کیا۔ جس پر آپ نے عید گاہ میں منبر شریف رکھنے کا حکم فرمایا اور ایک دن معین کر دیا۔

بخاری شریف میں ہے (ترجمہ) حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر ہفتہ کے دن مسجد قبا میں تشریف لایا کرتے تھے۔ کبھی پیدل اور کبھی سواری پر اور اس میں دو رکعت نماز ادا فرمایا کرتے تھے۔

صحیح بخاری و مسلم میں ہے۔ (ترجمہ) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر جمعرات لوگوں کو وعظ فرمایا کرتے تھے۔

ترمذی اور نسائی شریف میں ہے (ترجمہ) کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر پیر اور جمعرات کے روز روزہ رکھا کرتے تھے۔

بہر صورت تعین تاریخ دینی و دنیوی معاملات میں ایک امر مندوب اور

شے مستحسن ہے جس کا التزام کاروبار کی تکمیل کا ضامن اور کفیل ہے۔ اس پر بلاوجہ لے دے کرنا اور ناجائز اور حرام تک کہہ دینا عقلاً اور نقلاً قبیح اور مذموم ہے۔

**جواب نمبر۴۔** جب شرعی اور عقلی طور پر یہ امر ثابت ہوگیا کہ گیارھویں شریف شرعاً جائز ہے نہ کہ بدعت تو کرنے والوں کو بدعتی اور گمراہ کہنا انتہائی طور پر بددیانتی کا مظاہرہ ہے خداوند تعالیٰ ایسی ناجائز حرکتوں سے محفوظ فرمائے۔

**جواب نمبر۵۔** یہ کہ ظفر دیوبندی ہے اور اپنے کو حنفی کہتا ہے۔ اس پر زیادہ کہنے کی چنداں ضرورت نہیں صرف اتنا معروض ہے کہ دیوبندیت اور حنفیت میں فرق ہے مثال کے طور پر مولوی اسماعیل دہلوی دیوبندیوں کے بڑے بزرگ ہین ان کی کتاب تقویۃ الایمان کو جملہ دیوبندی تسلیم کرتے ہیں۔ کہ یہ مولوی اسماعیل کی کتاب ہے۔ (جو درحقیقت کتاب التوحید کا ترجمہ ہے) اور اس کو پڑھنے پڑھانے کے لیے بڑے زور شور سے تبلیغ کرتے ہیں۔ ملاحظہ ہو فتاویٰ رشیدیہ کامل مبوب ص ۴۱ (جو حال ہی میں محمد سعید اینڈ سنز تاجران کتب کراچی نے شائع کی ہے) مولوی رشید احمد گنگوہی تقویۃ الایمان کے متعلق لکھتے ہیں۔

"کتاب تقویۃ الایمان نہایت عمدہ اور سچی کتاب ہے۔ اور موجب قوت اصلاح ایمان کی ہے۔ اور قرآن وحدیث کا مطلب پورا اس میں ہے۔ اس کا مصنف ایک مقبول بندہ تھا۔

اسی صفحہ پر ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں۔ "مولوی اسماعیل صاحب عالم متقی اور بدعت کے اکھاڑنے والے اور سنت کے جاری کرنے والے اور قرآن وحدیث پر پورا عمل کرنے والے اور خلق اللہ کو ہدایت کرنے والے تھے ............ اور کتاب تقویۃ الایمان نہایت عمدہ کتاب ہے اور رد شرک و

بدعت میں لاجواب ہے۔ استدلال اس کے بالکل کتاب اللہ اور احادیث سے ہیں۔ اس کا رکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام ہے اور موجب اجر کا ہے۔ اس کے رکھنے کو جو برا کہتا ہے۔ وہ فاسق اور بدعتی ہے۔

اسی فتاویٰ رشیدیہ کے صفحہ ۴۴ پر ہے۔ ''بندہ کے نزدیک سب مسائل اس کے صحیح ہیں اگرچہ بعض مسائل میں بظاہر تشدد ہے اور توبہ کرنا ان کا بعض مسائل سے محض افترا اہل بدعت کا ہے............ اور تمام تقویۃ الایمان پر عمل کرے۔

خط کشیدہ الفاظ سے ثابت ہوتا ہے کہ دیو بندی خیال میں مولوی محمد اسماعیل بزرگان دین سے ہیں۔ عالم، متقی، مقبول الٰہی قران مجید اور سنت کے صحیح مبلغ اور شرک و بدعت کے اکھاڑنے والے تھے۔ اور ان کی ''تقویۃ الایمان'' عمدہ کتاب ہے۔ قرآن و حدیث کا صحیح نقشہ ہے اول سے آخر تک موجب ہدایت ہے اور سب کی سب واجب العمل کہ اس کا پڑھنا پڑھانا عین اسلام ہے اور ذریعہ حصول ثواب۔ اس کا انکار فسق اور بدعت ہے اور مصنف نے اس کے کسی مسئلہ سے توبہ اور رجوع نہیں کیا۔

اب تقویت الایمان سے بطور نمونہ مشتے از خروارے چند عقائد دیوبندیہ پیش کیے جاتے ہیں ملاحظہ ہوں۔

جو شخص حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مشکل کے وقت پکارے اور آپ کو اپنا وکیل اور سفارشی سمجھے وہ شخص اور ابوجہل شرک میں برابر ہیں۔ (تقویۃ الایمان ص ٦) مدینہ منورہ کو سفر کرتے وقت راستے میں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہنا شرک ہے۔ (ص ۷، ۸) سب انبیاء اولیاء اس کے روبرو ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں۔ (ص ۴۴) ہر مخلوق چھوٹا ہو یا بڑا اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی

زیادہ ذلیل ہے۔ (ص ۱۱) انبیاء امام، امام زادہ، پیر، شہید سب انسان ہیں اور عاجز بندے ہیں اور ہمارے بھائی سو......... کی تعظیم بڑے بھائی جیسی کرنی چاہیئے۔ (ص ۴۸) انبیاء اولیاء وغیرہ کی جناب میں یہ عقیدہ نہ رکھے کہ وہ غیب کی بات جانتے ہیں بلکہ......... جناب میں بھی یہ عقیدہ نہ رکھے (ص ۲۰) جس کا......... وہ کسی چیز کا مختار نہیں (ص ۳۲) ......... کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ (ص ۴۶) ......... مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں (ص ۴۸) علیٰ ہذا القیاس اسی طرح اس مولوی محمد اسماعیل نے اپنی اور تصانیف میں اکثر باتیں شرعی طور پر ناقابل برداشت تحریر کی ہیں اور نہ دیگر حضرات دیو بندیہ نے کوئی کسر باقی چھوڑی ہے۔

نوٹ:- بے ادب اور مردہ ضمیر جس طرح اس کا جی چاہے کہے اور لکھے لیکن زندہ دل مسلمان کے ایمانی جذبات گوارا نہیں کرتے کہ اپنے آقا و مولا حضور نبی کریم واجب التعظیم رؤف و رحیم و تکریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا نام نامی اور اسم گرامی بلا تعظیم و تکریم اپنی زبان اور قلم سے نکالے یا لکھے اس لیے عبارت مندرجہ بالا کے درمیان جو جگہ خالی چھوڑی گئی ہے قارئین (اگر ان کی ضمیر اجازت دیتی ہے) خود ہی پر کرلیں ورنہ اصل کتاب (تقویۃ الایمان) سے حوالہ جات بچشم خود مطالعہ کرلیں۔

عاقل را اشارہ کافی ست

مذکورہ بالا عبارات تقویۃ الایمان میں جن عقائد و اعمال کی تشریح اور تصریح کی گئی ہے۔ اہل قلم حضرات پر واضح ہے کہ یہ حنفی عقائد ہرگز نہیں ہیں۔ اہل سنت والجماعت ان عقائد کے سخت خلاف ہیں جن کو دیو بندی حضرات نے موجب اجر، واجب، العمل اور بعینہٖ اسلام بتایا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب

کو نیک اعمال کی توفیق عطا فرمائے اور قرآن و سنت کی روشنی میں زندگی بسر کرنے کی جرأت ارزانی فرمائے آمین ثم آمین۔

دستخط: بندہ ناچیز کمترین خلق محمد مہر الدین مدرس نعمانیہ۔ لاہور 24.2.57

## عالم اجل افاضت مآب جناب مولینا مولوی سید احمد سعید صاحب کاظمی مہتمم اعلیٰ مدرسہ انوار العلوم۔ ملتان شہر

۷۸۶

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

## استفتا

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ گیارھویں شریف تعیین تاریخ کے ساتھ شرعاً جائز ہے یا نہیں! بعینوا توجروا

## الجواب

تعیین تاریخ کے ساتھ گیارھویں شریف جائز ہے۔ جو لوگ اسے بدعت ضلالت کہتے ہیں۔ وہ گمراہ اور بد مذہب ہیں۔ بدعت ضلالت کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو امور عبادات و طاعت سے متعلق ایک نہج خاص پر مقرر فرما دیئے ہیں۔ ان میں کسی قسم کی کمی بیشی یا تقدیم و تاخیر اپنی طرف سے کرنا جیسے نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، اذان جمعہ، جماعات، وغیرہ کے جو طریقے شریعت مطہرہ نے تعلیم فرمائے ہیں۔ ان کی خلاف ورزی جائز نہیں اور جن امور میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کوئی طریقہ مخصوص نہیں فرمایا وہ اپنے عموم و اطلاق پر ہیں۔ جس طریقہ سے بھی انہیں ادا کر لیا جائے جائز ہے۔ مگر شرط یہ ہے کہ وہ طریقہ کسی دلیل شرعی سے ناجائز ثابت

نہ ہوتا ہو۔ جسے قرأۃِ قرآن اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر صلوٰۃ و سلام عرض کرنا یا ارواح مومنین کو ایصال ثواب کرنا کہ شریعت مطہرہ میں ان کے کاموں کے لیے کوئی مخصوص ہیئت وارد نہیں ہوئی۔ اس لیے جس ہیئت کے ساتھ بھی یہ کام کر لیے جائیں جائز ہے ہاں اتنی بات ہر شخص کی سمجھ میں آ سکتی ہے کہ یہ تو ناممکن ہے کہ اس قسم کے کام ان تمام طریقوں اور ہیئتوں کے ساتھ کیے جائیں جو عقلاً ممکن الوقوع ہوں۔ کسی ایک ہی طریقے سے اس کام کو سرانجام دیا جائے گا۔ اب اس اعتبار سے کہ وہ بہت سے طریقوں میں سے ایک ہے۔ مخصوص قرار پائے گا مگر یہ خصوصیت مضر نہیں کیونکہ اس کے بغیر اس فعل کی ادائیگی متصور نہیں۔ البتہ اگر یہ اعتقاد ہو کہ اس فعل کی یہ ہیئت اور یہ طریقہ شریعت مطہرہ نے مقرر کیا ہے اور اس کے بغیر یہ کام درست نہیں ہوگا۔ اور اس کے ماسوا دوسری ہیئتوں اور طریقوں کو ناجائز سمجھے تو یہ اعتقاد معصیت ہے اور اس اعتقاد کے ساتھ یہ فعل مستحسن بھی گناہ کا موجب قرار پائے گا۔ مختصر یہ کہ گیارھویں شریف کرنے والے مسلمان جس مخصوص طریقے اور تاریخ معین کے ساتھ یہ کام کرتے ہیں۔ شرع شریف میں اس کو ناجائز قرار نہیں دیا گیا۔ اور کرنے والے کا یہ اعتقاد بھی نہیں ہوتا کہ یہ دن اور تاریخ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر ہے۔ اس کے علاوہ کسی اور دن یا تاریخ میں یہ کام درست نہیں ہو سکتا۔ بلکہ یوں سمجھتے ہیں کہ ایصال ثواب جو ایک مستحسن کام ہے جب اسے کیا جائے گا تو کسی طریقے ہی سے کیا جائے گا۔ اور کسی وقت ہی میں اس کی انجام دہی ہوگی۔ چونکہ یہ دن اور ہیئت شرعاً ممنوع نہیں۔ اس لیے اسی دن اور اسی ہیئت کے ساتھ ادا کر لیا جائے اور اس سے فرض و واجب اور متعین من عند الشرع نہ سمجھا جائے تو اس میں کیا حرج ہے۔ رہا سوال یہ کہ گیارہ تاریخ کیوں اختیار کی گئی۔ تو اگرچہ اصولی طور پر

اس کا جواب ہم دے چکے ہیں کہ جب ہر دن اور ہر تاریخ میں جائز ہے تو گیارھویں تاریخ میں بھی جائز ہوا۔ بلکہ اس تاریخ میں ناجائز کہنے والوں پر سوال ہوگا کہ جب شریعت مطہرہ نے گیارہ تاریخ میں فاتحہ کرنے کو ناجائز قرار نہیں دیا۔ تو آپ کو اسے ناجائز کہنے کا کیا حق ہے۔ آپ کا یہ قول خلاف شرع ہو کر خود بدعت قرار پائے گا۔ لیکن اس کے ساتھ یہ بھی عرض کر دوں کہ گیارہ تاریخ یا کسی بزرگ کی فاتحہ میں اس بزرگ کی تاریخ وفات کو اختیار کرنے کی ایک یہ حکمت بھی ہے۔ کہ یوم وصال کو چونکہ ان بزرگوں سے خاص مناسبت ہے۔ اس لیے اس دن میں ان کی خیر و برکت اور روحانیت و نورانیت کے مقدس اثرات کے حصول کی قوی امید ہوتی ہے۔ چنانچہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ماثبت بالسنۃ ص ۱۶۹ پر فرماتے ہیں۔

وقد ذكر بعض المتاخرين من مشائخ المغرب ان اليوم الذى وصلوا فيه الى جناب العزة وخطائر القدس يرجى فيه من الخير و البركة والنورانية اكثر واوفر من سائر الايام

یاد رہے کہ ایسے امور مستحسنہ کو اگر کسی نے بدعت کہا ہے تو اس سے بدعت شرعیہ مراد نہیں۔ بلکہ بدعت لغویہ مراد ہے جو عندالمتاخرین بدعت حسنہ سے بھی تعبیر کی جاتی ہے۔ اور کوئی مسلمان ایسے امور مستحسنہ کو معاذ اللہ بدعت ضلالت کیونکر کہہ سکتا ہے۔ حالانکہ یہ وہ امور ہیں۔ جن پر بے شمار اولیاء کاملین اور مومنین صالحین کا عمل رہا۔ معاذ اللہ وہ اخیار امت سب گمراہ قرار پائیں گے۔ دیکھئے یہی شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ماثبت بالسنۃ میں اسی گیارھویں شریف کے متعلق فرماتے ہیں۔

وقد اشتهر فى ديارنا هٰذا اليوم الحادى عشرو هوا

المتعارف عند مشائخنا من اولاده انتہی۔ ما ثبت بالسنة ص ۱۶۷
۱۶۸ یعنی حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عرس مبارک کے لیے ہمارے ملک میں گیارہ تاریخ مشہور ہے۔ اور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں ملک ہند کے اندر جو سلسلہ عالیہ قادریہ کے مشائخ کرام ہیں۔ ان کے نزدیک بھی یہی گیارہ تاریخ متعارف ہے۔ اب غور فرمائیں کہ گیارھویں شریف کو بدعت ضلالت کہا جائے۔ تو یہ تمام مشائخ قادریہ معاذ اللہ بدعتی اور گمراہ قرار پائیں گے یا نہیں؟ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ایسے قول واعتقاد سے محفوظ رکھے۔ جس کی بنا پر امت مسلمہ کے پسندیدہ بزرگوں کو معاذ اللہ جہنمی اور ناری کہنا پڑے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

دستخط: فقیر سید احمد سعید کاظمی غفرلہ
مہتمم مدرسہ انوار العلوم ملتان
۲۵۔ ذی القعدة الحرام ۱۳۷۶ھ

مہر: سید احمد سعید کاظمی امروہوی
مہتمم مدرسہ انوار العلوم ملتان شہر

## فاضل جزیل جناب مولینا مولوی عبدالعزیز صاحب خطیب مسجد جامعہ مزنگ لاہور

۷۸۶

### استفتا

سوال:۔ بعض لوگ غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گیارھویں دیتے ہیں۔ اس کا کوئی ثبوت ہے یا نہ۔ اس کا کھانا جائز ہے یا نہ۔ ظفر کا قول کہ گیارھویں مَا اُھِلَّ

بہ لغیر اللہ میں داخل ہے۔ کہاں تک درست ہے۔ بینوا توجروا

اقوال و بہ احوال

سبحانک لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّکَ اَنْتَ الْعَلِیْمُ الْحَکِیْمُ

صدر الافاضل مولانا مولوی نعیم الدین صاحب مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر خزائن العرفان میں زیر آیت وَمِمَّا رَزَقْنٰهُم يُنْفِقُوْنَ o فرماتے ہیں راہ خدا میں خرچ کرنے سے یا زکوٰۃ مراد ہے۔ جیسا کہ (اللہ تعالیٰ نے) دوسری جگہ (قرآن شریف میں) ارشاد فرمایا ہے۔ یقیمون اصلوٰۃ و یؤتون الزکوٰۃ یا مطلق انفاق (خرچ کرنا) خواہ فرض و واجب ہو جیسے زکوٰۃ، نذر، اپنا اور اپنے اہل کا نفقہ (خرچ) وغیرہ خواہ مستحب ہے جیسے صدقات نافلہ، اموات کا ایصال ثواب (موتیٰ کو ثواب پہنچانا)۔

مسئلہ:- گیارھویں شریف، فاتحہ، تیجہ، چالیسواں وغیرہ بھی اس میں داخل ہیں کہ وہ سب صدقات نافلہ ہیں۔ اور قرآن پاک وکلمہ شریف کا پڑھنا نیکی کے ساتھ اور نیکی ملا کر اجر و ثواب بڑھاتا ہے۔

گیارھویں شریف کا مطلب یہ ہے کہ سیّدنا مولیٰنا حضور پر نور حضرتِ غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نیاز کے لیے حلال پاک چیز از جنس ماکول و مشروب تیار کر کے بعد ایصال ثواب حاضرین مجلس، غربا، امراء، فقراء، دراویش، مساکین وغیرہ ہم کو بلا امتیاز کھلایا جاتا ہے۔ ایصال ثواب اور اطعام وغیرہ خود نصوص واردہ سے ثابت ہیں۔ ورنہ گیارہ کا لفظ کھانے پینے میں نہیں آتا۔ کلیات جدولیہ فی احوال اولیاء اللہ المعروف بہ تحفۃ الابرار ص ۲۹ میں بحوالہ تکملہ ذکر الاصفیاء گیارھویں کی وجہ تسمیہ یہ لکھی ہے کہ آپ ہر ماہ میں گیارھویں تاریخ چاند کو عرس رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا کرتے تھے۔ اس وجہ سے گیارھویں آپ

کے نام سے مشہور ہے۔ اسی طرح انوار الرحمٰن مطبوعہ لکھنؤ ص ۹۷ میں ہے جب کسی جانور یا چیز پر کسی بزرگ نبی یا ولی کا نام آتا ہے مثلاً پیر کا بکرا، اسماعیل کی بھیڑ اور حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گیارھویں شریف تو اس جانور کو خدا کا نام لے کر ذبح کیا جائے اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر کھاویں پیویں تو وہ حلال اور طیب ہے اور وہ چیز بابرکت ہو جاتی ہے۔ اور خوش اعتقاد کی روحانی جسمانی بیماریاں اس کے استعمال سے دور ہو جاتی ہیں۔ پیر کا بکرا اور اسماعیل کی بھیڑ کہنے سے وہ حرام نہیں ہو جاتے۔ جیسے بَحِیرہ، سائبَہ وصیلہ، حَام جو کافر لوگ بتوں کے نام سے منسوب کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا۔ وہ حلال ہیں ان میں حرمت کدھر سے آگھسی۔ نر کی طرف سے یا مادہ کی طرف سے جب اللہ کا نام لے کر ذبح کیا گیا تو وہ حلال طیب ہیں۔ خدا تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

كُلُوا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ

ہاں اگر بوقت ذبح پیر صاحب یا کسی اور شخص کا نام لے کر خواہ وہ بت ہو یا دیوی وغیرہ ذبح کیا جاوے تو وہ حرام ہے اور مَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ کا یہی مطلب ہے۔ جس کی تفسیر قرآن کریم نے وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ سے کی ہے۔ یعنی جو جانور بتوں کا نام لے کر ذبح کیا جاوے وہ حرام ہے۔ اسی طرح تفسیر معالم التنزیل، خازن، مدارک وغیرہ میں مرقوم ہے۔

زیادہ تفصیل حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے رسالہ اعلاء کلمۃ اللہ کے بیان مَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ میں ہے۔

# گیارھویں شریف کی خوبی و فوائد

بہار شریعت میں ہے۔ اولیائے کرام کو ایصال ثواب نہایت موجب برکات ہے وامر مستحب ہے اسے عُرفاً براہ ادب نذر و نیاز کہتے ہیں۔ یہ نذر شرعی نہیں جیسے بادشاہ کو نذر دینا ان میں خصوصاً گیارھویں شریف کی فاتحہ نہایت عجیب برکت کی چیز ہے حصہ اول بر صفحہ اخیر مصنفہ مولانا امجد علی اعظمی تلمیذ مولانا مولوی احمد رضا خان صاحب اور شیخ عبدالحق دہلوی نے ماثبت بالسنۃ میں، نیز مولوی محمد عالم صاحب ہزاری انقوی نے وجیز الصراط میں گیارھویں کا ثبوت دیا ہے اور وہ یہ ہے:-

وقد اشتهر فی دیارنا هذا الیوم الحادی عشر وهو المتعارف عند مشائخنا من اهل الهند من اولاد کذا ذکر شیخنا و سیدنا السید البهی الرضی الوصیٰ ابولمحاسن سیدی شیخ موسیٰ الحسنی الجیلانی یعنی ہمارے ملک میں گیارہ تاریخ مشہور ہے اور ہمارے مشائخ جو اولاد غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہیں۔ ان میں گیارھویں ہی متعارف ہے۔ اسی طرح ہمارے شیخ سید ابولمحاسن سید موسیٰ حسنی جیلانی بن شیخ کامل عارف معظم مکرم ابی الفتح شیخ حامد حسنی جیلانی نے اورادِ قادریہ سے نقل کیا ہے اور یہ کتاب مخدوم اعظم اکرم امجد افخم کی تصنیف ہے جن کو شیخ عبدالقادر ثانی کہتے ہیں۔ رحمہم اللہ تعالیٰ

آداب الطالبین میں ہے:-

اذا اردت ان تتخدولیمة فاجتهد با دارك یوم موته والساته والساعة التی نقل فیها روحه لان ارواح الموتی یاتون فی ایام الاعراس فی کل عام فی ذالك الموضع فی تلك الساعة فینبغی ان یطعم الطعام و الشراب فی تلك الساعة فان بذالك یفرح ارواحهم وفیه تاثیر بلیغ فاذا روا شیئا من الماکولات والمشروبات یفرحون ویدعون لهم والا یدعون علیهم

یعنی جب تو کسی ولی اللہ یا اللہ کے نیک بندے کا ختم دلانا چاہے تو اس کے وصال کے دن اور ساعت کا خیال رکھ۔ کیونکہ فوئیدگان کی روحیں ہر سال ایام اعراس (عرس کے دنوں میں) اس مکان میں اسی ساعت میں آتی ہیں اور اس تاریخ اور ساعت میں ایصال کرنے میں تاثیر بلیغ ہے۔ جب تو اس دن اور اس ساعت کھانا کھلائے گا اور پانی پلائے گا اور قرآن کریم اور درود شریف پڑھ کر اور پڑھوا کر ایصال ثواب کرے گا تو ان کی روحیں خوش ہوں گی اور بانی محفل اور صاحب خانہ کے لیے دعائے خیر کریں گی۔ اگر اس کا عکس ہوگا تو مقبولان خدا بددعا کریں گے۔

حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فیصلہ ہفت مسئلہ میں تعین تاریخ یعنی یوم وصال میں عرس کے جواز کا فیصلہ فرمایا۔ عموماً بعض مذبذب تعین تاریخ سے منع کرتے ہیں۔

دستخط (مولینا) عبدالعزیز خطیب جامع مسجد مزنگ لاہور

کمپوزنگ: محمد سدھیر (مقصود پبلشرز پہلی منزل سرور مارکیٹ چوک اردو بازار، لاہور)

# داستانِ غم

مریضان محبت کی دوا اور غذا

دیوان نعتیہ کلام حافظ برکت علی قادری لاہوری رحمتہ اللہ علیہ

بزبان پنجابی، اردو، فارسی، عربی بشمول

# قصِیدۃُ النُعمان

من تصنیف لطیف امام الائمہ پیشوائے اہل سنت والجماعت

سیدنا حضرت امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ

معہ منظوم پنجابی ترجمہ از حافظ برکت علی قادری لاہوری۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نحمدہٗ ونصلے علی رسول الکریم

| خاتون جنت سلام اللہ علیہا<br>حضرت فاطمۃ الزہرا | بنت<br>صلی اللہ علیہ وسلم<br>احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ | زوجہ<br>شیر خدا حضرت علی کرم اللہ وجہہ<br>حیدر کرار شاہ ذوالفقار | والدہ ماجدہ<br>عالی مقام سیدنا<br>حضرت امام حسن علیہ السلام | عالی سیدنا حضرت<br>جناب سید الشہدا<br>امام حسین علیہ السلام |
|---|---|---|---|---|

غلامم از غلامانِ غلامِ شاہِ جیلانی رضی اللہ عنہ
مئے حُبِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نوشم زِجامِ شاہِ جیلانی رضی اللہ عنہ

# سِرّ الاسرار فیما یحتاج الیہ الابرار

## تصنیف متبرکہ ہر سالک کے لئے شمع ہدائیت اور طالبانِ حق کے لئے تحفہ نایاب ہے

من تصنیف لطیف: سلطان الاولیا والعارفین محبوب سبحانی شہبازِ لامکانی غوثِ صمدانی
سیدنا و مرشدنا حضرت شیخ سید عبدالقادر الجیلانی قدس سرہ النورانی

مترجم: محبوبِ غوثِ الثقلین حضرت حافظ برکت علی قادری لاہوریؒ
محفل خانہ غوث پاک دربار عالیہ دیوانہ شاہ کوچہ غوثیہ ... لاہور

| | | |
|---|---|---|
| مقدمہ: اس میں ابتدائے خلق کا بیان ہے | نویں فصل: اللہ تعالےٰ کے دیدار کے بیان میں | اٹھارھویں فصل: حج شریعت وطریقت کے بیان میں |
| پہلی فصل: انسان کے اپنے اصلی وطن کی طرف رجوع کرنے کے بیان میں | دسویں فصل: حجابہائے تاریکی اور نورانی کے بیان میں | انیسویں فصل: وجد اور صفائی کے بیان میں |
| دوسری فصل: انسان کو اسفل ترین حالت کی طرف پھیر دینے کے بیان میں | گیارھویں فصل: سعادت اور شقاوت کے بیان میں | بیسویں فصل: خلوت اور گوشہ نشینی کے بیان میں |
| تیسری فصل: اجسام میں روحوں کے تصرفات کے بیان میں | بارھویں فصل: فقراء کے بیان میں | اکیسویں فصل: خلوت کے وظائف کے بیان میں |
| چوتھی فصل: علوم کے بیان میں | تیرھویں فصل: طہارت شریعت اور طریقت کے بیان میں | بائیسویں فصل: خواب اور اونگھ میں جو واقعات پیش آتے ہیں ان کے بیان میں |
| پانچویں فصل: توبہ اور تلقین کے بیان میں | چودھویں فصل: نماز شریعت اور طریقت کے بیان میں | تئیسویں فصل: اہل تصوف کے بیان میں |
| چھٹی فصل: اہل تصوف کے بیان میں | پندرھویں فصل: عالم تجرید میں طہارت معرفت کے بیان میں | چوبیسویں فصل: خاتمہ |
| ساتویں فصل: اذکار کے بیان میں | سولھویں فصل: شریعت وطریقت کی زکوٰۃ کے بیان میں | غوثیہ کتب خانہ (رجسٹرڈ)<br>البرکت پریس (32۔ سرکلر روڈ بیرون شاہ عالم گیٹ لاہور) فون: 7657160 |
| آٹھویں فصل: شرائط ذکر کے بیان میں | سترھویں فصل: روزہ شریعت وطریقت کے بیان میں | |




نادر مجموعہ درود شریف

# تنبیہ الانام

من تصنیف لطیف

حضرت شیخ سید ابو صالح نصر رضی اللہ عنہ ابن پیر شیخ سید تاج الدین ابو بکر عبد الرزاق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ابن سید شیخ محی الدین ابی محمد عبد القادر جیلانی قدس سرہ النورانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ہر درود شریف کے ساتھ جو الفاظ ایک بار استعمال کیے ہیں اُن کا اعادہ دوبارہ نہیں کیا

غوثیہ کتب خانہ (رجسٹرڈ)
البرکت پریس
32۔ سرکلر روڈ بیرون شاہ عالم گیٹ
لاہور (پاکستان) فون: 7657160